

عمران سیریز

زمین ایجنٹ

مظہر کلیم ایم۔ اے

www.esnips.com/web/imranseriesbymazharkaleemma

عمران نے کار گیراج میں بند کی اور پھر سیدھیاں چڑھنے لگا۔ ابھی اس نے دو ہی سیدھیاں چڑھی ہوں گی کہ کسی کار کی بریکیں اس کے پیچھے چرچرائیں تو عمران نے بے اختیار مڑ کر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ یہ سوپر فیاض کی سرکاری جیپ تھی اور اب سوپر فیاض اس میں سے اتر رہا تھا۔ عمران اس طرح مڑ کر دوبارہ سیدھیاں چڑھنے لگا جیسے وہ سوپر فیاض کو پہچانتا ہی نہ ہو۔

”عمران“..... سوپر فیاض نے اسے آواز دی اور پھر اس کے پیچھے اس قدر تیزی سے سیدھیاں چڑھنے لگا جیسے کم سے کم وقت میں سیدھیاں چڑھنے کا عالمی ریکارڈ قائم کرنا چاہتا ہو لیکن عمران نے سنی ان سنی کر دی۔

”تم نے میری آواز نہیں سنی۔ کیا بہرے ہو گئے ہو۔“ فیاض

نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف گھماتے ہوئے انتہائی غصیلے ہوئے
میں کہا۔

"اب بیروہ ہی ہوتا پلے گا۔ چلو کھانا تو وقت پر مل جایا کرنے کا
اور سنا ہے کہ اب لوگ اتنی ٹپ دینے لگ گئے ہیں کہ سر تیز نہ
اٹھیں جنس بیورو کی سالانہ تنخواہ سے زیادہ ایک روز کی کمائی ہو جاتی
ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو اس مت کرو۔ میرے ساتھ چلو جہارے ڈینی نے تمہیں
فوری طور پر کال کیا ہے۔" قیاض نے اسے جڑ سے پکڑ کر واپس
سیڑھیوں کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"اے اے۔ کیا مطلب۔ میں اتیلی جنس کا حکم نہیں ہوں
کہ جب بھی کال کریں میں بھاگا جاتا ہوں۔ پس وہ پپ بن کر
پکڑیں تو اور بات ہے۔" عمران نے کہا لیکن قیاض اسے بازو سے
پکڑے تیزی سے سیڑھیاں اُتارتا ہوا نیچے لے آیا۔

"چلو بیٹھو جلدی کرو۔ بڑی خوفناک واردات ہو گئی ہے۔ جلدی
کرو۔" سوپر قیاض کا انداز ایسا تھا جیسے اگر عمر میں قوی چپ میں
نہ بیٹھا تو وہ اسے اٹھا کر اندر بھینٹ دے گا۔

"واردات۔ کیسی واردات۔" عمر میں نے پہلی بار چونکتے
ہوئے کہا۔

"جلدی کرو میں تمہیں راستے میں بتا دوں گا۔ جلدی کرو وقت
مت ضائع کرو۔" سوپر قیاض نے تیرے لیے میں کہا اور خود وہ اچھل

کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ واردات کا لفظ اور قیاض کی حالت
دیکھ کر عمران کو مجبوراً سائیڈ سیٹ پر بیٹھنا پڑا اور سوپر قیاض نے
اس طرح چپ بھگنا شروع کر دی جیسے وہ اس کی مدد سے ورلڈ ریس
جیتنا چاہتا ہو۔

"اے اے۔ آہستہ چلاؤ ایسا نہ ہو کہ سڑک پر ہی کوئی
خوفناک واردات ہو جائے اور سلی مہا بھی بیوہ اور جہارے کے یتیم
ہو جائیں۔" عمران نے کہا لیکن سوپر قیاض نے رفتار کم کرنے کی
 بجائے مزید بڑھا دی۔ وہ واقعی انتہائی مہارت سے چپ چلاتا ہوا آگے
بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"کیا واردات ہوئی ہے۔ کچھ بتاؤ تو یہی۔" عمران نے کہا۔
"صدر مملکت کے ملزئی سیکرٹری کرنل احسن کو پرنیڈنٹ
ہاؤس میں ان کی رہائش گاہ کے اندر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے
اور صدر صاحب اس واردات پر اس قدر غصے میں ہیں کہ انہوں نے
جہارے ڈینی کو دھمکی دی ہے کہ اگر قاتل فوری گرفتار نہ ہوئے
تو انہیں معطل کر دیں گے۔" سوپر قیاض نے کہا۔

"پھر ڈینی نے تو فوراً استعفیٰ دے دیا ہو گا۔ وہ ایسی دھمکی کے
بعد ایک لمحہ بھی نوکری نہیں کر سکتے۔" عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"انہوں نے واقعی استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن سر سلطان
نے بڑی مشکل سے انہیں ایسا کرنے سے روکا اور پھر سر سلطان کے

مجھ میں نہیں آ رہی۔ سو پر فیاض نے کہا۔

”کیوں مجھ میں نہیں آ رہی۔ بڑا صاف اور واضح اشارہ ہے۔“

عمران نے جواب دیا۔ وہ واقعی اب لطف لے رہا تھا۔

”کیا مطلب۔“ کیسا اشارہ۔ سو پر فیاض نے چونک کر پوچھا۔

”جی کہ مجرم سر سلطان ہیں سیکرٹری وزارت خارجہ۔“ عمران نے جواب دیا تو سو پر فیاض کے ہاتھ میں سنیزنگ اس طرح گھوما کہ جیپ سائیڈ میں آتے ہوئے ٹرک کی طرف تیزی سے بڑھی لیکن فیاض نے واقعی بڑی مہارت سے اسے بروقت کنٹرول کر لیا تھا ورنہ خوفناک حادثہ ناگزیر ہو جاتا۔

”کیا بکواس کی ہے تم نے۔ میرا دماغ ہی گھما دیا ہے ابھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو۔“ فیاض نے کنٹرول کر لینے کے بعد غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس میں بکواس کیا ہے۔ ویسے جس ایکسیڈنٹ کا شوق ہو تو اپنا شوق پورا کر سکتے ہو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”سر سلطان کیسے مجرم ہو سکتے ہیں۔ کیا جہاد اداغ خراب ہو گیا ہے۔“ فیاض نے بری طرح جھٹلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کرئل احسن مرحوم نے تو یہی اشارہ دیا ہے۔ دیکھو تاج سلطان ہی بیٹھتے ہیں اور بیٹھتے بھی سر سر ہیں اس لئے تاج بنانے کا مطلب ہوا

مشورے پر انہوں نے ہمیں فوری طور پر کال کیا ہے۔“ سو پر فیاض نے کہا۔

”تو کیا انہوں نے دھمکی سے بچنے کے لئے مجھے حرم بتا کر صدر صاحب کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔“ عمران نے کہا تو سو پر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”ہونا تو ایسے ہی چلے لیکن ایسا نہیں ہے۔ وہاں کرئل احسن نے مرتے ہوئے اپنے ہی خون سے فرش پر ایک نشان سا بنایا ہے جو تاج کی شکل کا ہے لیکن یہ نشان کسی کی مجھ میں نہیں آ رہا۔ اس پر سر سلطان نے کہا کہ عمران ایسے کاموں میں ماہر ہے اس لئے وہ لامحالہ اسے پہچان لے گا اس لئے ہمیں کال کیا جا رہا ہے۔“ سو پر فیاض نے آخر کار اصل بات بتاتے ہوئے کہا۔

”لا حول ولا قوۃ۔ اس میں اتنی تیزی بھرتی دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات تو میں کہیں وہیں سیزموں پر ہی بنا سکتا تھا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا بنا سکتے تھے۔“ سو پر فیاض نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی کہ کرئل احسن نے مجرم کی نشاندہی کر دی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”ہاں۔ سب کا یہی خیال ہے کہ اس نشان سے کرئل احسن نے مجرم کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کس طرح۔“

ہو سکتا ہے۔ یہ بات تو یقینی ہے کہ کر نل احسن مرحوم نے مجرم کی نشاندہی کی ہے لیکن کس طرح؟۔۔۔۔۔ سلطان نے سلام کا جواب دیتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ سر عبدالرحمن خاموش کھڑے رہے تھے۔

میں نے جناب سوپر فیاض صاحب کو راستے میں ہی بتا دیا ہے کہ مجرم کون ہے۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لکچے میں جواب دیا تو اس بار سلطان کے ساتھ ساتھ سر عبدالرحمن بھی بے اختیار چونک پڑے۔

کیا مطلب۔ کیا تم جانتے ہو کہ مجرم کون ہے۔ سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لکچے میں کہا۔

جو کچھ اس نشانی سے پتہ چلتا ہے اس کے مطابق تو میں جانتا ہوں۔ آپ بے شک سوپر فیاض سے پوچھ لیں میں نے اسے بتا دیا ہے۔ عمران نے اسی طرح معصوم سے لکچے میں جواب دیا۔

کون ہے مجرم۔ جلدی بتاؤ۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن نے حیرت بھرے لکچے میں کہا۔

پہلے آپ مجھے جان کی امان خود بھی دیں اور سلطان سے بھی لے دیں۔۔۔۔۔ عمران نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا تو سلطان اور سر عبدالرحمن دونوں چونک پڑے۔

کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ سوپر فیاض تم بتاؤ۔ کیا بتایا ہے اس نے۔۔۔۔۔ سر عبدالرحمن

سلطان۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو اس بار فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

تم سے خدا تجھے۔ کہاں سے بات کہاں لے جاتے ہو۔ فیاض نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب کو پوری تیزی سے پریشان کر پٹاؤں کے مچھادی سائے کے کھلے ہوئے گیٹ میں موڈ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب عمران فیاض کے ساتھ کر نل احسن کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تو وہاں سر عبدالرحمن اور سلطان کے ساتھ ساتھ کئی بڑے افسر بھی موجود تھے۔ ایک طرف فرش پر کپڑے سے ڈھکی ہوئی کر نل احسن کی لاش موجود تھی اور پولیس کے افسران اپنی رسمی کارروائی میں مصروف تھے۔ سر عبدالرحمن کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے جبکہ سلطان کے چہرے پر سکون تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن جناب فاتحہ خوانی تو بیحد کر کی جاتی ہے جبکہ آپ صاحبان تو کھڑے ہیں۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے معصوم سے لکچے میں کہا۔

وعلیکم السلام۔ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ حالات بے حد سنجیدہ ہیں۔ سر عبدالرحمن تو جہیں بلانے کے حق میں نہیں تھے لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم سمجھ میں نہ آنے والے مسائل جنگی بجاتے ہی حل کر لیتے ہو۔ یہ دیکھو کر نل احسن نے مرنے سے پہلے اپنے ہی خون سے اپنی انگلی کی مدد سے یہ تاج سبایا ہے۔ اس کا کیا مطلب

زہرے لے لے میں کہا۔

”وہ دراصل سربرقیاض نے مجھے بتایا ہی نہیں تھا کہ کرگل احسن نے کس طرح کا تاج بنایا ہے۔ میں سمجھا کہ ایشیائی تاج ہو گا اس لئے میں نے سرسلطان کا نام لے دیا لیکن اب یہ تاج دیکھ کر مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ تو یورپی تاج ہے اس لئے اب سرسلطان تو مجرم بہر حال ہو ہی نہیں سکتے۔“ عمران نے فوراً وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

ایضاً تاج، یورپی تاج - کیا بکواس ہے - سر سلطان میں آپ کو اس لئے منع کر دیا تھا کہ اس احمق کو مت بلوائیں۔ اس کو سوائے بکواس کرنے کے اور کچھ نہیں آتا۔ اب دیکھو اس قدر سنجیدہ معاملہ ہے اور اسے سوائے بکواس کے اور کچھ نہیں سوجھ رہا۔ - سر عبدالرحمن نے استغاثی فیصلہ لکھ میں کہا۔

• عمران جیسے چلو تم نے میرا نام تو مذاق میں لے دیا ہو گا لیکن یہ ایشیائی اور یورپی تاج سے جہاں کیا مطلب ہے..... سر سلطان نے کہا۔

”جواب۔ ایشیائی تاج اور یورپی تاج میں بڑا فرق ہوتا ہے جیسا آپ نے ایشیا میں بادشاہوں کی تصویروں میں دیکھا ہوگا جبکہ گرسٹ لینڈ اور یورپی بادشاہ اور ملکہ جو تاج پہنتے ہیں اور جسے کراؤن کہا جاتا ہے وہ نیچے سے گول ٹی اور سائید پر کنارے سے اوپر کو امبرے ہوئے ہوتے ہیں جیسے عکسی قلعے کا نقشہ ہو اور آپ خود دیکھ لیں کہ

نے بھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ سو پر فیاض سے مخاطب ہو گئے۔

”جواب اس کی عادت ہے مذاق کرنے کی۔۔۔ سو پر فیاض نے ہنکلاتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

مذاق کرنے کا کیا مطلب۔ کیا تم ہوش میں ہو جو میرے سلسلے
ان حالات میں ایسی باتیں کر رہے ہو۔ سر عبد الرحمن کا فہرہ
عروج پر پہنچ گیا تھا۔

س۔ سر اس نے کہا تھا کہ مجرم سر سلطان ہیں۔ سر
عبد الرحمن کے جلال کو دیکھتے ہوئے سو پر قیاس نے اصل بات اگل
دی جبکہ عمران ویسے ہی معصوم صورت بنائے خاموش کھڑا ہوا تھا
البتہ اس کی نظریں اس نشان پر جمی ہوئی تھیں جو سفید ماربل کے
فرش پر خون سے بنایا گیا تھا۔

سرسلطان مجرم ہیں۔ کیا مطلب۔ = کیا بکواس ہے۔ سر
عبدالرحمن کو اور غصہ آگیا تھا جبکہ سرسلطان کے چہرے پر بھی غصے
کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

- جناب اس نے کہا تھا کہ نشان تاج کا ہے اور تاج سلطان پہنا کرتے ہیں اور تاج سر پر پہنا جاتا ہے اس لئے کمر تل احسن نے = نشان بتا کر سر سلطان کو مجرم ظاہر کیا ہے۔۔۔۔۔ سو پر فیاض نے عصر اکبروری تفصیل بتادی۔

کیوں عمران۔ تم نے یہ بات کی تھی..... سر عبدالرحمن نے

کرنل احسن مرحوم نے بھی کراؤن ہی بنایا ہے اور ظاہر ہے آپ ایٹیاٹی سلطان ہیں آپ یورپی تاج کیسے پہن سکتے ہیں..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا جبکہ سر عبدالرحمن کے جبر سے برحیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ شاید انہوں نے کبھی ایٹیاٹی اور یورپی تاجوں کے درمیان اس فرق پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

”جہاں مطلب ہے کہ کرنل احسن کے اس تاج بنانے کا مطلب ہے کہ قاتل کا تعلق یورپ کے کسی شاہی خاندان سے ہے۔“ سر سلطان نے کہا۔

”یہ بات تو آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا پریذیڈنٹ ہاؤس میں کوئی آدمی ایسا موجود تھا اس کا تعلق یورپ کے کسی شاہی خاندان سے ہو۔“ یہ دوسری بات ہے کہ کرنل احسن کو کیوں ہلاک کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے قاتل کو جہاں گھس کر کرنل احسن کو ہلاک کرنے کا شوق تو نہیں ہو گا اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد ہو گا۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جو کچھ اب تک میں نے معلوم کیا ہے اس کے مطابق کرنل احسن کو جہاں ملٹری سیکورٹی کی سیٹ پر آنے صرف ایک ہفتہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے وہ پاکیشیا کی نیشنل لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر تھے۔ ویسے یہ ملٹری انٹیلی جنس میں بھی رہ چکے ہیں۔ صدر صاحب کا سابقہ ملٹری سیکورٹی ریشٹار ہو گیا تو جزی جہان بین کے بعد

کرنل احسن کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو مجرم یقیناً کرنل احسن سے نیشنل لیبارٹری کے بارے میں کوئی بات پوچھنا چاہتا تھا لیکن نیشنل لیبارٹری کوئی سیکرٹ لیبارٹری نہیں ہے اس لئے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اس نے کرنل احسن سے کیا پوچھنے کی کوشش کی اور پھر انہیں ہلاک کیوں کر دیا اور کرنل احسن نے یہ نشان کیوں بنایا۔“ سر عبدالرحمن نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کرنل احسن نیشنل لیبارٹری کے علاوہ اور کسی لیبارٹری میں بھی رہے ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس سے وہ نیشنل لیبارٹری میں تعینات ہوئے اور پھر وہاں سے جہاں لگے۔“ سر عبدالرحمن نے جواب دیا۔

”کیا نیشنل لیبارٹری میں کوئی ایسا سائنسدان ہے جس کا نام کراؤن ہے یا اس کا تعلق یورپ کے کسی شاہی خاندان سے ہو۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کراؤن نام کا خیال میرے ذہن میں بھی آیا تھا اس لئے میں نے پہلے ہی معلوم کر لیا ہے۔ نیشنل لیبارٹری میں کوئی غیر ملکی سائنسدان موجود نہیں ہے اور نہ ہی وہاں کسی سائنسدان کا نام کراؤن ہے اور ویسے بھی اگر کرنل احسن کراؤن لکھنا چاہتا تو وہ تاج پہنانے کی بجائے لفظ کراؤن ہی لکھ دیتا۔“ سر عبدالرحمن نے

ورنہ جہاں سے پیدل جاتے جاتے تو میری جوتی بھی گھس جائے گی اور یہ بھی بڑی مسئل سے ادھار ملی ہے۔..... عمران نے کہے ہوئے کلمے میں کہا۔

”آؤ عبدالرحمن صدر صاحب انتظار کر رہے ہوں گے۔ تم ہمیں شہر و عمران میں آ رہا ہوں پھر تم میرے ساتھ چلتا۔..... سر سلطان نے کہا اور پھر عبدالرحمن کے ساتھ چلتے ہوئے تیزی سے اس کمرے سے باہر چلے گئے۔

”جہیں دراصل سر سلطان نے سر پر چھایا ہوا ہے ورنہ جہیں اس طرح لٹتے بڑے افسران کے سامنے بکواس کرنے کی ہمت ہی نہ پتی۔“ سو پر فیاض نے کہا۔

”جب میں سو پر فیاض جیسے بڑے افسر کے سامنے سینہ تان کر بول سکتا ہوں تو پھر بے چارے ڈائریکٹر جنرل اور سیکرٹری خارجہ کیا حیثیت رکھتے ہیں۔..... عمران نے کہا تو سو پر فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم سے خدا کچھ۔“ مجھے یقین ہے کہ جہیں جہاں بلا کر اب سر سلطان بھی پٹھتا رہے ہوں گے۔ یہ تو شکر ہے کہ تم صدر صاحب کے پاس نہیں گئے ورنہ وہاں جا کر اگر تم نے سربراہ والی بات کر کے صدر صاحب کو مجرم قرار دے دیا ہوتا تو یقیناً تم زندہ واپس نہ آتے۔..... سو پر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔ اپنے بارے میں بڑے افسر کی بات سن کر اس کا موزلا شعوری طور پر خوشگوار سا ہو گیا تھا۔

جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ سر عبدالرحمن کی بات درست تھی۔

”کر نل احسن ملزی اتیلی جنس میں رہے ہیں تو ملزی اتیلی جنس کے خصوصی کوڈز میں تاج کا مطلب سربراہ ہی ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

”صدر صاحب نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ انہیں کوئی اطلاع ملی ہے نیشنل لیبارٹری سے۔..... اس نوجوان نے سر عبدالرحمن اور سر سلطان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم بھی آؤ۔..... سر سلطان نے عمران سے کہا۔“ اسے ہمیں پہنچے دو۔ اس نے صدر صاحب کے سامنے بھی بکواس کرنے سے باز نہیں آنا۔..... سر عبدالرحمن نے کہا۔

”میں گستانی کیسے کر سکتا ہوں ڈیڈی۔ ویسے ملزی اتیلی جنس کے کوڈز کے مطابق اگر تاج کا مطلب سربراہ ہو سکتا ہے تو پھر صدر صاحب بھی قاتل ہو سکتے ہیں۔..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”یو شٹ اپ۔ ٹانسس۔ بغیر سوچے کچھ ہی بکواس شروع کر دیتے ہو۔ آئی سے گٹ آؤٹ۔..... سر عبدالرحمن نے غصے سے دھاتے ہوئے کہا۔

”شش۔ شش۔ شش۔ شش۔“ شکر یہ جتنا ب۔ ویسے واپسی کا کرایہ تو دے دیں

سر عبدالرحمن اور سرسلطان بھی موجود تھے۔

”آئیے عمران صاحب۔ تجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے تو مجھ پر بھی شک ظاہر کر دیا ہے۔“ صدر صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جنتاب جاسوسی تو ایسے ہی ہوتی ہے۔ ویسے ڈیڑھی بھی جہاں موجود ہیں وہ مجھ سے بھی بڑے جاسوس ہیں۔ میرا مطلب ہے جاسوس کے باپ ہیں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو صدر مملکت بے اختیار مسکرا دیئے جبکہ سرسلطان اور سرعبدالرحمن دونوں کے چہرے غصے سے گڑے ہوئے تھے۔

”بہت خوب۔ آپ واقعی دلچسپ باتیں کرتے ہیں لیکن اگر مجھ پر شک ہو سکتا ہے تو سیکرٹ سروس کے چیف پر بھی تو شک ہو سکتا ہے۔“ صدر مملکت نے کہا تو اس بار عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرانے لگے کیونکہ اسے صدر مملکت سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

”وہ کیسے جنتاب۔“ عمران نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سروس کے چیف بھی تو سیکرٹ سروس کے سربراہ

ہیں۔“ صدر صاحب نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”جنتاب یہ بات آپ تو کہہ سکتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ آپ تو اعلیٰ عرف کے مالک ہیں کہ مجھ جیسے عام آدمی کی بات سن کر بھی آپ نے غصے کا اظہار نہیں کیا لیکن چیف ایکسٹنشن صاحب بے حد سنجیدہ ہیں۔ ان سے اور کچھ نہ بن سکا تو کم از کم مجھے وہ نمائندہ خصوصی کی

”میں نے کوئی لفظ بات تو نہیں کی۔ بہر حال فیسوں میں تو میں نے جاسوسوں کو اسی طرح قاتل کو پکڑتے ہوئے دیکھا ہے کہ وہ باری باری سب پر شک کا اظہار کرتے ہیں اور آخر میں قاتل وہ نکلتا ہے جس پر کسی کو شک بھی نہ ہو اس لئے اگر سرسلطان اور صدر مملکت قاتل نہیں ہیں تو میرا تم بھی ہو سکتے ہو۔ جہاد اتمام فیاض ہے اور بادشاہ بھی بڑے فیاض ہوتے ہیں۔“ عمران نے جواب دیا تو فیاض بے اختیار ہنس پڑا۔ قہقہوں در بعد وہی نوجوان اندر داخل ہوا جو اس سے پہلے سرسلطان اور سرعبدالرحمن کو ہلا کر لے گیا تھا۔

”عمران صاحب آپ کو صدر صاحب یاد فرما رہے ہیں۔“ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو کیا انہوں نے اقرار جرم کر لیا ہے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔

”اقرار جرم۔ کیا مطلب۔“ نوجوان نے انتہائی حیرت سے کہا۔

”چلو میں خود ہی پوچھ لوں گا۔ سو پر فیاض ہتھکڑی تو جہاد سے پاس ہو گئی۔ چلو نکلیے ہے میں جہاں کال کر لوں گا۔ آؤ مسٹر چلیں۔“ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور نوجوان اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے اس کی ذہنی صحت پر شک گزرنے لگا ہو۔ بہر حال چند لمحوں بعد عمران صدر صاحب کے خصوصی میٹنگ ہال میں داخل ہوا۔ وہاں صدر صاحب کے ساتھ ساتھ

عمران کے کہنے پر سر سلطان نے وہاں موجود دوسرے افراد کو لاش کے باوے میں ضروری قانونی کارروائی کرنے کے لئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھ آئے۔

- تم اب کہاں جاؤں گے..... سر سلطان نے عمران کے پوچھا۔

- آپ مجھے سرے فلیٹ پر ڈراپ کر دیں۔ میں اپنی کار لے کر نیشنل لیبارٹری جاؤں گا..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان نے اثبات میں سر ملادیا۔

پوسٹ سے بہر حال نکال باہر کریں گے۔ بے شک سر سلطان سے پوچھ لیں..... عمران نے بڑے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا تو سر سلطان پہلی بار مسکرا دیئے کیونکہ ظاہر ہے اب وہ سر عبدالرحمن اور صدر صاحب کو کیا بتاتے کہ جس کی بات عمران کر رہا ہے وہ دراصل کون ہے۔

- عمران صاحب۔ نیشنل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عاشق حسین کی بھی ان کی رہائش گاہ پر لاش ملی ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے بھی مرنے سے پہلے فرش پر لفظ کر اؤن لکھا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں قتل ایک ہی آدمی نے کئے ہیں اور چونکہ معاملہ نیشنل لیبارٹری کا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ کبھی سیکرٹ سروس کے حوالے کیا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا آپ کا چیف یہ کہیں لے لے گا..... صدر مملکت نے کہا۔

- بالکل جتنا۔ ڈاکٹر عاشق کی بلاکٹ کے بعد تو اس کیس نے واقعی اہمیت حاصل کر لی ہے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

- اؤکے سر سلطان پھر یہ کیس سرکاری طور پر سیکرٹ سروس کے چیف کو بھجوا دیں..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی سر عبدالرحمن، سر سلطان اور عمران تینوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر صدر صاحب کے اپنے خاص دروازے سے جانے کے بعد وہ تینوں باہر نکلے۔ پھر وہ عبدالرحمن تو سوپر فیاصل اور اپنے محلے کے باقی آدمیوں صحبت واپس چلے گئے جبکہ

سے جا کر رک گئی۔ پھانک کے باہر دو سطح مقامی آدمی بھی موجود تھے جن میں سے ایک تیزی سے ڈرائیور کی طرف بڑھا۔

ڈاکٹر اسلم سے کہیں کہ ڈاکٹر کراؤن آئے ہیں۔ ان سے ملاقات کا وقت ملے ہے۔ ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر سطح آدمی سے کہا اور اس نے ایک نظر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے غیر ملکی پر ڈالی اور پھر واپس مڑ گیا۔ پھانک کے ساتھ ہی باقاعدہ گارڈ روم بنا ہوا تھا۔ وہ اس میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی جہاز ساز کا پھانک خود بخود کھلتا چلا گیا تو ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض کار دسے عبور کر کے وہ ایک بڑے پورچ میں پہنچ گئے جہاں ایک جدید مافوق کی نئی کار موجود تھی۔ کار رکے ہی ڈرائیور اور عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا غیر ملکی دونوں نیچے اترے۔ اسی لمحے برآمدے سے ایک آدمی سپر حیاں اتر کر ان کی طرف آیا۔

تشریف لائے جناب۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ آنے والے نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ آگے بڑھ کر ان کی رہنمائی کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ایک بڑے کمرے میں داخل ہوئے جو سنگل روم کے انداز میں سجا ہوا تھا لیکن فرنیچر بالکل نیا اور اجنبی قسمی تھا۔

تشریف رکھیں اور پھر فرمائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے۔ استقبال کرنے والے نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ٹریفک سے بھری ہوئی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سڑک پر گو ٹریفک کا کافی رش تھا لیکن کار چلانے والا واقعی کوئی ماہر ڈرائیور تھا کہ کار اس ٹریفک کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیورنگ سیٹ پر ایک غیر ملکی نوجوان موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر بھی ایک لمبے قد اور سمارٹ جسم کا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ لمبو تھا لیکن چہرے کی مناسبت سے آنکھیں کچھ چھوٹی تھیں البتہ اس کی آنکھوں میں تیز چمک اور فراخ بینائی اس کی ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔ اس کے جسم پر سوٹ تھا اور وہ کار کی وقتی نشست پر انتہائی مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ کار پھانک ایک بانی روڈ پر مڑی اور پھر اسی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک جدید انداز کی بنی ہوئی رہائش گاہ کے بعد پھانک کے

”جو چاہے لے آئیں۔۔۔۔۔ اس بار اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا جو حقہ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور استقبال کرنے والا سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا اور پھر وہ دونوں غیر ملکی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک بامردی بیر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں شراب کی بوتل اور دو گلاس موجود تھے۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں بوتل اور گلاس ان کے سامنے میز پر رکھے اور پھر بوتل کھول کر اس نے باری باری دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور پھر بوتل کا دھکن لگا کر وہ ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔ ان دونوں نے گلاس اٹھائے اور چپکیاں لے کر انہوں نے گلاس واپس میز پر رکھ دیئے۔ ان دونوں نے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں شراب پسند آتی ہے۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر اچھائی قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا ہاتھ میں چمچی پکڑے اندر داخل ہوا۔ چمچی کی چمکتی ہوئی منہ خالص سونے کی تھی اس لئے بہت چمک رہی تھی۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس کے چہرے پر خاصی بھریاں تھیں لیکن آنکھوں میں چمک نوجوانوں جیسی تھی۔ اس کے اندر آتے ہی ڈاکٹر کراؤن اور ڈرائیور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ میرا نام ڈاکٹر اسلم ہے۔۔۔۔۔ آنے والے نے اپنے آپ کو متعارف کراتے ہوئے کہا۔

میرا نام ڈاکٹر کراؤن ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جتنے ڈاکٹر کراؤن نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر یہی

فقدوں کے بعد وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ڈاکٹر کراؤن میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلم نے ڈاکٹر کراؤن کو حور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”چیف کا حکم تھا کہ آپ سے ملاقات کی جائے۔ مشن کے سلسلے میں۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کراؤن نے دھیمے لہجے میں کہا۔

”کون چیف۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلم نے چونک کر پوچھا۔

”کراؤن سیشن کا چیف۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کراؤن نے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ پھر انہیں اور میرے ساتھ آئیں یہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلم نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر کراؤن اور اس کا ڈرائیور دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ڈاکٹر اسلم کے پیچھے چلتے ہوئے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی یہ راہداری آگے جا کر بند ہو گئی تھی جبکہ سائیڈ میں ایک دروازہ تھا۔ ڈاکٹر اسلم نے وہ دروازہ کھولا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ڈاکٹر کراؤن اور اس کا ڈرائیور اندر داخل ہو گئے۔ یہ کمرہ کسی آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

”بیٹھو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا تو ڈاکٹر کراؤن اور اس کا ڈرائیور کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ ڈاکٹر اسلم نے دروازہ بند کیا اور پھر دیوار پر نصب سوئچ پینل کے نیچے حصے میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ سر کی آواز کے ساتھ ہی دروازے پر سیاہ رنگ کی چادر سی چڑھ گئی

ڈاکٹر بھی کہلاتے ہوئے اس وجہ سے میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ شاید یہ کوڈ نام ہے۔..... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔
 "جیسے آپ یہ بتائیں کہ آپ کا کراؤن سیکشن کے چیف سے کیسے رابطہ ہے۔..... ڈاکٹر کراؤن نے کہا۔

"میں کراؤن سیکشن کا جہاں پاکیشیا میں خبر ہوں۔ یہ سارا نمائندہ باض جو تم دیکھ رہے ہو اس کی وجہ بھی یہی خبری ہے۔ جیسے میں نیشنل لیبارٹری میں کام کرتا تھا لیکن پھر میرا اس کے انچارج سے کسی سائنسی مسئلے پر الجھا ہوا گیا تو مجھے وہاں سے نکال دیا گیا لیکن پھر میری کوششوں کی وجہ سے وہ انچارج ایک روز ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا۔ اس کی جگہ ڈاکٹر عاشق انچارج بن گیا۔ اس سے میرے اہتمامی قریبی دوستانہ تعلقات ہیں۔ اس نے مجھے واپس آنے کے لئے کہا لیکن میں اس دوران اپنی آبائی زمین فروخت کر کے لیبارٹریوں کو سائنسی سامان کی سپلائی کی فرم قائم کر چکا تھا اس لئے میں نے وہاں کام کرنے کی بجائے ڈاکٹر عاشق کے ذریعے نیشنل لیبارٹری کی سپلائی کا ٹھیکہ لے لیا اور ڈاکٹر عاشق کی وجہ سے ہی پاکیشیا میں کافی اہم لیبارٹریوں کو ہر قسم کے سائنسی سامان اور خام مال کی سپلائی کا ٹھیکہ مل گیا۔ اس طرح میں رئیس بن گیا۔ پھر کراؤن سیکشن نے مجھ سے رابطہ کیا اور چونکہ میرا تمام لیبارٹریوں میں آنا جانا اور رابطہ تھا اس لئے انہوں نے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا اور چونکہ کام اہتمامی آسان تھا کہ پاکیشیا کی لیبارٹریوں میں جن جن فارمولوں

اور کرے کی چھت کے درمیان سرخ رنگ کا خانہ سا روشن ہو گیا۔
 ڈاکٹر اسلم نے سرائی کر ایک نظر اس سرخ خانے کو دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ ڈاکٹر کراؤن اور اس کے سامنے کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ کیا الجھن ہے۔..... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔
 "آپ کو چیف نے بریف نہیں کیا۔..... ڈاکٹر کراؤن نے کہا۔
 "اس نے مجھے صرف اتنا کہا ہے کہ کراؤن سیکشن کا لکھنٹ کراؤن تم سے ملنے آئے گا اس کی مدد کرو۔..... ڈاکٹر اسلم نے کہا۔
 "یہ نہیں بتایا کہ میں جہاں پاکیشیا میں کیوں آیا ہوں۔" ڈاکٹر کراؤن نے الجھے ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے جیسے ہی معلوم ہے بلکہ ڈاکٹر عالم شیر کے مصنوعی ایندھن والے فارمولے کی رپورٹ بھی میں نے جہاں سے چیف کو بجوائی تھی۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ اپنے اہم لکھنٹ کو بھیج رہا ہے جو یہ کارروائی کرے گا۔ اس کے بعد آج اس کی کال آئی کہ وہ اہم لکھنٹ ڈاکٹر کراؤن میرے پاس آ رہا ہے۔ میں اس کی مدد کروں لیکن جیسے ہی بتاؤ کہ کیا جہاں اہم نام واقعی ڈاکٹر کراؤن ہے۔..... ڈاکٹر اسلم نے کہا تو ڈاکٹر کراؤن بے اختیار مسکرایا۔

"کیوں۔ کیا آپ کو میرے نام پر شک ہے۔..... ڈاکٹر کراؤن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیکشن کا نام بھی کراؤن اور جہاں اہم نام بھی کراؤن اور پھر تم

پر کام ہو رہا ہے میں اس بارے میں رپورٹ دتا ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ کام اپنے ذمے لے لیا اور پھر مجھے اس قدر دولت مل گئی کہ اب دارالحکومت میں کم ہی لوگ میرے جتنے امیر ہوں گے۔ معصومی ایندھی کا فارمولا بھی انہی فارمولوں میں سے ایک ہے جس کی رپورٹ میں نے دی۔ گو مجھے کراؤن سیکشن کے تحت کام کرتے ہوئے آٹھ سال گزر گئے ہیں لیکن آج تک کسی فارمولے کے بارے میں یہ بات سامنے نہیں آئی کہ اسے حاصل کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہو جبکہ پہلی بار معصومی ایندھن کے فارمولے کے بارے میں اطلاع ملی۔ میری چونکہ اس میں مزید کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں سوائے رپورٹ کرنے کے اور کوئی عملی کام نہ کر سکوں گا اس لئے اس معاملے میں میرے ذمے کوئی کام نہیں لگایا گیا البتہ مجھے اطلاع دی گئی کہ اعلیٰ حکام نے اس فارمولے میں دلچسپی لی ہے۔ آج اچانک چیف کی کال آئی ہے کہ اس سلسلے میں سیکشن کا ایجنٹ ڈاکٹر کراؤن میرے پاس آئے گا میں اس کی مدد کروں اس کے بعد تم لوگوں کی آمد کی اطلاع ملی۔ ڈاکٹر اسلم نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

میرا نام ڈوگ ہے۔ راہن ڈوگ اور یہ میرا اسٹنٹ ہے سمجھو ہم جہاں ڈاکٹر عالم شیر اور اس کا فارمولا حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں لیکن جہاں آکر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر اپنے فارمولے سمیت اچانک غائب ہو گیا ہے یا کر دیا گیا ہے۔ بہر حال

مزید انکو اتاری کرنے کے بعد اس سلسلے میں دو نام سامنے آئے۔ ایک نیشنل لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر عاشق اور دوسرا نیشنل لیبارٹری کا سابق چیف سیوری آفسیر اور موجودہ پریذیڈنٹ آف پاکیشیا کا ملٹری سیکرٹری کرنل احسن۔ ڈاکٹر عاشق سے بات ہوئی تو ایک بھاری رقم کے عوض اس نے ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں اطلاع دینے کی حامی بھر لی۔ چنانچہ میں سمجھ کے ساتھ اس کی رہائش گاہ پر اس سے ملا۔ تفصیل سے بات ہوئی۔ اس کی مطلوبہ رقم اسے دے دی گئی تو اس نے بتایا کہ ڈاکٹر عالم شیر کو کرنل احسن نے کہیں چھپایا ہے اور انہوں نے بتایا کہ کرنل احسن دراصل کارمن ایجنٹ ہے اور کارمن بھی اس فارمولے میں دلچسپی لے رہا ہے لیکن کرنل احسن چاہتا ہے کہ وہ اکیڑ بیڑا سے انتہائی بھاری دولت حاصل کر کے ڈاکٹر عالم شیر کو اکیڑ بیڑے کے حوالے کر دے اور ڈاکٹر عالم شیر خود بھی کرنل احسن کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ میں نے اس سے اس سلسلے میں مزید پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی لیکن ڈاکٹر عاشق نے مزید کچھ بتانے کے لئے مزید رقم کا مطالبہ کر دیا تو میں نے اسے مزید رقم دینے کا وعدہ کر لیا۔ تب اس نے بتایا کہ ڈاکٹر عالم شیر کو کرنل احسن نے کسی پرائیویٹ کونٹری میں چھپایا ہوا ہے اور یہ کونٹری وفاق مذاق میں ہے لیکن ڈاکٹر عاشق کا اندازہ بتا رہا تھا کہ وہ ہمیں بے وقوف بنا رہا ہے اور ہمارے متعلق اطلاع بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے گولی مار دی اور اس سے اپنی دی ہوئی رقم بھی حاصل کر لی اور پھر ہم وہاں

سے نکل آئے۔ پھر میں نے کرنل احسن سے فوری رابطہ کیا۔ وہ بھی
 بھاری دولت کے لالچ میں ہم سے ملنے پر تیار ہو گیا لیکن اس نے
 ہوشیاری یہ کی کہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے باہر ملنے کی بجائے
 پریذیڈنٹ ہاؤس میں اپنی رہائش گاہ پر ہمیں بلوایا تاکہ وہ محفوظ رہ
 سکے۔ وہاں اس سے بھی تفصیلی بات ہوئی۔ اس نے ہمیں بتایا کہ
 اگر کراؤن سیکشن فارمولا اور ڈاکٹر عالم شہر کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو
 پھر اسے کارمن سے زیادہ رقم دینی ہوگی۔ یہ رقم اتنی تھی کہ کسی طور
 پر بھی قبول نہ کی جاسکتی تھی سہتاچہ ہم نے اپنے مخصوص انداز میں
 اس پر قہر دکر کے اس سے سہولیات حاصل کیں۔ اس نے بھی
 کوٹھی نمبر ایک سو ایک وقاص ناؤن جی بتایا۔ سہتاچہ میں اللہ اللہ
 بھی ہلاک کر دیا اور پھر وہاں سے آگئے۔ اس کے بعد ہم سیدھے
 وقاص ناؤن گئے لیکن وہاں کوٹھی نمبر ایک سو ایک سرے سے تھی
 ہی نہیں۔ یہ ایک نو تعمیر ہونے والا ناؤن ہے۔ وہاں خالی پلاٹوں کی
 کثرت ہے اور تعمیر شدہ کوٹھیں کی تعداد صرف انھاسی ہے جبکہ اس
 میں آباد صرف چھبیس کوٹھیاں ہیں۔ بہر حال ان چھبیس کوٹھیوں
 کو ہم نے باقاعدہ چیک کیا لیکن کسی کوٹھی میں بھی ایسے شواہد نہ ملے
 کہ وہاں ڈاکٹر عالم شہر موجود ہو سکتا ہو۔ اس کے بعد ہم نے اپنے طور
 پر ڈاکٹر عالم شہر کو ٹریس کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود جس پر ہم
 نے چیف سے بات کی تو اس نے ہمیں آپ کے پاس جانے کا حکم دیا
 اور ہم آپ کے پاس آگئے۔ ڈوگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا تم واقعی کراؤن سیکشن جیسی عظیم کے لکھت ہو۔ مری
 سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے اس قسم کی کارروائیاں کیوں کی ہیں۔ تم
 نے ڈاکٹر عاشق کو ہلاک کر دیا۔ پریذیڈنٹ کے ملز سیکرٹری کو
 ہلاک کر دیا لیکن ان دونوں نے اپنے خون سے زمین پر کراؤن کا
 نشان بنا کر کراؤن سیکشن کی نشاندہی کر دی ہے اس طرح کراؤن
 سیکشن سامنے آ گیا ہے اور سرکاری لکھنیاں اب کراؤن سیکشن کے
 خلاف کام شروع کر دیں گی۔ تمہیں تو یہ کام اس انداز میں کرنا
 چاہیے تھا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکتی۔ ڈاکٹر اسلم نے
 کہا۔

”ہم اتنی ہمساندہ ملک ہے ڈاکٹر اسلم۔ یہاں ہمارا کوئی کیا بگاڑ
 لے گا۔ اکیڑیا اور اس کے کراؤن سیکشن کا یہ لوگ کیا بگاڑ سکتے
 ہیں۔ تم ہماری فکر مت کرو ہم اپنا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔ ڈوگ
 نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے یہ ہمارا اپنا کام ہے۔ بہر حال میں جہاری صرف
 اتنی مدد کر سکتا ہوں کہ فون پر جہاری ڈاکٹر عالم شہر سے ملاقات کرا
 دوں۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا تو ڈوگ اور سمجھ دونوں بے اختیار
 اچھل پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ کا رابطہ ہے ڈاکٹر عالم شہر سے۔ ڈوگ
 نے انتہائی حیرت مبرے لہجے میں کہا۔

”رابطہ اس نے خود کیا ہے۔ ڈاکٹر عاشق اور کرنل احسن کی

ہلاکت کے بعد اس نے مجھے فون کیا اور اس نے مجھے کہا کہ اس کے خلاف ایک زمین لغت کام کر رہے ہیں اور ان ایک زمین بہنوں نے بی ڈاکٹر عاشق اور کرنل احسن کو ہلاک کیا ہے اس لئے میں اسے کسی طرح شوگر ان پہنچانے کا بندوبست کراؤں۔ اسے معلوم ہے کہ میں یہ کام اجتماعی آسانی سے کر سکتا ہوں کیونکہ شوگر ان کی جلد لیبارٹریوں کو بھی سپلائی مری ہی فرم کرتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس سے وعدہ کر لیا کہ میں یہ کام جلد از جلد کروں گا لیکن اس نے مجھے اپنا پتہ بتانے کی بجائے صرف فون نمبر بتایا ہے۔ میں نے اپنے طور پر اس فون نمبر سے عمارت کو نہیں کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ فون نمبر صدر کے کونے میں شامل ہے اس لئے اس بارے میں کسی کو نہیں معلوم کہ یہ کہاں نصب ہے۔ لامحالہ یہ فون نمبر اسے کر تل احسن نے دلایا ہوگا۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”اوہ ٹھیک ہے۔ آپ ہماری اس سے فون پر بات کرا دیں۔ ڈوگ نے کہا۔

”اوکے۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور اٹھ کر وہ کونے میں موجود آفس ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے عقب میں جا کر اس کی ایک دراز کھولی اور اس میں سے ایک کارڈ ایس فون میں اٹھا کر اس نے دراز بند کی اور پھر واپس آکر ان دونوں کے سلسلے پیچھے گیا۔ اس نے فون میں کایرل کھینچ کر بڑا کیا پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”تم اس سے کیا بات کرو گے۔ ڈاکٹر اسلم نے فون آن کرنے کی بجائے سانس بیٹھے ہوئے ڈوگ اور سمٹھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ فون اب اس نے اس طرح پکڑ لیا تھا کہ اس کے ایریل کا رخ ڈوگ اور سمٹھ کی طرف تھا۔ جبکہ اس کے ہنوں والا حصہ اوپر کی طرف تھا۔

”ہم اس کی قیمت لگائیں گے وہ جو قیمت بھی مانگے گا ہم اس سے وعدہ کر لیں گے اور پھر جب وہ اپنی جگہ بتائے گا تو ہم وہاں جا کر اسے پکڑ لیں گے اور پھر ہم اس سے اس کا فارمولا حاصل کریں گے اور اسے ہلاک کر کے جہاں سے نقل جائیں گے۔ ڈوگ نے جواب دیا۔

”لیکن اگر اس نے دولت لینے سے انکار کر دیا پھر۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص دولت لینے سے انکار کر دے اور پھر اس غریب ملک کا آدمی تو انکار کر ہی نہیں سکتا۔ ڈوگ نے کہا۔

”تم واقعی احمق ہو ڈوگ اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر اسلم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ جن جس پر اس نے انگوٹھا رکھا ہوا تھا پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے فون کے ایریل سے ہلری نقل کر ڈوگ کے جسم سے نکلانی اور ڈوگ جیج مار کر رسی سے بچے گرا اور ڈاکٹر اسلم نے فوراً ہی ایریل کا رخ موڑا اور پلک جھپکنے میں سمٹھ

بھی ڈوگ کی طرح جھٹکا ہوا کرسی سمیت پیچھے جا گر اور دونوں ایک لمحے جھپ کر ساکت ہو گئے تو ڈاکٹر اسلم نے ایریل بند کیا اور فون کے نمبر پر مِس کرنے شروع کر دیئے۔ فون سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے سمندر کی پھری ہوئی بہریں ساحل سے نکل رہی ہوں۔ پھر آوازیں بند ہو گئیں اور ایک ہنگامی سی سی کی آواز نکلنے لگی تو ڈاکٹر اسلم نے فون آف کر دیا پھر تقریباً دس منٹ کی طویل خاموشی کے بعد فون سے سی سی کی آواز نکلنے لگی تو ڈاکٹر اسلم نے فون کا ایک بزن پر مِس کر دیا۔

”سی۔ اے۔ ون۔ اور۔“ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”سی۔ ایس۔ ون۔ کانٹک اور۔“ ایک عجیب سی آواز سنائی دی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے لوہے کی شیٹ پر لوہے کی گولیاں رکھ کر انہیں زور زور سے ہلایا جا رہا ہو۔

”حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور۔“ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”تفصیلی رپورٹ دو اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر اسلم نے ڈوگ اور سمٹھ کی آمد سے لے کر ان سے ہونے والی تمام بات چیت اور آخر میں ان کی ہلاکت کی پوری تفصیل بتا دی۔

”ان کی لاشیں غائب کرادو ان کے تیسرے ساتھی کو حکم دے دیا گیا ہے کہ وہ سب کچھ سمیٹ کر واپس چلا جائے۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”دیکھو جناب۔ یہ شخص حد درجہ احمق ثابت ہوا ہے۔ اس نے

جس انداز میں کارروائی کی ہے ایسی کارروائی کوئی انٹازی سے انٹازی آدمی بھی نہیں کر سکتا۔ تجھے تو یہ رپورٹ ملی ہے کہ کرنل احسن نے مرنے سے پہلے اپنے ہی خون سے فرش پر کراؤن کی تصویر بنائی ہے۔ جبکہ ڈاکٹر عاشق نے مرنے سے پہلے فرش پر لفظ کراؤن لکھا ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مہاں کی سول انتیلی جنس یا سبزی انتیلی جنس اس سے اسل راسٹے پر چل نکلے۔ اور۔“ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”ہاں۔ واقعی اس نے حماقت کی ہے جو سیکشن کے بارے میں انہیں بتا دیا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کراؤن سیکشن کا مقامی مہجنسیاں کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے سر۔ لیکن اب ڈاکٹر عالم شیر کو کون تلاش کرے گا۔ اور۔“ ڈاکٹر اسلم نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ کراؤن سیکشن کے پاس ایسے ایکٹ موجود ہیں جو اسے تلاش کر لیں گے۔ اور اینڈ آل۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر اسلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر دیا۔

کرتے ہوئے کال کی جس میں اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر عاشق اور ڈاکٹر احسن کا کہیں پাকیشیا سیکرٹ سروس کو ترانسفر کر دیا گیا ہے۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل ٹرانسمیٹر کو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے چنانچہ یہ کال بھی چیک کر لی گئی اور پھر ملزی انتیلی جنس نے خفیہ انکوائری کر کے اس ملازم کو پکڑ لیا اس نے گرفتار ہوتے ہی دانتوں میں موجود زہر ملا کیسپول چبا کر خود کشی کر لی ہے۔ چونکہ یہ کہیں اب سیکرٹ سروس کے پاس ہے اس لئے انہوں نے مجھے کال کیا اور ساتھ ہی انہوں نے وہ ٹیپ بھی بھجوا دی ہے۔ میں نے جہارے فلیٹ فون کیا تھا لیکن تم وہاں نہیں ملے اس لئے میں نے جہاں کال کی ہے۔ سر سلطان نے کہا۔

آپ وہ ٹیپ میرے فلیٹ پر بھجوا دیں۔ سلیمان مجھے پہنچا دے گا۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس لمحے بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ اٹھا لے وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

جونیانے کوئی رپورٹ دی ہے۔ عمران نے پوچھا۔

نہیں ابھی تک تو نہیں دی لیکن یہ کیا سلسلہ ہو سکتا ہے، آپ کا کیا خیال ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔

میں نے نیشنل لیبارٹری میں کافی پوچھ گچھ کی ہے لیکن وہاں سے

عمران دانش سزئل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیرو اس کے لئے چائے بنانے طے کچن میں گیا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

ایکسلو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

سلطان بول رہا ہوں کیا عمران جہاں موجود ہے۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

موجود نہ بھی ہو تب بھی حکم سلطانی کی تعمیل کے لئے حاضر ہو گیا ہے فرمائیے۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

عمران بیٹے ملزی انتیلی جنس کے چیف نے مجھے کال کر کے بتایا ہے کہ انہوں نے پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک ملازم کو گرفتار کیا ہے اس ملازم نے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل ٹرانسمیٹر کو استعمال

نہ کوئی چیز غائب ہے اور نہ ہی کوئی سائنسدان غائب ہے۔ ابھی تک میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی نیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ اس کی عادت تھی کہ جب وہ وائٹس مزل میں ہوتا تو خود ہی کال اٹھ کر کرتا تھا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے کہا۔

”جیویا بول رہی ہوں باس“..... دوسری طرف سے جویا کی آواز سنائی دی۔

”ہیس۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”وہ کار ابھی تک ٹریس نہیں ہو سکی البتہ اس کے بارے میں صفدر کو معلوم ہوا ہے کہ یہ کار وقاص ٹاؤن میں گھومتی دیکھی گئی تھی۔ اس میں دو غیر ملکی سوار تھے جس پر صفدر نے وقاص ٹاؤن جا کر وہاں سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا ہے کہ اس کار میں سوار غیر ملکی کسی ڈاکٹر عالم شیر کو تلاش کر رہے تھے اور انہیں بتایا گیا تھا کہ ڈاکٹر عالم شیر وقاص ٹاؤن میں رہائش پذیر ہیں اور اس سلسلے میں انہوں نے وہاں آباد تمام کو انہیوں سے معلومات حاصل کیں لیکن جب انہیں معلوم نہ ہو سکا تو وہ واپس چلے گئے۔ صفدر نے ان دونوں غیر ملکیوں کے چیلنے معلوم کئے اور پھر اس نے باقی ساتھیوں سمیت مختلف ہونٹوں میں چلنے بنا کر معلومات حاصل

کرنے کی کوشش کی تو ہونٹل ریکس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں غیر ملکی وہاں رہائش پذیر ہیں ان کے کمرے ابھی تک ان کے نام سے بک ہیں اور کار بھی ہونٹل کی طرف سے انہیں مہیا کی گئی تھی لیکن ہونٹل ریکس والوں نے کار کا جو نمبر بتایا ہے وہ دوسرا نمبر ہے۔ ہونٹل رجسٹر میں ان کے نام ڈوگ اور سمٹھ درج ہیں اور یہ دونوں اکیڈمیں پرنس مین ہیں۔ صفدر نے ان کے کمروں کی تلاش کی لیکن ان کے کمروں میں کسی قسم کا سامان موجود نہیں ہے۔ صفدر نے ہونٹل سے ان کے کاغذات کی تفویض حاصل کر کے ایئر پورٹ سے معلومات حاصل کی ہیں تو پتہ چلا کہ وہ ایک ہفتہ پہلے اکیڈمیا سے پاکیشیا آئے تھے اور جب سے وہ ہونٹل ریکس میں رہائش پذیر ہیں اور اب وہ دونوں غائب ہیں“..... جویا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے کار کی تلاش جاری رکھو“..... عمران نے کہا اور کرپٹل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”سمیمان بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ سر سلطان کا آدمی ایک پیکیٹ دے جائے گا۔ جیسے ہی وہ ملے تم نے اسے فوراً وائٹس مزل پہنچانا ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جناب“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران

سر سلطان کی انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔ ایکسٹو کا نام سنتے ہی پی اے نے خود ہی سر سلطان سے رابطہ کر دیا تھا۔

سیکرٹری وزارت سائنس سے معلوم کر کے بتائیے کہ نیشنل لیبارٹری یا پاکیشیا کی کسی بھی لیبارٹری میں کوئی ڈاکٹر عالم شہر بھی کام کر رہے ہیں یا کرتے رہے ہیں۔ اس بارے میں مجھے فوری طور پر تفصیلات چاہئیں۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یہ سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

”آپ سردار سے تو خود پوچھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر عالم شہر کا تعلق یقیناً نیشنل لیبارٹری سے رہا ہو گا۔ اس لئے پہلے وزارت سائنس سے کفرم ہو جائے پھر سر وادار سے بات کر دیں گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زرو نے اشیات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد آپریشن روم میں مخصوص سینی جی تو عمران اور بلیک زرو دونوں چونک پڑے۔ سینی کی آواز ایک لمحے کے لئے سنائی دی پھر خاموشی چھا گئی تو بلیک زرو نے سبز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بین پریس کیا اور پھر سب سے نکلی دروازہ کھول کر اس نے اس میں سے ایک پیکیٹ نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران اور بلیک زرو دونوں سینی کی مخصوص آواز سنتے ہی کچھ گئے تھے کہ گیٹ کی دیوار میں موجود خصوصی باکس میں کوئی چیز ڈالی گئی ہے۔ جو خصوصی ٹرانسمیٹر سسٹم کے تحت سینی

نے رسیور رکھ دیا۔ اس کار کے بارے میں اطلاع آپ کو پرنے نہٹ ہاؤس سے ملی تھی۔۔۔۔۔ بلیک زرو نے پوچھا۔

”نہیں نیشنل لیبارٹری کی بیرونی پارکنگ میں یہ کار دیکھی گئی تھی لیکن پارکنگ ہاؤس نے یہ ہی اسے آتے ہوئے دیکھا اور نہ جانتے ہوئے۔ جب یہ کار آئی تو پارکنگ ہاؤس لینین گیا ہوا تھا اور جب یہ کار گئی تو وہ چائے پیتے گیا ہوا تھا۔ اس کا بوجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس لئے میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ البتہ اس نے کار کے بارے میں ضروری تفصیلات بتا دی تھیں۔ کیونکہ پارکنگ والے کار کی خاص خاص باتوں کو ایک نظر میں دیکھ لیتے ہیں لیکن جو نمبر بتایا گیا تھا وہ مجھے کے جسم میں نہیں تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ان غیر ملکیوں نے نمبر تبدیل کر دیا تھا۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈانس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے نو سیکرٹری وزارت خارجہ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا میں سر۔۔۔۔۔ یس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی ہلکے سے آواز سنائی دی۔

”ہیلو سر۔۔۔۔۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ چند لمحات کے بعد

"کیوں۔ یہ کیس تو ملزی ایشلی جنس کا تھا۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"وجہ محظوم نہیں ہے جناب۔ اور۔۔۔۔۔ ملازم نے کہا۔
"ٹھیک ہے میں چیک کر لوں گا اور ایڈ آف۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے نیپ کا بشن بند کر دیا۔

"کاش یہ ملازم ہاتھ لگ جاتا تو اس سے واقعی درست معلومات حاصل ہو جاتیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زرو کوئی جواب دے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹن۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ کیا رپورٹ ہے ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں۔ عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر عالم شیر نیشنل لیبارٹری میں کام کرتا تھا۔ وہ ایک انتہائی اہم پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ جس کے تحت لڑاکا طیاروں کے نئے مصنوعی ایندھن تیار کیا جانا تھا اور اس نے اس فارمولے پر خاصی پیش رفت بھی کر لی تھی۔ لیکن ایک ماہ قبل وہ اپنے پروجیکٹ اور دیگر سمیت اچانک لیبارٹری سے غائب ہو گیا۔ اسے ہر جگہ تلاش کیا

نہلی دروازے میں پہنچ چکی ہوگی۔ سچاچہ بلیک زرو نے وہ پیٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ پیٹ سلیمان پہنچا گیا ہو گا۔ اس نے پیٹ کھولا تو اس میں ایک مائیکرو ویپ موجود تھی۔

"مائیکرو ویپ ریکارڈر لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے بلیک زرو سے کہا تو بلیک زرو اٹھا اور ساتھی میں بیٹے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحات بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں ایک بوجہ ساخت کا مائیکرو ویپ ریکارڈر موجود تھا۔ بلیک زرو نے مائیکرو ویپ ریکارڈر میز پر رکھا اور اس کا پلگ سوئچ میں لگا دیا تو عمران نے نیپ، نیپ ریکارڈر میں فٹ کیا اور پھر نیپ ریکارڈر کا بشن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ زرو زرو دون بی کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ ایک آواز سنائی دی چونکہ بچہ مقامی تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ یہ پریذیڈنٹ ہاؤس کا ملازم بول رہا ہو گا۔

"سی اے ون الٹرننگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ دوسرے لہجے نیپ سے ایک عجیب آواز سنائی دی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے لوہے کی شیٹ پر لوہے کی گولیاں رکھ کر انہیں زور زور سے ہلایا جا رہا ہو۔

"جناب۔ ڈاکٹر عاشق اور کرتل احسن کا گیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دے دیا گیا ہے اور۔۔۔۔۔ پہلی آواز نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

پورا علاقہ ڈاکٹر اسلام کی ملکیت ہے اور اس سڑک پر صرف ڈاکٹر اسلام
 ہی کی رہائش گاہ ہے۔ اس ڈاکٹر اسلام کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ
 چھٹے نیشنل لیبارٹری میں تھا لیکن پھر اس نے نوکری چھوڑ کر
 لیبارٹریوں کو سائنسی سامان اور خام مال سپلائی کرنے کا کام شروع
 کر دیا اور اس وقت اس کی کارپوریشن اسلام پلازہ ڈیفنس روڈ میں
 قائم ہے۔ یہ کارپوریشن نہ صرف پاکستانی بلکہ
 شہرگراں کی لیبارٹریوں کو بھی سپلائی کرتی ہے۔ اور ڈاکٹر اسلام اس
 وقت پاکستانی کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ وہ مستقل
 طور پر اپنی رہائش گاہ میں ہی رہتا ہے لیکن وہ کسی سے ملاقات نہیں
 کرتا اور اس کی رہائش گاہ جو کئی ایکڑ پر پھیلی ہوئی ہے کی باقاعدہ مسلح
 گماندہ حفاظت کرتے ہیں۔ جو بیانے تفصیل سے رپورٹ دیتے
 ہوئے کہا۔

”کیا یہ اطلاع حتمی ہے کہ اس کار کو ڈاکٹر اسلام کی رہائش گاہ کی
 طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے؟“ عمران نے کہا۔

”یہ سر۔ اس موڑ سے ذرا چھلے ایک پٹرول پمپ ہے جو ان
 دنوں سالانہ مرمت کے لئے بند ہے۔ اس کے چوکیدار نے بتایا ہے
 کہ اس نے خود اس کار کو بائی روڈ پر مڑتے ہوئے دیکھا ہے لیکن پھر
 یہ کار واپس نہیں آئی۔ اس چوکیدار کے مطابق وہ چونکہ ہوش ریکس
 میں کام کر چکا ہے اس لئے وہ اس کار کو پہچانتا تھا۔“ جو یا نے
 جواب دیا۔

”گیا لیکن آج تک اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں مل سکی۔ ملٹری
 انٹیلی جنس نے اسے دوسرے ممالک میں بھی تلاش کرنے کی
 کوشش کی ہے لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ اس لئے اس کی
 تلاش ترک کر دی گئی ہے۔“ سر سلطان نے تفصیل سے رپورٹ
 دیتے ہوئے کہا۔

”اس کی پرسنل فائل تو ریکارڈ میں موجود ہو گی۔“ عمران نے
 کہا۔

”میں نے پوچھا تو نہیں ہے بہر حال ضرور موجود ہو گی۔“ سر
 سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”یہ فائل حاصل کر کے مجھے بھجوا دیں۔“ عمران نے کہا اور
 رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر کے اس فارمولے کی بھٹک
 سپر پاورز کو ہو گئی اور وہ اسے لے اڑے۔“ بلیک زیرو نے کہا اور
 عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اسی لمحے قون کی گھنٹی بج اٹھی تو
 عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو۔“ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جو یا بول رہی ہوں باس۔ صفدر نے رپورٹ دی ہے کہ اس
 نے اس کار کو ٹریس کر لیا ہے۔ یہ کار سر آفتاب روڈ کے تیرھویں
 میل پر ٹھکے والی بائی روڈ پر جاتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ جہاں اسلام انٹر
 نیشنل سپلائی کارپوریشن کے مالک ڈاکٹر اسلام کی رہائش گاہ ہے اور یہ

”صفدر اب کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ اس پرنسپل پمپ پر موجود ہے۔ اس نے وہیں سے فون کر کے مجھے رپورٹ دی ہے۔ اس کے ساتھ چوہان بھی ہے“..... جو یانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں عمران کو اس کے پاس بھیج رہا ہوں۔ عمران ڈاکٹر اسلم سے خود ہی معلومات حاصل کر لے گا“..... عمران نے کہا اور پھر سیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا آپ ڈاکٹر اسلم کو جانتے ہیں“..... بلیک زرو نے پوچھا۔

”ہاں۔ ایک بار سردار نے ایک محفل میں اس سے تعارف کروایا تھا۔ اوصاف عمر آدمی ہے“..... عمران نے جواب دیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سر آفتاب روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ اس پرنسپل پمپ پر پہنچ گیا۔ وہاں صفدر کی کار بھی موجود تھی اور صفدر اور چوہان دونوں موجود تھے۔ عمران نے کار ان کے قریب روکی اور پھر انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے کار آگے بڑھادی۔ پھر بائی روڈ پر مڑ کر وہ کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر کی کار اس کے عقب میں تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر اسلم کی محل شاہ بعد یہ ترین انداز کی بی بی ہائش گاہ کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے پہنچ گئے۔ اس نے کار روکی اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے پیچھے نذر کی کار بھی رک گئی اور صفدر اور چوہان

نیچے اتر آئے۔ پھاٹک کے سامنے مضمین گنوں سے مسلح دو باوردی دربان موجود تھے۔

”ڈاکٹر اسلم سے کہو سردار کا بھتیجا علی عمران اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آیا ہے اور انتہائی ضروری پیغام انہیں پہنچانا ہے“۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ایک دربان سے مخاطب ہو کر کہا اور دربان خاموشی سے مڑا اور پھر پھاٹک کے ساتھ پہنچے ہوئے گارڈ روم میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا۔

”آئیے جناب۔ ڈاکٹر صاحب کے منجر سے بات کر لیجئے۔ وہ فون پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں“..... دربان نے عمران سے کہا تو عمران سر ملاتا ہوا گارڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں میز پر فون موجود تھا جس کا سیور ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ عمران کے پیچھے دربان بھی گارڈ روم میں آ گیا تھا۔

”ایلو میں علی عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے سیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”جناب میں ڈاکٹر صاحب کا منجر ریاض بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں۔ اس لئے ملاقات تو ممکن نہیں ہو سکتی اگر کوئی پیغام ہو تو مجھے بتا دیجئے۔ پیغام ان تک پہنچا دیا جائے گا“..... دوسری طرف سے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”آپ ڈاکٹر اسلم صاحب سے بات کر دیجئے = انتہائی اہم قومی

چند لمحوں بعد بڑا بھانگ میکانیکی انداز میں کھلتا چلا گیا تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ اس کے پیچھے صفدر کی کار تھی۔ طویل کار وے کر اس کر کے وہ وسیع و عریض پوربچ میں پہنچ گئے جہاں جدید مائل کی دو کاریں جھپٹے سے موجود تھیں۔ عمران نے کار ایک سائینڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس کی کار کے پیچھے صفدر نے کار روکی اور صفدر اور چوہان بھی نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک نوجوان برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر ان کی طرف بڑھا۔ اس کے جسم پر قیمتی کپڑے کا سوٹ تھا۔

"میں منیجر ریاض ہوں بھتیجے۔ آئیے تشریف لائیے۔ آنے والے نے اجتنابی موبائل لکچے میں کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر سنگ روم میں پہنچ گیا۔

www.BooksPk.com

تشریف رکھیں اور بتائیں کہ کیا پتہ پائید فرمائیں گے۔ منیجر نے کہا۔

"ہمارے پاس پہنچنے پلانے کا وقت نہیں ہے اور نہ ہی شاید ڈاکٹر اسلم کے پاس ہوگا۔ عمران نے خشک لکچے میں جواب دیا تو منیجر خاموشی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے بدن پر قیمتی کپڑے اور جدید تراش کا سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں سونے کی منہ والی چوڑی تھی۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ اس کے چہرے پر بھریاں تھیں لیکن اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی ڈاکٹر اسلم ہے کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی مل چکا تھا۔

اجنبیت کا پیغام ہے۔ اسے سوائے ان کے کسی اور کو نہیں دیا جاسکتا اور معاملہ بھی فوری نوعیت کا ہے۔ عمران نے اجتنابی سنجیدہ لکچے میں کہا۔

"اوکے پھر ہولڈ کریں میں کوشش کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب سے فون پر رابطہ ہو جائے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ میں ڈاکٹر اسلم بول رہا ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک اجتنابی حقت اور سرد آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر اسلم میرا نام علی عمران ہے۔ اور سرد اور کا ایک خاص پیغام آپ تک پہنچانا ہے۔ اجتنابی فوری نوعیت کا پیغام ہے اس لئے فون پر نہیں بتایا جاسکتا اگر آپ چند منٹ دے دیں تو بہتر ہے گا۔ عمران نے کہا۔

"سردار کی وجہ سے میں تجھیں وقت دے دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ سردار اجتنابی سنجیدہ اور ذمے دار آدمی ہیں۔ ورنہ میرے پاس کسی سے ملاقات کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہوتا۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔

"ہیلو سر میں منیجر ریاض بول رہا ہوں۔ گارڈ کو رسیور دے دیں۔ چند لمحوں بعد منیجر کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور پیچھے کھڑے ہوئے دربان کو دیا اور خود وہ گارڈ روم سے باہر آ گیا۔

"ڈاکٹر اسلم صاحب نے وقت دے دیا ہے۔ عمران نے صفدر اور چوہان سے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ کار میں بیٹھ گیا۔

میرا نام علی عمران ہے اور میرے ساتھی ہیں صفدر اور چوہان۔ عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ سے پہلے ملاقات ہو چکی ہے۔“ ڈاکٹر اسلم نے مصافحہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں۔ سردار نے ایک محفل میں تعارف کرایا تھا۔“ عمران نے جواب دیا اور ڈاکٹر اسلم نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”تشریف رکھیں اور بتائیں کہ کیا پیغام ہے جس کے لئے اس قدر راز داری برقی جا رہی ہے۔“ ڈاکٹر اسلم نے ایک صوفے پر بیٹھے ہوئے کہا۔ جبکہ عمران اور اس کے ساتھی سامنے والے صوفوں پر بیٹھ گئے تھے۔

”ڈاکٹر اسلم یہ پیغام ڈوگ اور سمٹھ کے سلسلے میں ہے۔“ عمران نے کہا اور ڈاکٹر اسلم بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ٹھٹھکت شدید حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

”کیا مطلب۔“ کون ڈوگ اور سمٹھ میں سمٹھا نہیں آپ کی بات۔“ ڈاکٹر اسلم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بڑے خور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا جسم لاشعوری طور پر تن سا گیا تھا۔

”ڈاکٹر اسلم۔ دو ایکریسین جن میں سے ایک کا نام ڈوگ اور

دوسرے کا نام سمٹھ ہے دونوں ہوٹل ریکس کی جدید ماڈل کی بلبر بلبلک کھرکار میں آپ کے پاس آئے تھے لیکن اس کے بعد نہ ہی وہ کار واپس گئی ہے اور نہ ہی وہ دونوں ایکریسینز۔۔۔۔۔ عمران کا چہرہ سرد ہو گیا تھا۔

”کیا مطلب۔“ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ کیا یہ پیغام تمہارا اور کا۔ سوری میرے پاس ان خصوصیات کے لئے وقت نہیں ہے۔ تم لوگ جاسکتے ہو۔۔۔۔۔ ڈاکٹر اسلم نے استہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”تو آپ انکاری ہیں پھر آپ سے کیا بات کرنی ہے آؤ۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے ڈاکٹر اسلم سے کہا اور باقی بات اس نے اپنے ساتھیوں سے کی اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ ڈاکٹر اسلم ہونٹ جھینچنے خاموش کھڑا تھا کہ اچانک عمران کا بازو تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر اسلم جھٹکا ہوا سونے پر گر ا اور پھر اوندھے منہ قالین پر جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی لات حرکت میں آئی اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا ڈاکٹر اسلم ایک بار پھر جھٹکا مار کر ساکت ہو گیا۔ جبکہ صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔

”اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چڑے گی۔“ عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

”تو پھر باہر سوچو دادیوں کو ختم کر دیجئے ہیں۔“ صفدر نے

کہا۔

”نہیں۔ اسی طرح بے گناہ لوگ مفت میں مارے جائیں گے۔
جہادی کار میں لیس فائرنگ تو ہوگی“ عمران نے کہا۔
”ہاں ہے۔ آپ کا مطلب ہے کہ سب کو بے ہوش کر دیا
جائے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ یہ موت سے بہر حال بہتر رہے گا۔ ویسے یہ ڈاکٹر اسلم فی
الہال مشکوک ہے۔ ہو سکتا ہے جو کچھ میں سوچ رہا ہوں ویسا نہ ہو۔
اس لئے فی الہال تم کو فحشی میں لیس فائر کر دو۔ باہر موجود مسلح افراد
کو بھی بے ہوش کر کے اندر ڈال دو۔“ عمران نے کہا تو صفدر
نے چوہان کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں ہی دروازہ کھول کر باہر نکل
گئے۔ عمران نے قالمین پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر اسلم کو اٹھا کر
صوفے پر ڈالا اور پھر اس کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دیا اور پھر وہ
خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سانس روک لیا تھا تاکہ
گیس فائر ہونے پر اس پر اثر نہ ہو سکے۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلا تو
اس نے صفدر اور چوہان کو سڑکیوں پر چڑھ کر اوپر برآمدے میں
آتے ہوئے دیکھا۔ اسی لمحے ایک دروازہ کھلا اور نیجر باہر آ گیا۔
”جی جناب۔ آپ صاحبان“..... نیجر نے حیرت بھرے لہجے میں
انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہم آپ کو ہی تلاش کر رہے تھے نیے۔ ڈاکٹر صاحب کی طبیعت
اچانک خراب ہو گئی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے صفدر اور چوہان کو گیس فائر کرنے سے روکنے کا اشارہ کیا۔

”اوہ۔“..... نیجر نے ڈاکٹر کی طبیعت اچانک خراب ہونے کا
سن کر اچھلتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے وہ سنگ روم کی طرف بڑھ
گیا۔ پھر وہ پیچھے ہی اندر داخل ہوا عمران اس کے پیچھے اندر داخل ہو
گیا۔

”کیا ہوا۔ یہ کیا ہوا“..... نیجر نے صوفے پر بے ہوش پڑے پہلو
کے بل پر پڑے ہوئے ڈاکٹر اسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”سنو“..... عمران نے اس سے کہا تو وہ تیزی سے عمران کی
طرف مڑا۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ درد پڑ گیا۔ جب اس نے عمران
کے ہاتھ میں مٹھین پٹل دیکھا جس کا رخ اس کی طرف تھا۔
”یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ۔“..... نیجر نے رک رک کر خوفزدہ
لہجے میں کہا۔

”کو فحشی میں کتنے آدمی ہیں“..... عمران کا لہجہ سرد تھا۔
”کو فحشی میں آدمی۔ کیا مطلب“..... نیجر نے بوکھلائے ہوئے
لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے قالمین پر جا
گرا۔ عمران کا بازو گھوم گیا تھا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی
کوشش کی لیکن عمران نے اس کی گردن پر ہیر رکھ کر موز دیا۔
”بوکو کتنے آدمی ہیں“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ہیر کو
تھوڑا سا دائیں موڑ دیا۔

”آٹھ۔ آٹھ آدمی۔ ہم۔ مجھ سمیت آٹھ آدمی“..... نیجر نے رک

نے آہستہ سے سانس لیا اور پھر اس نے زور زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد گارڈروم کا اندرونی دروازہ کھلا تو صفدر اور چوہان دونوں دربانوں کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے انہیں پھاٹک کی سائیڈ میں لٹا دیا۔ پھر چوہان وہیں رک گیا جبکہ صفدر تیزی سے واپس برآمدے کی طرف آگیا۔

"اندر چھ افراد یعنی دو عورتیں اور چار مرد تھے۔ وہ سب بے ہوش ہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے قریب آکر کہا۔

"اتنی گیس کی شیشی بھی تو ہو کی جہاں سے پاس ورنہ ڈاکٹر کس طرح ہوش میں آئے گا۔۔۔۔۔" عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔

"تم باہر کا خیال رکھو میں ڈاکٹر سے پوچھ گچھ کر لوں۔" عمران نے کہا اور شیشی لئے وہ بارہ مشنگ روٹم میں داخل ہوا۔ تیغروہیں قالین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ عمران اس صوفے کی طرف بڑھ گیا جس پر ڈاکٹر اسلام بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور اس کا دہانہ ڈاکٹر اسلام کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی جیب میں ڈالی اور پھر دونوں ہاتھوں سے اس نے ڈاکٹر اسلام کا ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر اسلام کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور بازو سے پکڑ کر اسے

رک کر کہا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔

"سیاہ رنگ کی کار میں جو دو انگریزین آئے تھے وہ کہاں گئے ہیں۔" بولو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی پیر کو اور اس کے بچے کی طرف موڑ دیا۔ تیغز کی حالت تیزی سے خراب ہوتی چلی گئی۔ پھر عمران نے پیر کو تھوڑا سا واپس موڑ لیا۔

"بولو۔۔۔۔۔" عمران نے غصے سے کہا۔

"وہ ہلاک ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کی لاشیں گزروں میں پھینکوادی تھیں۔۔۔۔۔ تیغز نے جواب دیا۔

"اور وہ کار کہاں گئی۔۔۔۔۔" عمران نے کہا۔

"وہ گیراج میں ہے۔۔۔۔۔ تیغز نے جواب دیا اور عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹایا اور پھر تھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکا دے کر گھما کر فرش پر پھینک دیا اور وہ واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"عمارت میں صرف آٹھ آدمی ہیں۔ چلو گیس فائر کر دو۔" عمران نے کہا تو صفدر اور چوہان اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے اندرونی راہداری کی طرف مڑ گئے۔ عمران نے سانس روک لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس آگئے اور پھر تیز قدم اٹھاتے برآمدے سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران سانس روکے کھڑا رہا۔ صفدر اور چوہان پھاٹک کے پاس جا کر رک گئے اور پھر انہوں نے گارڈروم کا اندرونی دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل گئے۔ اب عمران

سیدھا بٹھا دیا اور اس وقت تک اس نے اس کا بازو نہیں چھوڑا جب تک ڈاکٹر اسلم نے کر لیتے ہوئے آنکھیں نہ کھول دیں اور لپٹے آپ کو نہ سنبھال لیا تو عمران مجھے ہٹ کر سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر اسلم نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اپنی پشت کی طرف اترا ہوا کوٹ اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں ناکام رہا اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی سامنے قالمین پر رہے ہوش پڑے ہوئے تیجبر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

"== کیا ہے۔ تم۔ تم کون ہو۔== تم نے کیا کیا ہے۔" ڈاکٹر اسلم نے چیخے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر اسلم جہارے تیجبر نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم نے ڈوگ اور سمٹھ کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں گٹھن میں پھنکوا دی ہیں اور ان کی کار اس وقت بھی جہاری رہائش گاہ کے گیراج میں موجود ہے۔== ڈوگ اور سمٹھ غیر ملکی کمپنی تھے اس لئے ان کی موت پر جہیں معاف کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ تم یہ بتا دو کہ ڈاکٹر عالم خیر کہاں ہے۔" عمران نے کہا تو ڈاکٹر اسلم ایک بار پھر ڈاکٹر عالم خیر کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"میں نے کسی کو نہیں مارا۔ میں نے کسی کو نہیں مارا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔" ڈاکٹر اسلم نے چیخے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جہاری رہائش گاہ میں موجود تمام افراد اس وقت بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اس لئے جہارے اس طرح جھنجھنے پر کوئی بھی جہاں

جہاری مدد کے لئے نہیں آئے گا۔ میں جہارے ساتھ صرف اس لئے رخصت کر رہا ہوں کہ تم سردارو کے دوست ہو لیکن اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر جہارے جسم کی ایک ایک ہونی چلے کر دی جائے گی۔" عمران کا بچہ مزید سرد ہو گیا۔

"میں نے کسی کو نہیں مارا۔== سب جھوٹ ہے۔ میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی جہاں کوئی انگریجی آیا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ سب اس تیجبر کی ذاتی شرارت ہو۔ مجھے کچھ معلوم نہیں۔" ڈاکٹر اسلم نے کہا تو عمران کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر نکل کر اس نے باہر موجود صفدر سے کہا کہ وہ جہاں کے ہر کمرے کی تلاشی لے اور کوئی ایسی چیز تلاش کرنے کی کوشش کرے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ڈوگ اور سمٹھ جہاں کیوں آئے تھے اور پھر انہیں کیوں ہلاک کیا گیا اور ڈاکٹر اسلم کا تعلق کس گروپ سے ہے اور پھر صفدر کو ہدایت دے کر وہ جیسے ہی واپس کمرے میں پہنچا اس کے بچے پر حیرت کے شدید تاثرات ابھر آئے۔ ڈاکٹر اسلم ہلاک ہو چکا تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے انتہائی طاقتور اینکڑک شاک لگا ہے۔ عمران نے اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن لباس میں سے سوائے عام استعمال کی چیزوں کے اور کچھ برآمد نہ ہوا تو عمران نے اس کی ٹائی گھولی۔ اس کے گریبان کے بن کھولے اور پھر جیسے ہی اس نے بنیان بھاڑ کر دیکھا تو اس کے ہونٹ بے اختیار بھج گئے۔ سینے پر پٹنے کا مخصوص نشان واضح طور پر موجود تھا اور

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ ہٹا دیئے۔ یہ نشان دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر اسلام کے سینے میں ایک نوزاد گراف نصب تھا جسے آن کر دیا گیا۔ اس طرح اجنبی طاقتور خاک اسے لگا اور وہ ہلاک ہو گیا۔ عمران نے جیب سے انہی کپس کی شیشی نکالی اور پھر اس نے قلمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تیغ کو سیدھا کر کے چپلے شیشی کا منہ کھول کر اسے اس کی ناک سے لگا دیا اور پھر اس نے اسے بند کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے تیغ کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ بعد ازاں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور اسے اٹھا کر صوفے کی ایک کرسی پر ڈال دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی جیسوں کی تلاشی بھی لے لی لیکن اس کی جیب میں بھی عام استعمال کی چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز برآمد نہ ہوئی تو عمران پیچھے ہٹ گیا۔ بعد ازاں بعد تیغ نے آنکھیں کھول دیں اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھنے لگا۔

”تیغے روبرو نہ..... عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پستل کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے سر دھجے میں کہا۔
 ”یہ۔۔۔ ڈاکٹر صاحب۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا ہوا۔ کیا مطلب.....“ تیغ نے ساتھ والے صوفے پر مردہ پڑے ہوئے ڈاکٹر اسلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اجنبی بل کھلائے ہوئے اور خوفزدہ لہجے میں کہا۔
 ”ڈاکٹر اسلام نے خودکشی کر لی ہے۔ اس کے سینے میں ایک نوزاد

گراف موجود تھا جو اس نے آن کر دیا..... عمران نے سر دھجے میں کہا تو تیغ کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

”سنو تیغ۔ تم ملازم آدمی ہو اور ڈاکٹر اسلام کے جراثیم میں براہ راست تم شریک نہیں ہو سکتے اس لئے اگر تم حکومت سے تعاون کرو اور سب کچھ بچاؤ متاد تو تمہیں معافی بھی مل سکتی ہے اور رہائی بھی ورنہ پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کرئل احسن اور نیشنل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عاشق کا قتل براہ راست تم پر ڈالا جاسکتا ہے اور پھر تم خود کچھ سکتے ہو کہ جہاد کیا انجام ہو گا..... عمران نے اجنبی سر دھجے میں کہا۔

”کرئل احسن، ڈاکٹر عاشق کا قتل۔ لیکن میں نے تو کسی کو قتل نہیں کیا.....“ تیغ نے اور زیادہ خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 ”ڈوگ اور سمٹھ نے انہیں قتل کیا اور ڈوگ اور سمٹھ نے جہاں بنا دی۔ پھر جہاں انہیں ہلاک کیا گیا اور ظاہر ہے تم ڈاکٹر اسلام کے تیغ ہو اس لئے تم بھی اس قتل میں براہ راست نہ ہی بالواسطہ طور پر بہر حال شریک ہو.....“ عمران نے جواب دیا۔

”نہ۔ نہ جناب۔ میں نے نہ ہی کسی کو قتل کیا ہے اور نہ ہی کسی قتل میں شریک ہوں۔ میں نے تو اپنی زندگی میں جڑیا تک نہیں ماری۔ میں انسانوں کو کیسے قتل کر سکتا ہوں.....“ تیغ نے ٹھٹھکیاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”ان لاشوں کو گڑ میں پھینکو سکتے ہو اور کہتے ہو کہ تم نے زندگی

• ڈاکٹر عالم شریعہ میں توحاب = نام ہی پہلی بات سن رہا ہوں۔ جہاں تک ڈاکٹر اسلم کے کسی گروپ سے تعلق کی بات ہے تو توحاب ڈاکٹر اسلم اس سلسلے میں کسی کو کچھ نہیں بتاتے تھے۔ وہ انتہائی گہرے آدمی تھے توحاب۔ ان سے تو سوال ہی نہیں کیا جاسکتا تھا البتہ میں نے ایک بار انہیں ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کرتے ہوئے سنا تھا۔ وہ کسی کراؤن سیکشن کے چیف سے باتیں کر رہے تھے اور ان کا بچہ بے حد مودبانہ تھا۔ میں اس بات پر حیران ہوا تھا کیونکہ ڈاکٹر

علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کراؤ۔۔۔ عمران

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر اسلم کی رہائش گاہ کے بارے میں تفصیل بتا کر رسیور رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اے ہاف آف کر دو صفدہ"..... عمران نے صفدہ سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اور وازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

نے اجائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بہتر حجاب"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سلطان بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز

سنائی دی۔

"سرسلطان میں علی عمران بول رہا ہوں ڈاکٹر اسلم کی رہائش گاہ

سے۔ پرنسپل صاحب کے ملزئی سیکرٹری اور نیشنل لیبارٹری کے

انچارج ڈاکٹر عاشق کے قاتل دو ایکریڈیٹ تھے جن کے نام ڈوگ اور

سمتھ تھے۔ یہ دونوں ہوٹل ریگس میں رہائش پذیر تھے اور انہوں نے

ہوٹل کی کار پر جعلی نمبر پلیٹ لگا کر اس واردات میں استعمال کی اور

اس کے بعد وہ کار سمیت ڈاکٹر اسلم کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ یہاں

ڈاکٹر اسلم نے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں گڑ میں پھینکوا دی

ہیں جبکہ وہ کار ابھی تک اس رہائش گاہ کے گیراج میں موجود ہے۔

ڈاکٹر اسلم ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کا ممبر تھا اور یہ تنظیم

ڈاکٹر عالم شرع کو تلاش کر رہی تھی۔ میں نے ڈاکٹر اسلم سے پوچھ گچھ

شروع کی تو اس نے خود کشی کر لی البتہ اس کے پیئر ریاض نے مجھے

یہ سب کچھ بتایا ہے اس طرح کر تل احسن اور ڈاکٹر عاشق کا جو کہیں

سیکرت سرورس کو دیا گیا تھا وہ مکمل ہو گیا ہے۔ آپ ملزئی انٹیلی

جنس کے چیف کو کہہ دیں کہ وہ یہاں پہنچ کر باقی کام خود کر لیں

البتہ یہاں موجود ملازموں کو سنوریم کیس سے بے ہوش کر دیا گیا

ہے۔ آپ انہیں کہہ دیں کہ وہ اس کیس کا اپنی ساتھ لے آئیں۔

سائیڈ پر موجود ایک بین پریس کر کے اس نے اسے لاکر میز پر رکھا اور خود دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر شراب کا جام اٹھا لیا البتہ اس کے ہرے پر اب اشتیاق کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہسپتال فون پر کسی مشن کے بارے میں ہی کوئی ہدایات دی جائیں گی۔ وہ کراؤن سیکشن کا ہسپتال لیجنٹ تھا اور اس کے کارناموں کی فہرست اس قدر طویل تھی کہ اسے اب مخصوص قسم کے مشن ہی سونپے جاتے تھے۔ چند لمحوں بعد ہسپتال فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گراہم نے شراب کا جام میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر فون میں اٹھا یا اور اس کا بین پریس کر دیا۔

گراہم سیٹنگ۔ گراہم نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

چیف آف کراؤن سیکشن بول رہا ہوں۔ وہی بھاری آواز سنائی دی لیکن اس بار بوجہ خاصا نرم تھا۔

میں چیف۔ حکم دیجئے۔ گراہم نے کہا۔

جہازے لئے ایک نیا مشن منتخب کیا گیا ہے۔ کیا تم ذہنی اور جسمانی طور پر کام کرنے کے لئے تیار ہو۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

یس چیف۔ میں تو کافی طویل عرصے سے فارغ ہوں اور انتہائی بے چینی سے نئے مشن کی کال کا منتظر ہوں۔ گراہم نے جواب دیا۔

مشن تم نے پاکیشیا میں سرانجام دینا ہے۔ پاکیشیا کا ایک

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کمرے میں آرام کرسی پر نیم دراز نوجوان بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا شراب کا جام میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

یس گراہم بول رہا ہوں۔ نوجوان نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

ہسپتال فون پر کال کا انتظار کرو۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے تیزی سے رسیور رکھا اور پھر ایڈ کر اس نے کمرے کا دروازہ لاک کر کے سائیڈ پر موجود سوئچ پینل پر ایک بین پریس کر دیا اور کمرے کے ایک کونے میں موجود لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود ایک سرخ رنگ کا کارڈ لیس فون میں اٹھا کر اس نے الماری بند کی اور فون میں کی

سانسداں عالم شیر ایک اہم فارمولے پر کام کر رہا تھا کہ ایک سر
پاور اسے فارمولے سمیت اغوا کرانا چاہتی تھی اس لئے اس نے
کراؤن سیکشن کی خدمات حاصل کیں۔ میں نے وہاں اپنے نمبروں
سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر عالم شیر ایک ماہ سے
غائب ہے اور پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس بھی اسے تلاش نہیں کر سکی۔
چنانچہ میں نے ڈوگ اور سمٹھ کو ان کی تلاش کے لئے وہاں بھیجا لیکن
انہوں نے وہاں جا کر انتہائی اجتماع انداز میں کام کیا اور کراؤن
سیکشن کا نام سامنے آگیا۔ چنانچہ ان دونوں کو خفا کر دیا گیا لیکن
اب اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر کی تلاش کا کام پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو دیا گیا ہے۔ اس میں ایک آدمی علی عمران ہے جو خطرناک
انجینٹ ہے۔ اس نے وہاں میرے خاص انجینٹ ڈاکٹر اسلم کو خود کشی
کرنے پر مجبور کر دیا ہے اس لئے اب میں نے جس میں اس مشن کے
لئے منتخب کیا ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو میرے لئے بہت معمولی سا مشن ہے چیف۔ لیکن آپ نے
اس عمران کو خطرناک انجینٹ کہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔
گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس عمران کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے جس میں
معلوم نہیں ہے۔ بظاہر یہ احمق اور منحرف سا نوجوان ہے لیکن وہ
حقیقت میں دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ انجینٹ ہے اور اس کا نام
اب بین الاقوامی تحقیقوں اور سپر پاورز کی ۶ جنسیوں کے لئے دہشت

کی خفیست اختیار کر گیا ہے۔ چیف نے کہا تو گراہم کے چہرے پر
انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”حیرت ہے چیف۔ ایسے آدمی سے میں اُن تک کیوں بے خبر رہا
ہوں۔ اب تو مجھے اشتیاق ہو گیا ہے اس سے ملنے کا۔“ گراہم نے
کہا۔

”پھر سن لو گراہم کہ تم وہاں جا کر عام مہینوں کے انداز میں کام
کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہیں کوئی ایسی فول پروف پلاننگ
بنانی ہونی جس میں ناکامی کا شائبہ تک نہ ہو کیونکہ تم اچھی طرح
جانتے ہو کہ ناکامی کا رزلٹ کیا نکلے گا۔“ چیف نے کہا۔

”اب بے فکر رہیں چیف۔ آپ کو فارمولا چاہئے وہ آپ کو مل
جائے گا۔ میں کیا کرتا ہوں کیا نہیں اس کی فکر آپ مت کریں۔
گراہم میں یہ خصوصیت تو ہے کہ وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ گراہم
نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اتنا تمہیں بتا دوں کہ یہ عمران پاکیشیا کے دارالحکومت
میں کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔
اور پاکیشیا کی سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے ڈائریکٹر جنرل
سر عبدالرحمن کا اکوٹا لڑکا ہے لیکن ان سے ان کے اختلافات ہیں
البتہ یہ عمران سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا
دوست ہے۔ اس کے علاوہ پاکیشیا میں تم نے کسی مقامی گروپ یا
کسی آدمی سے ہرگز کسی قسم کی مدد حاصل نہیں کرنی کیونکہ اس

طرح کسی نہ کسی انداز میں تم سامنے آ سکتے ہو البتہ وہاں کرافٹن سیکشن کا انتہائی خفیہ لکھٹ ہے جس کا نام رام لعل ہے۔ وہ رام لعل کارپوریشن کا جنرل منیجر ہے۔ کسی اہم موقع پر تم اس سے رابطہ کر سکتے ہو اور جہاز سے متعلق اطلاع دے دی جائے گی۔ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

”اوکے۔ دس یو گٹ لک۔۔۔“ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے فون آف کر کے اسے میز پر رکھا اور پھر میز پر بیٹھ سے چڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھایا۔

”یس۔۔۔ جینی بول رہی ہوں۔“ ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ پھر غماز آلود تھا۔

”گراہم بول رہا ہو جینی۔ کیا ایشیائی ملک پاکیشیا کی سیاحت کر رہے ہیں۔ گراہم نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ لکھت تھیں ایشیائی ملک کیسے یاد آ گیا۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”میں وہاں مشن پر کام کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ اکیلا ہو رہوں گا اس لئے تم سے پوچھ لوں۔“ گراہم نے کہا۔

”ایشیائی ملک پاکیشیا میں جہاز کیا مشن ہو سکتا ہے۔“ مجھے بے

وقوف نہ بناؤ سیدھی طرح بتاؤ کہ وہاں کیوں جا رہے ہو۔۔۔ جینی نے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں جینی۔ وہاں کے لئے ایک اہم مشن مجھے دیا گیا ہے۔۔۔ گراہم نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی۔ لیکن اس پسماندہ ایشیائی ملک میں کیا اہم مشن ہو سکتا ہے۔ میری کچھ میں تو یہ بات نہیں آ رہی۔“ جینی نے کہا۔

”وہاں کسی سائنسدان کو تلاش کر کے اس سے فارمولا حاصل کرنا ہے اور وہاں کی سیکرٹ سروس اور اس سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایک لکھٹ علی عمران ہمارے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔“ گراہم نے مزے لیتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ کوئی خوفناک آدمی ہے جسے جہاز سے لئے خطرہ کہا جا رہا ہے۔“ جینی نے کہا۔

”خوفناک تو نہیں البتہ سنا ہے انتہائی احمق اور مسخرہ سا آدمی ہے۔“ گراہم نے کہا تو دوسری طرف سے جینی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”پھر تم یقیناً مجھے بے وقوف بنا رہے ہو۔ ایک احمق اور مسخرہ آدمی بھلا کیسے اس قدر خطرناک ہو سکتا ہے کہ چیف اسے جہاز سے لئے خطرہ قرار دے۔ نہیں گراہم میں دس بارہ کر بھی اس بات پر یقین نہیں کر سکتی۔“ جینی نے کہا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے بچے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ گذشتہ دو روز سے وہ خود بھی اور پوری سکیٹ سروس ڈاکٹر عالم شیر کو تلاش کر رہی تھی لیکن ابھی تک اس کے بارے میں معمولی سی پیش رفت بھی نہیں ہو سکی تھی۔ عمران نے سپیشل لیبارٹری جا کر خود انکو انری کی تھی لیکن صرف اتنا معلوم ہوا تھا کہ ڈاکٹر عالم شیر لیبارٹری سے ایک روز کی چھٹی لے کر لپٹے گاؤں گئے تھے پھر ان کی واپسی نہیں ہوئی اور جب ان کے گاؤں سے رابطہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عالم شیر سرے سے وہاں آئے ہی نہ تھے۔ گاؤں میں ان کے دو بھائی لپٹے بیوی بچوں سمیت رہتے ہیں۔ ڈاکٹر عالم شیر نے شادی نہیں کی تھی۔ عمران نے ڈاکٹر عالم شیر کی لیبارٹری میں دیر بچ گاہ اور ان کی وہاں رہائش گاہ کو بھی تفصیلی طور پر چیک کیا تھا لیکن کوئی کلیو اسے نہ مل سکا تھا۔ پھر

میں جاکر رہا ہوں۔ جیف نے خود اسے خطرناک کہا ہے۔
 گراہم نے کہا۔
 "اوہ۔ پھر تو یہ شخص واقعی عجیب ہو گا اس لئے اب تو میں ضرور جہاز سے ساتھ چلوں گی۔ کب جانا ہے۔" جینی نے استہائی
 اشتیاق آسیر لگے میں کہا۔
 "اوکے۔ پھر تیار ہو جاؤ میں ضروری تیاریوں کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔ ہم زیادہ سے زیادہ دو روز کے اندر روانہ ہو جائیں گے۔"
 گراہم نے کہا۔
 "نصیحت ہے۔ میں تیار رہوں گی۔" جینی نے جواب دیا اور
 گراہم نے اوکے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔

وہ خود اس کے گاؤں گیا لیکن وہاں سے بھی اسے ناکام ہی لوٹنا پڑا تھا۔
 وقاص ناؤں کی بھی ایک ایک کو بھی چیک کر لی گئی۔ تمام ہونٹوں
 میں ان کا حلیہ بنا کر چینگ کی گئی۔ ایئر پورٹ سے معلومات حاصل
 کی گئیں لیکن یوں لگتا تھا جیسے لیبارٹری سے باہر نکلے ہی وہ کسی جن
 کی طرح غائب ہو گئے ہوں۔

"آخر یہ ڈاکٹر عالم شیر چلا کہاں گیا"..... بلیک زرو نے کہا۔

"جی بات اگر مظلوم ہو جاتی تو پھر ردنا کس بات کا تھا۔" عمران
 نے جواب دیا اور بلیک زرو نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر اس سے
 پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی
 اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسپورڈ اٹھا لیا۔

"ایکسٹو..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں سر۔" کیپٹن شکیل نے اطلاع دی ہے کہ
 ڈاکٹر عالم شیر کو نوآبی قصبے عالم نگر کے ایک بازار میں دیکھا گیا تھا۔
 وہاں وہ کسی آدمی عامر عزیز کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ یہ اطلاع
 کیپٹن شکیل کو عالم نگر کے ایک دکاندار نے دی ہے وہ یہاں
 دارالحکومت میں اپنی دکان کی خریداری کرنے آیا تھا کہ وہ ایک
 درمیانے درجے کے ہوٹل میں کھانا کھانے آگیا۔ ہوٹل میں رش تھا
 اس لئے وہ کافٹریہ پر کھڑا ہو کر کھانا کھانے لگا۔ کیپٹن شکیل وہاں
 پہنچا اور اس نے کافٹریہ موجود آدمی کو ڈاکٹر عالم شیر کا حلیہ بنا کر اس
 سے اس بارے میں پوچھا تو وہ آدمی چونک پڑا اور پھر اس نے خود

کیپٹن شکیل کو بتایا کہ اس حلیے کا آدمی عامر عزیز کے بارے میں
 پوچھنے کے لئے اس کی دکان پر آیا تھا جس پر کیپٹن شکیل اس آدمی
 کے ساتھ نوآبی قصبے عالم نگر گیا اور اس نے وہاں پوچھ گچھ کی تو اسے
 بتایا گیا کہ واقعی ڈاکٹر عالم شیر وہاں عامر عزیز کے بارے میں پوچھتا
 رہا تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنے طور پر وہاں عامر عزیز کے بارے میں
 معلومات حاصل کیں تو اسے یہ معلوم ہوا کہ اس قصبے میں ایک
 بوڑھا آدمی عزیز حسین رہتا ہے جو ریلوے سے ریٹائر ہوا ہے۔ عامر
 عزیز اس کا اکلوتا بیٹا تھا جو سپیشل لیبارٹری میں ملازم رہا تھا لیکن پھر
 اس نے وہاں سے ملازمت چھوڑ دی اور کارمن چلا گیا۔ پھر وہاں سے
 اس کی ایک ایکسٹنٹ میں موت کی اطلاع ملی۔ اس کی لاش بھی
 پائیس نہ آئی تھی اسے وہیں دفن کیا گیا البتہ اس کمپنی نے جس میں
 عامر عزیز ملازم تھا بھاری رقم اس کے بوڑھے والد کو بھجوا دی تھی۔
 عامر عزیز اس بوڑھے کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اب یہ بوڑھا وہاں اکیلا رہتا ہے
 اور اس رقم پر ہی اس کا گزارہ ہے..... جولیا نے تفصیلی رپورٹ
 دیتے ہوئے کہا۔

"عامر عزیز سپیشل لیبارٹری میں کیا کرتا تھا..... عمران نے
 مخصوص لہجے میں پوچھا۔

"اس کے والد نے بتایا ہے کہ وہ وہاں ڈرائیور تھا۔ وہ میزک
 پس تھا لیکن اس نے ڈرائیونگ کا باقاعدہ کورس پاس کیا ہوا
 تھا..... جولیا نے جواب دیا۔

گئی تو عمران نے کار اس کے قریب لے جا کر روکی اور پھر نیچے اتر
 قید اسی لمحے ایک سائیز سے کیپٹن شکیل اس کی طرف بڑھا۔
 کہاں ہے اس بوڑھے عزیز حسین کا گھر۔ سلام دعا کے بعد
 عمران نے پوچھا۔

آئیے۔ اس گلی میں ہے۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور سائیز پر
 سوار ایک تنگ سی گلی کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل پڑا
 پھر پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک پرانے سے مکان کے دروازے پر پہنچ
 کیپٹن شکیل نے کنڈی بھائی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور
 ایک جھپاتی سانو جوان باہر آگیا۔

یہ دارالحکومت کے بڑے افسر ہیں اور عزیز حسین صاحب سے
 آئے ہیں۔ کیپٹن شکیل نے عمران کی طرف اشارہ کرتے
 ہوئے اس نوجوان سے کہا تو اس نوجوان کے چہرے پر ہیئت اہتانی
 عسکریت کے تاثرات ابھرائے۔

آئیے جناب۔ اس نوجوان نے ایک طرف ہنسنے ہوئے کہا
 کیپٹن شکیل اور عمران اندر داخل ہو گئے۔
 تم کیا لگتے ہو عزیز حسین کے۔ عمران نے نوجوان سے
 پوچھا۔

جی میں ان کا ملازم ہوں۔ میرا نام نائم ہے۔ اس نوجوان
 نے جواب دیا اور عمران نے اجابت میں سر ملادیا۔ نوجوان نے انہیں
 کمرے میں لے جا کر بٹھایا اور پھر واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد

کیا ڈاکٹر عالم شریعہ عامر عزیز کے والد سے ملا تھا۔ عمران نے
 پوچھا۔

نہیں جناب۔ کیپٹن شکیل نے بتایا ہے کہ اس نے یہ بات
 عزیز حسین سے پوچھی تھی لیکن اس نے بتایا کہ اسے کوئی آدمی نہیں
 ملا جو یانے جواب دیا۔

کیپٹن شکیل اب کہاں ہے۔ عمران نے پوچھا۔
 وہ وہیں قصبے میں ہی ہے۔ اس نے وہاں سے مجھے فون پر
 رپورٹ دی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ مزید معلومات
 حاصل کرنا چاہیں تو وہ مجھے اس منٹ بعد دوبارہ فون کرے گا۔
 جو یانے کہا۔

اسے کہو کہ وہ وہیں رکے میں عمران کو نہیں کر کے اس کے
 پاس بھیجتا ہوں تاکہ اس کیل کو مزید آگے بڑھایا جاسکے۔ عمران
 نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

جب ڈاکٹر عالم شریعہ اس بوڑھے سے ملا ہی نہیں تو پھر وہ مزید کہ
 بتا سکے گا۔ بلیک زرو نے کہا۔

ہو سکتا ہے کہ وہ بوڑھا بھول گیا ہو اور یاد دلانے پر اسے یاد
 جائے۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار
 تیز رفتاری سے نواحی قصبے عالم نگر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی
 تقریباً دو گھنٹوں کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ قصبے کی حدود میں
 داخل ہوا تو ایک چوک پر اسے دور سے کیپٹن شکیل کی کار کمزری

بوڑھے نے جواب دیا۔

"آپ کا بیٹا سپیشل لیبارٹری میں کتنا عرصہ ملازم رہا ہے۔"
عمران نے پوچھا۔

"چار سال تک۔ پھر وہ باہر چلا گیا۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"وہاں وہ کس کا ڈرائیور تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"کوئی سائنسدان ہو گا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"آپ کے بیٹے کو فوت ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"دو ماہ ہو گئے ہیں۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"کیا آپ کو اس کی وفات کی اطلاع سپیشل لیبارٹری کے ذریعے
موصول ہوئی تھی۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہاں سے تو وہ نوکری چھوڑ آیا تھا اور پھر وہ ایک ڈرائیور
کو کوئی بڑا افسر تو نہیں تھا۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ سپیشل لیبارٹری کا ایک سائنسدان
عالم شیر عاصم عزیز کو پوچھا ہوا ہے کیا آپ کو یاد ہے
کبھی عالم عزیز نے ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں کوئی بات کی
تھی۔" عمران نے کہا۔

"آپ۔" مجھے سوچنے دیں۔ میں بوڑھا آدمی ہوں یادداشت پوری
نہیں کرتی۔" بوڑھے نے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی ہاتھ میں لافنی پکڑے اندر داخل
ہوا۔ اس کے جسم پر صاف لباس تھا۔ آنکھوں پر مونے شیشے کی
عینک تھی۔ عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی کیپٹن فکیل
بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"جناب۔ آپ کو ناسخ تکلیف ہوئی۔ میں شرمندہ ہوں۔" عمران
نے آگے بڑھ کر بوڑھے کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے
کہا۔

"کوئی بات نہیں بیٹے۔ ایک تو تم کوئی بڑے سرکاری افسر ہو
اور دوسرا میرے سہمان ہو۔" بوڑھے نے کہا۔

"میں آپ کا بیٹا ہوں اور بس۔" عمران نے اس کے ساتھ
والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بوڑھے نے ایک طویل سانس لیا۔

"انہ تعالیٰ نے ایک بیٹا دیا تھا وہ بھی لے لیا۔ بہر حال اس کا مال
تھا میں کیا کر سکتا تھا۔ جو اس کی رضا۔" بوڑھے نے بڑے مدبرانہ
لہجے میں کہا۔

"عامر عزیز کس ملک میں کام کر رہا تھا۔" عمران نے پوچھا۔
"وہ کارمن چلا گیا تھا کسی کمپنی میں۔ بس پھر اسے واپس
نصیب نہ ہوا البتہ اس کمپنی والوں نے مہربانی کر دی کہ مجھے کافی
بڑی رقم بھجوا دی جس سے میرا بڑھاپا گزر رہا ہے ورنہ مجھے جو پیشہ

ملتی ہے وہ تو اتنی بھی نہیں کہ میں دو وقت کی روٹی بھی کھا سکوں
میری بیوی بھی فوت ہو چکی ہے اور کوئی عزیز بھی نہیں ہے۔"

نہیں۔ مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک بڑا سائنسدان آپ کے ذرا نیور بیٹے کو پوچھنے کے لئے اس چھوٹے سے قصبے میں کیوں آیا تھا۔ وہ کیا چاہتا تھا۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ ویسے مجھے تو یہ سن کر ہی بڑی حیرت ہوئی تھی کہ کوئی سائنسدان جہاں میرے مرحوم بیٹے کو پوچھنے آیا تھا۔ میں نے خود بھی اس بارے میں بہت سوچا لیکن مجھے کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔۔۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔

آپ کے بیٹے کا سامان تو جہاں موجود ہو گا۔ عمران نے کہا۔ جی نہیں۔ میرے لئے تو اسے دیکھنا ہی انتہائی تکلیف دہ تھا اس لئے میں نے اپنے ملازم سے کہہ کر وہ سارا سامان جہاں کے غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ میں نے اپنے پاس اس کی کوئی چیز نہ رکھی تھی۔ اسے ہاں ایک پیکیٹ ضرور موجود ہے۔ یہ پیکیٹ میرے بیٹے کے کارمن سے مجھے بھجوایا تھا۔ ساتھ ہی رقعہ تھا کہ میں اس پیکیٹ کو منجھال کر رکھوں کیونکہ یہ کسی کی امانت ہے۔ جب وہ آنے کا تو خود ہی اس آدمی تک پہنچا دے گا لیکن پھر وہ نہ آ سکا اور وہ پیکیٹ وہاں ہی پڑا ہوا ہے۔ چونکہ مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ اس پیکیٹ کے کیا ہے اور پھر میرے بیٹے نے اسے کسی کی امانت کہا تھا اس لئے میں نے اسے رکھ دیا ہے تاکہ شاید کبھی وہ آدمی جس کی یہ امانت

اسے لینے آجائے تو میں اسے دے دوں۔۔۔۔۔ بوڑھے نے جواب دیا۔ کیا ہم اس پیکیٹ کو دیکھ سکتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ ہاں۔ میں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔ بوڑھے نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ خود کیوں تکلیف کرتے ہیں میرے ساتھی کو بتادیں وہ لے آئے گا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

نہیں۔ وہ میں نے نالے میں رکھا ہوا ہے۔ میں خود لے آؤں گا۔۔۔۔۔ بوڑھے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بوڑھا لاشی کا سہارا لیتے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

ویسے عمران صاحب میری سمجھ میں واقعی یہ بات نہیں آتی کہ ڈاکٹر عالم شیر ہاں کیا کرنے آیا تھا اور پھر وہ اس بوڑھے سے کیوں نہیں مل سکا حالانکہ ڈاکٹر انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ انہوں نے اسے بتایا تھا کہ عامر عزیز فوت ہو چکا ہے جبکہ اس کا والد زندہ ہے اور پھر طویل عرصے کے بعد اس کا کسی ذرا نیور کے پاس آنا کچھ عجیب سی بات ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

کیا کہا جا سکتا ہے۔ بظاہر تو یہ ایک غیر معمولی سی بات ہے۔۔۔۔۔ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

صفر نے مجھے بتایا تھا کہ آپ کو اس نے اس ڈاکٹر عالم شیر کی ڈائری دی تھی جس میں کو ڈائری کچھ لکھا ہوا تھا لیکن پھر آپ نے بتایا ہی نہیں کہ اس ڈائری میں کیا تھا۔۔۔۔۔ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

حیرت کے تاثرات اجڑ آئے کہ پوری ڈائری خالی تھی۔ اس پر ایک حرف تک نہ لکھا گیا تھا لیکن ڈائری اسی سال کی تھی۔ عمران نے اس کی جلد کو چنک کیا اور پھر اس کے ایک خفیہ خانے سے ایک چھوٹا سا کارڈ نکل آیا اور عمران اس کارڈ کو دیکھنے لگا۔ کارڈ ڈاکٹر ہیوگو کا وزٹنگ کارڈ تھا جس پر اس کا رہائشی پتہ اور فون نمبر درج تھا۔ عمران نے کارڈ کو جیب میں رکھا اور ڈائری کو واپس بیسٹ میں ڈال کر اس نے بیسٹ عزیز حسین کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ خالی ڈائری ہے اور اس پر کسی کا نام وغیرہ بھی درج نہیں ہے کہ عامر عزیز اسے کسے دینا چاہتا تھا البتہ اس میں ایک کارڈ موجود ہے جس پر کارمن کے ایک سائنسدان کا پتہ درج ہے۔ شاید عامر عزیز اس سائنسدان کا ڈرائیور تھا۔ یہ کارڈ میں نے اس لئے رکھ لیا ہے تاکہ میں اس سائنسدان سے رابطہ کر سکوں۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ تم بے شک یہ ڈائری بھی لے جاؤ۔" بوڑھے نے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو عامر عزیز کی وفات پر کتنی رقم موصول ہوئی تھی۔" عمران نے کہا۔

"دو لاکھ روپے ملے تھے۔ وہ میں نے جہاں کے ایک شریف آدمی کو کاروبار میں حصے کے طور پر ڈالنے کے لئے دے دیئے تھے اور وہ شریف آدمی مجھے ہر ماہ پانچ ہزار روپے دے دیتا ہے جس سے میرا

بیلے میں بھی یہی سمجھا تھا کہ اس ڈائری میں یقیناً کوئی خاص بات موجود ہوگی لیکن جب میں نے اسے ڈی کوڈ کیا تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر اسلم نے اس کے اندر اپنے بزنس کے سلسلے میں کئے ہوئے گھپلوں کی تفصیل لکھی ہوئی ہے۔ اس نے بڑے بڑے بیوروکریٹس کو رشوتیں دے کر سہلاتی کے ٹھیکے لئے تھے اور پھر اس سہلاتی میں کئے جانے والے گھپلوں کی تفصیل بھی اس میں موجود تھی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا تو میں نے وہ ڈائری چھپ کو بمجادی تھی تاکہ وہ اسے سر سلطان کو بمجوا کر ان بیوروکریٹس کے خلاف اور دوسرے لوگوں کے خلاف غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائیں اور جو مجرم ثابت ہوں ان کو سزا دی جاسکے۔" عمران نے جواب دیا تو کمیشنر نے اس کی بات میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھا لاشمی بیٹا ہوا وہیں آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کتاب سا کڑا بیسٹ تھا جو خاکی رنگ کے کاغذ کا تھا اور باقاعدہ بند تھا۔ بوڑھے نے بیسٹ عمران کی طرف بڑھا دیا تو عمران نے بیسٹ لے کر دیکھا۔ اس پر عزیز حسین کا نام اور قصبے کے نام کے ساتھ پاکیشیا بھی درج تھا اور باقاعدہ ڈاک کی پٹی وغیرہ اس پر لگی ہوئی تھیں۔ عمران نے پلٹ کر اسے دوسری طرف سے دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دوسری طرف عامر عزیز کے نام کے نیچے صرف ڈاکٹر ہیوگو اور کارمن کی ایک سرکاری لیبارٹری کا پتہ درج تھا۔ عمران نے بیسٹ کھولا تو اس کے اندر بھی ایک ڈائری تھی۔ عمران نے ڈائری کھولی لیکن یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید

غریب خاندانوں میں جہادی طرف سے پانچ دوں گا۔ وہ ہے چارے بچے سے زیادہ اس کے مستحق ہیں۔ میرا جب گزارہ ہو جاتا ہے تو میں خواہ مخواہ انہیں اپنے پاس کیوں رکھوں۔" بوڑھے نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ لیکن انہیں میری طرف سے نہیں آپ اپنی طرف سے تقسیم کریں گے۔ خدا حافظ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے برونی دروازے کی طرف بڑھ آیا۔

"یہاں آنا بیکار ثابت ہوا۔" کیپٹن شکیل نے مکان سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو کوئی کمی نہیں مل سکا لیکن میرے ذہن میں = ڈائری کھٹک رہی ہے۔ بہر حال اس ڈاکٹر ہو گو سے بات ہو گی جب شاید کوئی بات سامنے آجائے۔" عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان دونوں کی کاریں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی دارالحکومت کی طرف بڑھنے لگیں۔ عمران سیدھا اپنے فلیٹ پر پہنچا۔

"سر سلطان کی طرف سے یہ فائل آئی تھی۔ میں نے طاہر صاحب سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ آپ عالم نگر گئے ہوئے ہیں اس لئے میں نے اسے ہمیں رکھ لیا تھا۔" سلیمان نے ایک بند فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو عمران نے فائل اس کے ہاتھ سے لے لی اور سلیمان کو چائے کا کپڑا کر اس نے فائل کھولی۔ یہ ڈاکٹر عالم شیر کی پرسل فائل تھی۔ فائل میں صرف دو صفحات تھے اس سے عمران نے انہیں چھ کر فائل بند کی اور اسے میز پر رکھ کر اس نے

گزارہ ہو جاتا ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"یہ مکان خاصا شستہ ہو چکا ہے۔ آپ اس کی مرمت وغیرہ کیوں نہیں کر لیتے۔" عمران نے کہا۔

"اب مرمت کرا کر کیا کروں گا بیٹے۔ میرا کچھ پتہ نہیں کب موت آجائے۔ جو لوگ میرے بعد یہ مکان حاصل کریں گے وہ خود ہی اس کی مرمت بھی کرائیں گے۔" بوڑھے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون لوگ لیں گے اس مکان کو۔" عمران نے پوچھا۔

"اس قصبے میں میرے دو بھتیجے رہتے ہیں وہی وارث بنیں گے اور کون لے گا۔ ویسے وہ کبھی کبھی آ جاتے ہیں اور میری خریدت پوچھ جاتے ہیں۔" بوڑھے نے کہا تو عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک بڑی سی گڈی نکالی اور بوڑھے کے ہاتھ پر رکھ دی۔

"میں بھی آپ کا بیٹا ہوں اور اسے میری طرف سے قبول کریں اور اپنے لباس اور خوراک وغیرہ پر خرچ کریں۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ نہیں۔ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ مجھے میرے گزارے جتنی رقم مل جاتی ہے۔" بوڑھے نے گڈی واپس دیتے ہوئے کہا۔ "کیا آپ ایک بیٹے کی طرف سے دی ہوئی چیز واپس کر دیں گے۔" عمران نے کہا۔

"دیکھو بیٹے اگر تم قصہ کرتے ہو تو پھر میں اسے یہاں کے چند

جیب سے وہی کارڈ نکالا جو وہ ڈائری سے نکال کر لے آیا تھا اور اسے
سلٹنے رکھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے کیونکہ کارڈ پر لیبارٹری کا ایکس پیج فون نمبر درج تھا جبکہ
پاکیشیا سے کارمن کا رابطہ نمبر اسے معلوم تھا۔

”یس۔ ایرو لیبارٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ہیوگو سے بات کرنی
ہے“..... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ہیوگو تو ایک ماہ بوا لیبارٹری چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ انہوں
نے استعفیٰ دے دیا تھا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ اب کہاں ہوں گے۔ میں نے ان سے انتہائی ضروری بات
کرنی ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ جہاں سے استعفیٰ دے کر کافرستان چلے گئے ہیں البتہ =
معلوم نہیں کہ وہ وہاں کہاں ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا آپ بتا سکیں گی کہ ڈاکٹر ہیوگو ایرو لیبارٹری میں کس شعبے
میں کام کر رہے تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”شعبے کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ اتنا معلوم ہے کہ وہ کسی
سائنسی ایندھن کے پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے“..... دوسری طرف
سے کہا گیا۔

شکر ہے..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان

نے چائے کا کپ لا کر اس کے سلٹنے رکھ دیا تو عمران نے کپ اٹھا
کر ایک گھومت لیا اور کپ رکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹنڈ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص
آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں طاہر۔“ جمہیں کیپٹن شکیل کی رپورٹ مل
چکی ہو گی۔“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ جو لیا کے ذریعے رپورٹ ملی ہے کہ آپ وہاں عامر عزیز کے
والد سے ملے ہیں اور آپ وہاں سے کوئی کارڈ لے آئے ہیں جو ڈائری
سے نکلا تھا“..... بلیمک زہرو نے جواب دیا۔

”اس کارڈ پر کارمن کی ایرو لیبارٹری کے ڈاکٹر ہیوگو کا پتہ اور فون
نمبر درج تھا۔ میں نے فلیٹ سے اس لیبارٹری میں فون کیا ہے تو

مجھے بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر ہیوگو ایک ماہ پہلے اس لیبارٹری سے استعفیٰ
دے کر کافرستان چلا گیا ہے اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ وہ وہاں ایرو

لیبارٹری میں سائنسی ایندھن کے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا جبکہ ڈاکٹر
عالم شیر بھی اسی پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ اس نے مجھے شک پڑتا ہے

کہ ڈاکٹر عالم شیر بھی اس کے پاس کافرستان چلا گیا ہو گا۔ تم ناظران
سے کہہ کر وہاں انکو انری کرو کہ ڈاکٹر ہیوگو کس لیبارٹری میں کام کر

رہا ہے۔ وزارت سائنس یا وزارت دفاع سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا
ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں۔“ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اب سہاں ڈاکٹر عالم شیر کی تلاش بند کرادو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور دکھ کر چائے کا کپ اٹھایا اور پھر اسے منہ سے لگایا ہی تھا کہ کال بیل بج اُچی تو عمران نے چائے کا کپ رکھ کر میز پر بڑی ہوئی ڈاکٹر عالم شیر کی پرسنل فائل اٹھائی، اسے تہہ کیا اور پھر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران صاحب کا فلیٹ بھی ہے۔“ ایک اجنبی آواز سنائی دی۔ لچر غیر ملکی تھا۔

”جی ہاں، صاحب۔“ سلیمان نے جواب دیا۔

”ہمارا تعلق اکیڈمیا سے ہے۔ میرا نام گراہم ہے اور یہ میری ساتھی مس جینی۔“ وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”تشریف لائیے۔“ سلیمان کی آواز سنائی دی۔ عمران جانتا تھا کہ سلیمان سہانوں کو دراتنگ روم میں بٹھائے گا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے بیٹھا چائے پیتا رہا البتہ وہ ذہن پر مسلسل زور دے رہا تھا کہ گراہم اور جینی کون ہیں اور اس سے کیوں ملنے آئے ہیں جبکہ نہ ہی یہ نام اس کے ذہن میں رہے تھے اور نہ ہی گراہم کی آواز اسے مانوس لگ رہی تھی۔

”صاحب۔ آپ کے سہان۔“ سلیمان نے سنگ روم کے

دروازے پر رک کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔ عمران نے میز پر رکھے ہوئے نشو ویز کے ڈبے سے ایک نشو نکالا اور اس سے منہ صاف کر کے اس نے اسے ڈسٹ بن میں ڈالا اور پھر سنگ روم سے نکل کر دراتنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”میرا نام علی عمران ہے اور میں اپنے سہانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔“ عمران نے سنگ روم میں داخل ہوتے ہی کہا۔ صوفوں پر ایک لمبے قد اور نحوس جسم کا نوجوان اور اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت اور سمارٹ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور وہ دونوں ہی قومیت کے لحاظ سے اکیڈمیا کے ہی رہنے والے لگتے تھے۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

www.BooksPk.com

”میرا نام گراہم ہے اور یہ میری ساتھی ہے مس جینی۔ ہم اکیڈمیا کے رہائشی ہیں۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے اس سے بڑے گرجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ مس جینی نے بھی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا لیکن عمران نے اس سے مصافحہ کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

”سودی مس جینی۔ مسلمان مرد خواتین سے مصافحہ کرنا مسموم سمجھتے ہیں۔“ عمران نے کہا تو جینی کے چہرے پر ہلکی سی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے لیکن اس نے جلدی اپنے آپ کو نائل کر لیا۔

”تشریف رکھیں۔“ عمران نے کہا اور خود بھی اس کے سامنے

وقت آنے پر اس کا خود بخود فیصلہ ہو جائے گا۔

اب ہمیں اجازت دیں۔ اس کافی اور ملاقات کا بے حد شکر ہے۔
گراہم نے انھیں ہونے کہا۔

ارے ارے بیٹھیں۔ ابھی تک تو سرکاری باتیں ہوتی رہی ہیں۔ میں یہاں اکیلا پڑا ہوں رہتا رہتا ہوں۔ آپ سے اور مس جینی سے گپ شپ میں چلو کچھ تو وقت گت جائے گا۔ عمران نے انھیں ہونے کہا۔

شاید اس کا موقع بھی آجائے۔ فی الحال اجازت۔ آؤ جینی۔
گراہم نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جینی نے مسکراتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا۔

آپ ہمارے ہوٹل آجائیں پھر آپ جینی چاہیں گے گپ شپ ہو جائے گی۔ جینی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس دعوت کا شکر ہے۔ اب تو میں سر کے بل چل کر آؤں گا۔
عمران نے وصیت عاشقوں کے سے انداز میں جواب دیا اور جینی بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنسی اور پھر قدم بڑھاتی گراہم کے پیچھے چل پڑی۔

سلیمان۔ دروازہ بند کر دو۔ عمران نے ان کے باہر جانے کے بعد سلیمان سے کہا اور پھر اسے سلیمان کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی ہوئی سنائی دی۔ عمران ڈرائنگ روم سے نکلا اور سپیشل روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپیشل روم کی الماری سے جدید سائیکل کا گائیکر نکالا اور پھر سپیشل روم سے نکل کر

لئے کئی ذرائع استعمال ہوتے ہیں کیونکہ حریف خفیہ رہتا ہے اگر اس نے کوئی جواب دینا چاہا تو اس کا جواب بھی آپ تک پہنچ جائے گا اور اگر آپ نہ چاہیں تو میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ میں ویسے بھی پاکیشیا سکیورٹ سروس کے کاموں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ عمران نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے۔ آپ میرا پیغام ان تک پہنچا دیں۔ ہم فائیو سٹار ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں۔ سوٹ شہر انٹارہ دوسری منزل۔ گراہم اور جینی کے نام پر یہ سوٹ بک ہے اور میں آج آرام کروں گا اور آج رات تک ہی جواب کا انتظار کروں گا اگر آج رات تک جواب نہ ملا تو میں سمجھوں گا کہ میری آفر تسلیم نہیں کی گئی۔ اس کے بعد میں اپنا کام شروع کر دوں گا۔ ویسے اپنے حریف تک یہ بات بھی پہنچا دیں کہ وہ میرے خلاف کوئی کارروائی کر کے اپنی توانائی ضائع نہ کریں۔ گراہم نے کہا۔

بالکل کہہ دوں گا۔ ویسے بھی آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرنا واقعی اپنی توانائی ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو گراہم بے اختیار چونک پڑا۔

کیا مطلب۔ کیا آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں۔ گراہم واقعی ذہین آدمی تھا جو عمران کے فقرے کی گہرائی میں پہنچ گیا تھا۔

میں تو آپ کا فقرہ دوہرا رہا ہوں۔ عمران نے جواب دیا اور گراہم نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ کہہ رہا ہوں کہ ٹھیک ہے

"جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس طرح کھلے عام پہنچ کر دے وہ
 احمق کیسے ہو سکتا ہے۔" عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تو آپ کا خیال ہے کہ میں اسے جواب دوں۔" بلیک زرو
 نے کہا۔

"ارے نہیں۔" ہمیں جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔
 خدمت میں سرانجام دے دوں گا۔ جیسی ہے وہ خوبصورت اور
 سمارٹ لڑکی ہے۔ چلو اسی بہانے اس سے دوبارہ ملاقات ہو جائے
 گی۔ ویسے وہ نیچے باقاعدہ ہونٹل آنے کی دعوت بھی دے گئی ہے۔"
 عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ان کی بہر حال نگرانی تو کرانا ہی پڑے
 گی۔" بلیک زرو نے کہا۔

"وہ کس لئے۔" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "تاکہ ان کی سرگرمیاں سامنے آتی رہیں۔" بلیک زرو نے
 کہا۔

"تو جہاد اخیال ہے کہ جس کام میں پوری سیکرٹ سروس ناکام
 رہی ہے وہ کام گراہم اور جینی سرانجام دے لیں گے۔ میرا مطلب ہے
 کہ وہ دونوں یہاں پاکیشیا میں ڈاکٹر عالم شیر کو تلاش کر لیں گے۔"
 عمران نے کہا۔

"وہ جہاں آخر آئے ہیں تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو کریں گے اور یہ
 بھی ضروری نہیں کہ آپ کا اندازہ کہ ڈاکٹر عالم شیر کافرستان چلا گیا

وہ ڈرائنگ روم میں آیا اور اس نے گائیک کی مدد سے کمرہ چیک کیا اور
 پھر راہداری۔ حتیٰ کہ بیرونی دروازہ اور باہر سیڑھیوں کا حصہ تک اس
 نے چیک کیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ایسے بکثرت اجنبی جدید
 ساخت کی مشینری اور آلات استعمال کرتے ہیں۔ پھر وہ نیچے اترا اور
 اس نے گیراج کھولا اور اندر سے گیراج بھی چیک کیا لیکن گائیک
 خاموش ہی رہا تو اس نے ایک طویل سانس لیا اور واپس فلیٹ میں آ
 گیا۔ اس نے سٹنگ روم میں بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر
 ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

"ایکسلو۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زرو کی مخصوص آواز
 سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں۔ بلیک زرو۔" جہاد نے ایک پیغام
 ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیغام اور میرے لئے۔ کیا مطلب۔" دوسری طرف سے
 بلیک زرو نے اس بار اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے
 لہجے میں بے پناہ حیرت تھی اور عمران نے گراہم اور جینی کی فلیٹ
 میں آمد سے لے کر ان سے ہونے والی تمام گفتگو دوبارہ دی۔

"ایسے احمق آدمی کو بھی کراؤن سیکشن نے بھرتی کر رکھا ہے۔
 نیچے تو اب اس تنظیم کے جڑوں کے ذہنی توازن پر شک گزرنے لگا
 ہے۔" دوسری طرف سے بلیک زرو نے کہا تو عمران بے اختیار
 ہنس پڑا۔

ہے درست ثابت ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جہاں موجود ہو لیکن ہم اس کا
کھونہ حاصل کر سکے ہوں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اسی طرح سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

”وہ کراؤن سیکشن کا لیجنٹ ہے تو چلو زیادہ نہ ہی کچھ نہ کچھ
صلاحیتیں بہر حال اس میں ہوں گی اور اگر تم نے اپنی سروس کے
ممبران کے ذریعے اس کی نگرانی کرائی تو پھر یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ
ڈاکٹر عالم شیر سے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے سامنے ظاہر ہو
جائے اس لئے یہ نگرانی ناسیکر کرے گا۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف
سے کہا گیا۔

”اگر میری بات درست ہے تو پھر میری یہ بات بھی درست ہونی
چاہئے کہ مجھے ان دنوں رقم کی اشد ضرورت ہے اور کوئی ماہ سے کوئی
گیس ہی نہیں آرہا اس لئے میں مسلسل محروم ہلیک چلا آرہا ہوں۔
کیا کچھ ایڈوانس مل سکتا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”خالی چیک بھجوا دیتا ہوں کیونکہ بغیر مشن کے تو خالی چیک ہی
مل سکتا ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے
جواب دیا۔

”واہ۔ آج کا دن تو شاید میری زندگی کا انتہائی شاندار دن ہے کہ
مجھے چیک پر خود ہی رقم بھرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران

کہا۔

”رقم کے ساتھ ساتھ دستخط بھی آپ کو خود ہی کرنے ہوں گے۔
بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اور جیل کے جھگڑنا ہو گی۔ یہ بھی بتا دو۔۔۔۔۔ عمران نے صحت
بتاتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار کھکھلا کر
ہنس پڑا۔

”اب یہ بات آپ ہی بہتر بتا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔
”مجھے عالی جناب آغا سلیمان پاشا سے پوچھنا چاہئے گا اس نے خدا
حافظ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر ابانک اس کے
ذہن میں ایک خیال آیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی
سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”داور بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سردار کی آواز
سنائی دی۔

”حقیر فقیر پر تقصیر ہے عدان بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔
ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بدبان خود بولی رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران کی
زبان رواں ہو گئی۔

”سو ری۔ میرے پاس اتنے آدمیوں سے بات کرنے کا وقت
نہیں ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سردار نے کہا تو عمران ان کی اس
خوبصورت بات پر بے اختیار کھکھلا کر ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ آج ذہنی طور پر فارش ہیں ورنہ مجھے تو

ہو۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لکھے میں کہا۔

"ڈاکٹر عالم شیر غائب ہو گیا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔"

سردار نے حیرت بھرے لکھے میں کہا۔

"ایک ماہ پہلے وہ چھٹی لے کر گیا اور پھر وہ لپٹے گاؤں گیا اور نہ

واپس آیا۔ اسے ملٹری انٹیلی جنس نے بھی تلاش کیا اور سیکرٹ

سروس نے بھی لیکن اس کا کہیں پتہ نہ مل سکا۔ عمران نے

جواب دیا۔

"کیا ڈاکٹر عاشق کو بھی معلوم نہیں۔ وہ ان کے پاس تو رہتا

تھا۔۔۔۔۔ سردار نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ڈاکٹر عاشق کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ڈاکٹر عاشق ہلاک ہو چکے ہیں۔ کب۔

کیسے اور کیوں۔" مجھے تو کسی نے بتایا ہی نہیں۔ سردار کے لکھے

میں بے پناہ حیرت تھی۔

"جی ہاں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر

عاشق اور ملٹری سیکرٹری کرنل احسن کی ہلاکت کے بارے میں بتا

دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کوئی خوفناک سلسلہ لگتا ہے۔" سردار نے

کہا۔

"ہاں۔ اور یہ سلسلہ اس ڈاکٹر عالم شیر سے جاملتا ہے۔ یہ

اردوائی ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کراؤن سیکشن کی طرف سے کی

ہمیشہ حسرت ہی رہی ہے کہ آپ سے میں اپنا پورا تعارف کرا سکوں

لیکن آپ درمیان میں ہی ٹوٹ کر میرا تعارف ادھورا چھوڑا دیتے

ہیں۔" عمران نے کہا۔

"ذہنی طور پر تو میں اپنے آپ کو ہمیشہ ہی فارغ سمجھا ہے۔"

سردار واقعی آج موڈ میں تھے۔

"اوہ۔ اسی لئے حکومت نے آپ کو ایک عدد سر علیحدہ سے بخش

رکھا ہے تاکہ آپ خالی نہ رہیں۔" عمران نے جواب دیا اور اس

بات پر سردار بے اختیار ہنس پڑے۔

"چلو اسی پی سمجھ لو۔" سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پھر تو لازماً میرا کام ہو جائے گا کیونکہ میں نے بھی ایک سرکاری

آڈی کے بارے میں آپ سے معلومات حاصل کرنے کے لئے فون کیا

ہے۔" عمران نے کہا۔

"سرکاری آڈی کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کیا

مطلب۔ کس کے بارے میں۔" سردار نے سنجیدہ ہوتے ہوئے

کہا۔

"سپیشل لیبارٹری میں ایک سائنسدان تھے ڈاکٹر عالم شیر۔ جو

مصنوعی ایندھن کے پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ وہ ایک ماہ سے مح

اپنے فارمولے کے غائب ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس نے بھی کوشش

کی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھی لیکن ان کا کہیں اتا پتہ

نہیں مل سکا۔ میں نے سوچا کہ شاید آپ کو ان کے بارے میں علم

گئی ہے۔ اسے ڈاکٹر عالم شیر اور اس کا فارمولا پسند آگیا ہے۔ میں نے اپنے طور پر اسے جہاں پاکیشیا میں تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ اب آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ڈاکٹر عاشق کے پاس رہتا تھا جبکہ اس سے پہلے جب ڈاکٹر عاشق زندہ تھا تو ملری اتیلی جس نے اسے تلاش کرتی رہی ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ ڈاکٹر عاشق اس کے اخوا میں لوٹ تھا۔ بہر حال کیا آپ کارمن کی ایرو لیبارٹری میں کام کرنے والے ڈاکٹر ہیوگو سے واقف ہیں۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر عالم شیر بھی ایرو لیبارٹری میں کئی سال کام کرتا رہا ہے۔ ڈاکٹر ہیوگو اس کا سینئر تھا اور استاد بھی۔ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔“ سردار نے کہا۔

”ڈاکٹر ہیوگو بھی ایرو لیبارٹری چھوڑ چکا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ کافرستان چلا گیا ہے لیکن کافرستان میں اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر اس کے پاس کافرستان گیا ہو۔“ عمران نے کہا۔

”یقیناً ایسا ہی ہو گا۔“ سردار نے کہا۔

”پھر اب اس ڈاکٹر عالم شیر کو کہاں ٹریس کیا جائے۔“ عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں شاید ڈاکٹر رضا جانتے ہوں۔ وہ ڈاکٹر رضا کو اپنا مرشد مانتا تھا اور ہر ہفتے ان سے ملنے جاتا تھا۔ ڈاکٹر

رضا ریٹائر ہو چکے ہیں اور ارسلان کالونی میں رہتے ہیں۔ کونٹری سبر جو وہ اسے ہلاک۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا ہوا ہے اس لئے لوگ انہیں مرشد مانتے ہیں۔ ویسے وہ انتہائی ٹیک آدی ہیں۔ تم ان سے ملو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس بارے میں ضرور جہادری رہنمائی کریں گے کیونکہ ڈاکٹر عالم شیر انہیں بتائے بغیر کہیں نہیں جاسکتا۔“ سردار نے کہا۔

”ڈاکٹر رضا کا فون سبر آپ کو معلوم ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ میری پرسنل ڈائری میں لکھا ہو گا۔ ہونڈ کرو میں بتاتا ہوں۔“ دوسری طرف سے سردار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو عمران۔“ چند لمحوں بعد سردار کی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ ہل رہا ہوں۔“ عمران نے ہیلو کے لفظ کا جواب دیتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے سردار کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک فون سبر بتا دیا۔

”اب یہ بھی فرمادیں کہ کب تک ہلتا رہوں۔“ عمران نے کہا۔

”جب تک جہادرجی چاہے۔ خدا حافظ۔“ دوسری طرف سے سردار نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر دوبارہ فون آنے پر سردار کے بتائے ہوئے فون سبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”رضا ہاؤس۔“ ایک منٹنی سے آواز سنائی دی۔

”مجھے ڈاکٹر رضا سے بات کرنی ہے۔ میرا نام علی عمران ہے اور مجھے یہ نمبر سردار نے دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”جی ہمت۔ ہو لڑ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو۔ میں رضا بول رہا ہوں۔“ ایک نرم سی آواز سنائی دی۔
 ”میرا نام علی عمران ہے اور مجھے یہ نمبر سردار نے دیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ دوسری طرف سے اسی طرح نرم لہجے میں کہا گیا۔

”ڈاکٹر عالم شیر صاحب کے بارے میں آپ سے معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“ سردار نے بتایا ہے کہ وہ آپ کو اپنی ہر بات بتاتے تھے۔ وہ گذشتہ ایک ماہ سے کہیں دستياب نہیں ہو رہے۔ عمران نے کہا۔
 ”کہیں دستياب نہیں ہو رہے کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب۔“ مخالف کچھنے میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔“ ڈاکٹر رضا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مطلب ہے کہ وہ سپیشل لیبارٹری سے قاسب ہیں اور ملبری انٹیلی جنس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی باوجود کوششوں کے انہیں نہیں نہیں کر سکیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن دو ماہ پہلے وہ مجھ سے ملے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور وہاں دو سال تک رہیں گے اس کے بعد تو انہوں نے فون کیا اور نہ ملاقات ہوئی ہے۔ میں تو

یہی سمجھتا رہا کہ وہ وہاں بے حد معروف ہوں گے جبکہ آپ بتا رہے ہیں کہ قاسب ہیں۔“ ڈاکٹر رضا نے کہا۔

”کوئی تفصیل بھی بتائی تھی انہوں نے۔“ عمران نے پوچھا۔
 ”جی ہاں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ کارمن کی معروف لیبارٹری جس کا نام ایرو لیبارٹری ہے اور جہاں ان کے استاد ڈاکٹر ہوگو ایک بھیکٹ پر کام کر رہے ہیں وہ بھی اسی بھیکٹ پر کام کرنے جا رہے ہیں اور اس ڈیپوٹیشن کا انتظام نیشنل لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عاشق نے کیا ہے۔“ ڈاکٹر رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ڈاکٹر ہوگو تو خود ایرو لیبارٹری کو چھوڑ چکے ہیں۔ ان کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ کافرستان چلے گئے ہیں اور ڈاکٹر عاشق کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔“ تو واقعی عجیب باتیں ہیں۔ بہر حال مجھے جو معلوم تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے۔“ ڈاکٹر رضا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کر کے ریسور دکہ دیا۔ اس کے بھرے پر ملٹن کے تاثرات ابھرتے تھے۔ جتنے وہ میٹھا سوچتا رہا پھر اس نے اٹھ کر الماری سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بین دبا دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو عمران کالنگ۔ اور۔“ عمران نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

• میں ہاں۔ ٹائیگر انڈنگ یو۔ اور..... چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

• تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور..... عمران نے پوچھا۔

• ہوٹل ویلڈن میں ہاں۔ اور..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

• پاکیشیا سے ایک سائنسدان ڈاکٹر عالم شیر ایک ماہ قبل غائب ہو گیا ہے۔ انکو اڑی سے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ وہ کارمن جانا چاہتا تھا لیکن کارمن وہ جس کے پاس جانا چاہتا تھا وہ خود کارمن چموز کر کافرستان پہنچ گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر کسی پارٹی کے ذریعے سہگل ہو کر براہ راست کافرستان چلا گیا ہو کیونکہ ایئر پورٹ پر اس کے ملک کے باہر جانے کا ثبوت موجود نہیں ہے۔

• پھر یہی ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے یہاں سے کافرستان گیا ہو اور پھر وہاں سے کارمن گیا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں معلومات حاصل کرو۔ اور..... عمران نے کہا۔

• ڈاکٹر عالم شیر۔ وہی ہاں جو سپیشل لیبارٹری میں مصنوعی ایندھن کے پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔ اور..... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

• ہاں۔ کیا تم اسے جانتے ہو۔ اور..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

• جی ہاں۔ ایک مشترکہ دوست کے ذریعے اس سے دو تین ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ اسے ایک کتاب کی ضرورت تھی جو میرے

پاس موجود تھی اور ہاں تقریباً ایک ماہ قبل میں نے ڈاکٹر عالم شیر کو ہوٹل سیلڈی میں جاتے دیکھا تھا۔ میں اس وقت کارمن تھا اور ہوٹل کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ میں نے ڈاکٹر عالم شیر کو ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا۔ میں حیران تو ہوا تھا کیونکہ ہوٹل سیلڈی ایسا ہوٹل نہیں ہے جہاں ڈاکٹر عالم شیر جیسا آدمی جاتے لیکن پھر میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ ہو سکتا ہے وہاں اس کی کسی سے ملاقات ملے ہو۔ ہوٹل سیلڈی کا مالک راڈی کافرستان کے ساتھ شراب کی سہنگ میں خاصا معروف ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر کو اس راڈی نے ہی کافرستان پہنچایا ہو۔ اور..... ٹائیگر نے کہا۔

• تم اس سے معلومات کر کے مجھے فلیٹ پر فون کرو۔ میں جہادی کال کا منتظر رہوں گا۔ اور اینڈ آف..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے اٹھایا اور الماری میں رکھ دیا۔ اس نے دراصل ٹائیگر کو کال اس لئے کیا تھا کہ وہ اسے گراہم اور جینی کی نگرانی کا کہنا چاہتا تھا لیکن پھر اچانک اسے خیال آگیا کہ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر عالم شیر سہنگ کے ذریعے کافرستان پہنچا ہو اس لئے اس نے یہ بات کر دی اور نتیجہ یہ کہ اس طرح راڈی کا نام سامنے آگیا۔ باقی گراہم اور جینی کی اسے فکر نہیں تھی کیونکہ جب تک ڈاکٹر عالم شیر اور اس کے فارمولے کا علم نہ ہوتا یہ گراہم اور جینی بھی کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

طرف سے کہا گیا اور گراہم سر ملاتا ہوا مڑا اور واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ رابر ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں جانتا ہو گا..... جینی نے کہا۔

ہاں۔ میرا خیال ہے اب تفصیلی بات ہو گی تو پتہ چلے گا۔ گراہم نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد جہازی سائز کا بھانگ میکانیکی انداز میں کھل گیا اور گراہم نے کار اسٹارٹ کی اور پھر اسے اندر لے گیا۔ وسیع و عریض پورچ میں جہاں بیٹے سے دو بیویہ ماڈل کی قیمتی کاریں موجود تھیں اس نے کار روکی اور پھر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

تشریف لائیے۔ ہاں آپ کے منتظر ہیں..... نوجوان نے کہا اور گراہم کے سر ملانے پر وہ مڑا اور پھر وہ انہیں عمارت کی اندرونی راہداری سے گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر لے جا کر رک گیا۔ اس نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

ہیں..... دروازے کے ساتھ موجود ڈور فون سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

جناب گراہم اور مس جینی ملاقات کے لئے موجود ہیں۔ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے۔ تم جاؤ..... اسی آواز نے کہا اور نوجوان سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ایکریجی

سفید رنگ کی کار گرین وڈ کالونی کی ایک شاندار کونچی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے رکی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر گراہم تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جینی بیٹھی ہوئی تھی۔ کار ہونٹل فائبر سٹار سے لی گئی تھی۔ کار رکستے ہی گراہم دروازہ کھول کر نیچے اتر اور ستون پر موجود کال بیل کے بٹن کی طرف بڑھ گیا جس کے ساتھ ایک بیویہ سافٹ کا ڈور فون بھی موجود تھا۔ کونچی کے گیٹ پر کوئی نیم پلیٹ موجود نہیں تھی۔ گراہم نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ "کون ہے..... ایک مردانہ آواز ڈور فون سے سنائی دی۔ پھر خاموشی رہی۔

رابر سے ملتا ہے۔ میرا نام گراہم ہے اور میرے ساتھ میری فرینڈ جینی ہے..... گراہم نے جواب دیا۔

اوکے۔ بھانگ کھولا جا رہا ہے۔ اندر کار لے آئیں..... دوسری

نوجوان دروازے پر نظر آیا۔

آؤ گراہم اور مس جینی۔ خوش آمدید۔ اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

بڑے نمٹ بنا رکھے ہیں یہاں۔ گراہم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور راجر بے اختیار مسکرا دیا۔ کمرہ بے حد خوبصورت انداز میں سجا ہوا تھا۔ فرنیچر کے لحاظ سے وہ سنگ دوم لگ رہا تھا۔ گراہم اور جینی دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو راجر نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ کونے میں موجود ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں اچھائی قیمتی شراب سے بھری بوتلیں موجود تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھا کر ان کے سامنے میز پر رکھی اور پھر ریک کے نچلے خانے سے تین گلاس اٹھائے اور انہیں بھی اس نے میز پر رکھا اور پھر خود بھی ان کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھول کر شراب تینوں گلاسوں میں ڈالی اور پھر بوتل بند کر کے واپس میز پر رکھ دی۔

لو جو۔ یقیناً تم اسے پسند کرو گے۔ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور گراہم اور جینی نے گلاس اٹھائے اور ایک ایک گھونٹ لیا تو ان کے چہروں پر بے جا شہادت دو گئی تھی۔

واقعی بے حد اچھی ہے لیکن یہاں کیا نمبری کے دھندے سے اتنی آمدنی ہو جاتی ہے کہ اس انداز کے نمٹ بن سکیں۔ گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو راجر بے اختیار ہنس پڑا۔

نمبری کا دھندہ تو اکثر عیسا میں تھا یہاں اس قسم کا دھندہ نہیں

چلتا۔ میں یہاں ڈرگ سے متعلق ہوں اور یہاں ڈرگ کا کاروبار عروج پر ہے۔ راجر نے کہا تو گراہم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لیکن ہم تو سمجھتے تھے کہ تم نے یہاں بھی نمبری کا دھندہ کر رکھا ہو گا اور ہم اسی سلسلے میں آئے ہیں۔ گراہم نے کہا۔

تم میرے پرانے دوست ہو اس لئے میں تمہاری ضرورت مدد کروں گا۔ تم بتاؤ تمہیں کیا معلوم کرنا ہے۔ راجر نے کہا۔ یہاں کی سپیشل لیبارٹری میں ایک سائنسدان تھا ڈاکٹر عالم فیر۔ وہ ایک ماہ سے غائب ہے ہم نے اسے ٹریس کرنا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس اور سکیورٹ سروس بھی اسے ٹریس نہیں کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ کسی نامعلوم ذریعے سے ملک سے باہر گیا ہے ورنہ اگر وہ عام انداز میں میرا مطلب ہے کہ کسی فلائٹ کے ذریعے گیا ہوتا تو سرکاری ایجنسیاں ضرور اس کا پتہ چلا لیتی۔ گراہم نے کہا۔

کہاں گیا ہو گا۔ راجر نے کہا۔

ہو سکتا ہے کہ کسی ہمسایہ ملک میں گیا ہو اور پھر وہاں سے کسی فلائٹ کے ذریعے نکل گیا ہو۔ گراہم نے کہا۔

اگر ایسی بات ہے تو پھر وہ لازماً کافرستان گیا ہو گا۔ میں معلوم کرنا ہوں۔ کیا جہاز سے پاس اس کا حلیہ ہے۔ راجر نے پوچھا۔

نہیں۔ صرف نام ہے۔ بہر حال ادھیڑ عمر آدمی ہی ہو گا اور سائنسدانوں کا جو حلیہ ہوتا ہے ویسا ہی ہو گا۔ گراہم نے جواب

”تو جہیں معلوم ہے کہ یہ کام کس نے کیا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ یہ کام میرے ہی ذریعے ہوا تھا۔ ڈاکٹر عالم شیر نے اتفاق سے مجھ سے اس معاملے میں بات کی تھی۔ ایک حوالے سے میرے اس سے تعلقات تھے۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جہاں نام سامنے نہیں آئے گا۔ تم بے فکر رہو اور معاوضہ بھی جہیں جہاں مرضی کامل جائے گا۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”معاوضے کی ضرورت نہیں ہے رابرٹ کیونکہ تم ویسے ہی مجھے اتنا کام دے دیتے ہو کہ اس معمولی سے کام کے لئے میں تم سے معاوضہ نہیں لے سکتا۔ بہر حال جہیں اپنا وعدہ نبھانا پڑے گا۔ یہ کام سلیڈی ہونٹس کے مالک راڈی نے کیا ہے اور راڈی کو تم بھی جانتے ہو کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میں اتنی چھپانے والی کون سی بات ہے۔ ایسے کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ملٹری انٹیلی جنس اس سراخ پر کام کرتی رہی ہے اور وہ لوگ راڈی تک بھی پہنچ گئے تھے لیکن راڈی نے انکار کر دیا اور پھر اس نے بڑی بھاگ دوڑ کر کے اپنی جان چھوڑائی تھی اس لئے اس نے مجھے خاص طور پر کہا تھا کہ میں اس سلسلے میں زبان نہ کھولوں اور میں واقعی کسی کو نہ بتاتا لیکن اب تم سے تو میں انکار نہیں کر سکتا تھا۔

دیا تو رابرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور اس نے ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک فرانسسز نکال کر اس نے اسے مزید رکھا اور پھر اس پر فریکوئسی ایڈجسٹ کرنے میں معروف ہو گیا۔ گراہم اور جیمینی دونوں خاموشی سے شراب کے گھونٹ لے رہے تھے۔ فریکوئسی ایڈجسٹ کر کے رابرٹ نے ہنسنے شروع کر دیا۔

”ہیلو۔ رابرٹ کاننگ۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے اپنا نام لے کر کال دیتے ہوئے کہا۔

”ہیس۔ رابرٹ انڈنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”رابرٹ ایک اہم کام ہے۔ سپیشل لیبارٹری کا سائنسدان ڈاکٹر عالم شیر ایک ماہ پہلے جہاں سے کافرستان سگل ہوا ہے یہ معلوم کرنا تھا کہ یہ کام کس نے کیا ہے اور اس سے مزید معلومات کیسے مل سکتی ہیں۔ کام فوری کرنا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

”تم کس کے لئے یہ کام کر رہے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے پوچھا۔

”میرے پرانے دوست ہیں۔ انکیریمیا میں رہتے ہیں ان کے لئے کیوں۔ اور۔۔۔۔۔ رابرٹ نے چونک کر کہا۔

”اس لئے کہ جس نے یہ کام کیا ہے اگر اسے معلوم ہو گیا تو میرے پورے کلب کو بموں سے اڑا دے گا۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ادور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم بے فکر ہو۔ جہارا نام سامنے نہیں آئے گا۔ شکر ہے۔ ادور

لینڈ آل..... راجہ نے کہا اور ٹرانسمیٹرف کر دیا۔

”یہ راڈی کون ہے۔ اس کا حدود اور یہ کیا ہے.....“ گراہم نے کہا۔

”کافرستان سے شراب سمگلنگ میں اس کا نام سب سے بڑا ہے۔

اچھا خطرناک آدمی ہے۔ زر زمین دنیا میں اس کا نام ہی دہشت کا

نشان ہے کیونکہ یہ اچھا ہے رحم اور سفاک قاتل ہے۔ بہر حال

اب جہیں یہ تو مظلوم ہو گیا کہ وہ ڈاکٹر کافرستان چلنے چکا ہے اور

راڈی کو یہ مظلوم نہیں ہو گا کہ وہ کہاں گیا۔ اس نے تو بس معاوضہ

وصول کیا ہو گا اور اسے کافرستان کے کسی ساحل پر پہنچا دیا ہو گا۔

راجہ نے کہا۔

”میں نے اسے ہر قیمت پر ٹریس کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس

نے راڈی کو بتایا ہو کہ اس نے کافرستان کہاں جانا ہے اور کس سے

ملتا ہے۔ اس نے راڈی سے معلومات تو حاصل کرنا پڑیں گی۔“ گراہم

نے کہا۔

”راڈی تو سر کر بھی نہیں بتائے گا۔ البتہ راڈی کا ایک خاص

آدمی ہے جیمز۔ فیلڈ کے سارے دھندے اس کے ذمے ہیں۔ وہ میرا

دوست ہے ہو سکتا ہے کہ اس ڈاکٹر کو اپنے ساتھ وہی لے گیا ہو۔

بہر حال اگر وہ کچھ جانتا ہو گا تو بتا دے گا۔ میں معلوم کرتا

ہوں.....“ راجہ نے کہا اور پھر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔

”اس میں لاؤڈر کا بین موجود ہے۔ وہ بھی پریس کر دو تاکہ ہم بھی

جیمز کی بات سن سکیں.....“ گراہم نے کہا تو راجہ نے اثبات میں سر

ہلادیا اور پھر بین پریس کر کے اس نے لاؤڈر کا بین پریس کر دیا۔ اس

کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”میلوڈی ہوئی.....“ ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”راجہ بول رہا ہوں۔ جیمز سے بات کرادو.....“ راجہ نے کہا۔

”ہولڈ کریں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو جیمز بول رہا ہوں.....“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

”جیمز کیا جہارا فون محفوظ ہے.....“ راجہ نے کہا۔

”اوہ ایک منٹ.....“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”ہیلو راجہ۔ اب فون محفوظ ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔“ چند

لمحوں بعد جیمز کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ جہارے چیف نے ایک ماہ قبل ایک سائنسدان ڈاکٹر

عالم شیر کو کافرستان پہنچایا تھا اور یہ بھی مظلوم ہوا ہے کہ ملزنی ایشلی

جنس بھی اس سلسلے میں انکوائری کرتی رہی ہے جس کی وجہ سے

جہارے چیف نے اسے ٹاپ سیکرٹ بنا رکھا ہے۔ میں نے صرف یہ

بوچنا ہے کہ کافرستان میں ڈاکٹر عالم شیر کو کہاں ٹریس کیا جا سکتا

ہے۔ جہاں نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا۔۔۔۔۔ راجہ نے کہا۔

”آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے۔۔۔۔۔ جیمز کے لیے میں حیرت تھی۔

”یہ بات جھوڑ جس طرح میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں نام سامنے نہیں آئے گا اس طرح میں نے اس سے بھی وعدہ کیا ہے کہ اس کا نام بھی سامنے نہیں آئے گا اور تمہیں معلوم ہے کہ میں وعدہ نبھانا جانتا ہوں۔۔۔۔۔ راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ اس ڈاکٹر کو میں اپنے ساتھ خصوصی لافنگ پرلے گیا تھا اور میں نے اسے کافرستان کے مشہور ساحل سامنی پہنچا دیا تھا۔ بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے۔۔۔۔۔ جیمز نے کہا۔

”کوئی ایسی ٹپ جس سے معلوم ہو سکے کہ سامنی پہنچ کر وہ کہاں گیا ہو گا۔۔۔۔۔ راجہ نے کہا۔

”اس نے مجھ سے پوچھا تھا کہ سامنی سے کیا اسے گھٹا کے لئے ٹرین مل جائے گی یا نہیں جس پر میں نے اسے بتایا تھا کہ ٹرین اسے مل جائے گی لیکن وہ گھٹا میں کہاں جانا چاہتا ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ گھٹا میں ایک ہوٹل گھٹا نام کا ہی اس نے وہاں جانا ہے۔ بس یہی بات ہوئی تھی اس کے بعد وہ چلا گیا تھا۔۔۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

”اوکے سب سے حد شکریہ۔۔۔۔۔ راجہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”بہت بہت شکریہ۔ راجہ تم نے واقعی دو سچی کا حق ادا کر دیا ہے۔ اب گھٹا ہوٹل سے میں خود ہی آگے اسے ٹریس کر لوں گا۔“ گراہم نے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ جہاں سے ساتھ تعلقات ہی ایسے ہی کہ میں انکار نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ راجہ نے کہا تو گراہم نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ اس سے اجازت لے کر باہر پورج میں آئے اور چند لمحوں بعد ان کی کار ایک بار پھر ہوٹل فائیو سٹار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”راجہ والی ٹپ واقعی کام کی ٹپ ثابت ہوئی ہے لیکن اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیا کرو گے۔ تم نے خواہ مخواہ اس عمران کے فلیٹ میں جا کر اسے چوکنا کر دیا ہے۔۔۔۔۔ جینی نے کہا۔

”میں صرف اس سے ملنا اور اسے دیکھنا چاہتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ وہ میرا پیغام سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچا دے گا اور پھر سیکرٹ سروس کا کوئی نہ کوئی آدمی ہماری نگرانی کرے گا اس طرح میں سیکرٹ سروس کے اس آدمی کے ذریعے سیکرٹ سروس کے باقی لوگوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لوں گا کیونکہ میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر عالم شیرجہیں پاکیشیا میں ہی کہیں چھپا ہوا ہے اس لئے اس کے ٹریس ہوتے ہی سیکرٹ سروس سے بہر حال نگرانی ناگزیر تھا لیکن نہ ہی کوئی نگرانی ہوئی ہے اور اب ڈاکٹر عالم شیرجہیں جہاں موجود نہیں ہے تو اب اس عمران سے ملنا واقعی فضول ثابت ہوا

ہے۔ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہیے یہ عمران شکل سے تو بس ایک عام سا ہی نہ جوان لگتا ہے
البتہ اس کی آنکھوں میں بڑی تیز چمک تھی۔" جینی نے کہا۔

"ہاں۔ تجھے بھی اس سے مل کر خاصی مایوسی ہوئی ہے۔ بہر حال
اب اول تو اس سے ٹکراؤ ہی نہیں ہوگا اگر ہوا تو پھر اس کے ہاتھ
بھی دیکھ لیں گے۔" گراہم نے جواب دیا۔

"اب قہار پروگرام وہاں گھٹا جانے ہے۔" جینی نے کہا۔
"ہاں۔ ہم فوری طور پر کسی چارٹرڈ طیارے سے کافرستان جانیں
گے اور پھر گھٹا۔" گراہم نے جواب دیا اور جینی نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔

میلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ہوئے فلیٹ میں ہی موجود تھا۔"

علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا
ہوں۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
"ٹائنگ بول رہا ہوں باس۔" دوسری طرف سے ٹائنگ کی آواز
حلقی دی۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے اس راڈی کے بارے میں۔" عمران
نے چونک کر کہا۔

"باس راڈی تو ایک ہفتے سے ملک سے باہر ہے البتہ اس کے
دست راست حمیزے بات ہوئی ہے لیکن حمیزے نے تو مکمل لاعلمی کا
مظہار کر دیا ہے لیکن میری جھٹی حس کہہ رہی ہے کہ حمیزے کچھ چھپا رہا
ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ میں اسے وہاں سے اغوا کر کے رانا

"میں نے پہلے ہی ٹائیگر کو بتایا ہے کہ ہم شراب تو ضرور منگلی کرتے ہیں لیکن انسانوں کو منگلی نہیں کرتے اس لئے ہم نے کسی سائنسدان کو کیا کسی کو بھی منگلی نہیں کیا۔ جیز نے جواب دیا لیکن اس کے سچے سے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ بات چھپا رہا ہے۔

"جوزف" عمران نے مڑ کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو کوزا اٹھائے کھڑا تھا۔

"میں ہاں" جوزف نے جواب دیا۔

"اس کی زبان کھلو لیکن خیال رکھنا اسے مرنا نہیں چاہئے۔" عمران نے کہا۔

"میں ہاں" جوزف نے کہا اور کوزے کو ہوا میں بٹھاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"رک بناؤ۔ کیا کر رہے ہو جبکہ میں کہہ رہا ہوں کہ..... جیز نے جوزف کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر کہنا شروع کیا لیکن اس کا فقرہ شراب کی آواز اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ کے ساتھ ہی ادھورا رہ گیا اور پھر زبردوم جیز کی چیخوں سے گونج اٹھا اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"اے پانی پلاؤ اور دھوس پر بھی پانی ڈال دو..... عمران نے کہا تو جوزف نے کوزا وہیں رکھا اور دوبارہ الماری کی طرف بڑھ گیا اس نے الماری سے پانی کی دو بوتلیں اٹھائیں اور پھر ایک بوتل کھول کر

جوزف نے آگے بڑھ کر اس جیز کا ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

"الماری سے کوزا نکال لو۔" یہ گھنیا درجے کا مجرم ہے اس لئے جب تک اس سے اس کی حیثیت کے مطابق سلوک نہیں ہو گا اس نے زبان نہیں کھولی۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

"میں ہاں" جوزف نے کہا اور مڑ کر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے جیز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ کیا۔ کیا مطلب۔ اودہ۔ اودہ تم۔ ٹائیگر تم۔ یہ میں کہاں ہوں..... جیز نے ہوش میں آتے ہی بو کھلائے ہوئے سچے میں کہا۔ اس کی نظریں سامنے عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"جہاں انا نام جیز ہے اور تم سیلوی ہوش کے راڈی کے دست راست ہو..... عمران نے خشک سچے میں کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ تم لوگوں نے مجھے یہاں اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے..... جیز نے اس بار سنہیلے ہوئے سچے میں کہا۔

"جہاں سے چیف نے ایک سائنسدان کو پاکیشیا سے باہر منگلی کیا ہے۔ اب جہاڑی بد قسمتی ہے کہ جہاڑا چیف ملک سے باہر ہے ورنہ اس کرسی پر جہاڑی بھانے جہاڑا چیف بیٹھا ہوا نظر آتا لیکن اب جہاڑی بتانا ہو گا کہ تم نے اسے کہاں پہنچایا تھا..... عمران نے کہا۔

جائے..... عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ ڈاکٹر عالم شیر کو رینے شاد کلب کے رابرٹ کی وجہ سے میں نے بھاری رقم کے عوض کافرستان سمگل کیا تھا..... جمیز نے جواب دیا۔

”کہاں اتارا تھا اسے..... عمران نے پوچھا۔

”کافرستان کے ساحل سانھی پر..... جمیز نے جواب دیا۔

”اس کے بعد وہ کہاں گیا..... عمران نے پوچھا۔

”اس نے تو کچھ نہیں بتایا تھا اور نہ تجھے یاد تھا لیکن ٹائیکر کے سرے پاس آنے سے پہلے رابر نے بھی تجھے فون کر کے یہی بات پوچھی تھی۔ اس وقت تجھے یاد آیا تھا اور میں نے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹر کے بھ سے پوچھا تھا کہ سانھی سے گشتار جانے کے لئے ٹرین مل جائے گی تو میں نے اس سے پوچھا تھا کہ گشتار میں وہ کہاں جانا چاہتا ہے تو اس نے بتایا تھا کہ گشتار ہوٹل میں اور میں نے اسے بتا دیا تھا کہ سانھی سے اسے گشتار جانے کے لئے ٹرین مل جائے گی۔ اس کے بعد وہ چلا گیا..... جمیز نے کہا۔

”یہ رابر کون ہے..... عمران نے پوچھا۔

”وہ مشیات کا بہت بڑا سمگلر ہے۔ ایکری ہے اور میرا رانا دوست ہے اس لئے میں نے اسے بتا دیا تھا ورنہ میں اسے نہ بتاتا کیونکہ پہلے ملزئی انتیلی جنس اس سلسلے میں حریف راڈی سے پوچھ گچھ کر چکی تھی۔ حریف نے بڑی بھاگ دوڑ کر کے ملزئی انتیلی جنس سے

اس نے اس میں موجود پانی کو جمیز کے زخموں پر انڈیل دیا۔ پھر وہ بوتل پھینک کر اس نے دوسری بوتل کھولی اور ایک ہاتھ سے جمیز کے جبڑے بھیج کر اس نے اس کا منہ کھولا اور پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا۔ جیسے ہی چند قطرے اس کے حلق سے نیچے اترے جمیز ہوش میں آگیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیسا اوٹ پیتا ہے۔ جب پانی کی آدمی بوتل اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو جوزف نے بوتل ہٹائی اور بوتل میں موجود پانی بھی اس کے زخموں پر انڈیل کر اس نے خالی بوتل ایک طرف پھینک دی اور فرش پر پڑا ہوا خون آلود کوزا اٹھا لیا۔ جمیز کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا اور اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔

”شروع ہو جاؤ جوزف..... عمران نے جوزف سے کہا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔

جمیز نے ٹھٹھکتے جھپٹے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ کے اشارے سے جوزف کو روک دیا۔

”سنو جمیز ہمارا وعدہ کہ جہاز سے زخموں کی مرہم بنی بھی کر دی جائے گی اور کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو گا کہ تم نے ہمیں کچھ بتایا ہے ورنہ تم جلتے ہو کہ کوزے کا دوسرا داؤنڈ شروع ہونے پر جہاز کی روح بھی سب کچھ اگل دے گی لیکن اس کے بعد ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہے گا کہ جہیں گولی مار دی

ہم کے پیچھے باہر آگیا۔

”چلو اب اس راہ سے معلوم کریں کہ اس نے یہ معلومات کس دست کے لئے حاصل کی ہیں۔“ عمران نے کہا۔
 ”آپ کو وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ جوزف اور جوانا کو ہمارے ساتھ بھیج دیں میں اسے بھی اٹھا کر ہمیں لے آتا ہوں۔“
 ”تھیکر نے کہا۔“

”تھیکر ہے۔ اس کا تعلق بھی مشیات سے ہے۔ لے آؤ۔“ عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف اور جوانا کو ہٹا کر تھیکر کے ساتھ جانے اور راہ کو انحراف کر کے لے آنے کا حکم دیا۔
 ”جوزف اور جوانا دونوں تھیکر کے ساتھ اس کی کار میں جا رہے تھے۔ راہ پر وہاں سے باہر نکل گئے تو عمران نے فون کا رسپونڈ کیا اور تیزی سے سبر وائل کرنے شروع کر دیئے۔“

”فائیو سٹار ہوٹل۔“ رابطہ قائم ہوتے ہیں ایک نسوانی آواز ملتی دی۔

”آپ کے ہونٹوں میں سسز گر اہم اور مس جینی رہائش پذیر ہیں۔“ عمران نے بات کر انہیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔ عمران نے جتنی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ یہ معلومات راہ کے لیے لازماً گر اہم نے حاصل کی ہوں گی لیکن وہ بہر حال اس بات کو حرم کرنا چاہتا تھا۔

”ہولڈ کریں جناب۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بچیا چڑھایا تھا اس لئے جیف نے سختی سے منع کر دیا تھا کہ اس بار سے میں کسی کو کچھ نہ بتایا جائے۔“ جیمز نے جواب دیا۔

”کیا تم اس راہ کو جانتے ہو۔“ عمران نے ٹائگر سے پوچھا۔
 ”صرف میں نے اس کی شکل دیکھی ہوئی ہے پاس۔ دراصل ان سگروں سے میں زیادہ تعلق نہیں رکھتا۔“ ٹائگر نے جواب دیا۔
 ”یہ راہ کہاں رہتا ہے۔“ عمران نے جیمز سے پوچھا۔

”گرین وڈ کالونی میں اس نے نئی شاندار کوٹھی بنائی ہے۔“ نیا ایون تھری اسے ہٹا کر۔ وہ وہیں رہتا ہے اس کا کوئی اڈہ نہیں ہے۔“ جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے راہ سے پوچھا تھا کہ وہ کس لئے یہ معلومات حاصل کر رہا ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اس نے بتایا تھا کہ اس کا کوئی پرانا انگریزی دوست یہ معلومات چاہتا ہے۔“ جیمز نے جواب دیا۔

”اوکے۔ چونکہ تم نے پاکیشیا کے اہم قومی راز کو ملک سے باہر لے جانے میں مدد کی ہے اس لئے تم قومی مجرم ہو۔“ عمران نے سر دھجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستول نکالا اور پھر اس سے پھٹے کہ جیمز کچھ کہتا عمران نے ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی جھڑپ کے ساتھ ہی کہہ جیمز کی گیموں سے گونج اٹھا۔

”اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال دو۔“ عمران نے جوزف سے کہا اور سڑک کے دو واڑے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائگر خاموشی سے

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ڈپٹی ڈائریکٹر سنزل انٹیلی جنس۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
"یہ سر۔ ہولڈ کریں میں معلوم کرتا ہوں۔۔۔۔۔ اس بار ٹرانسپورٹ مینجر کا لہجہ ہے حد مودبانہ ہو گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسپورٹ مینجر کی آواز سنائی دی۔

"ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سراپنوں نے ہوٹل کی کار استعمال کی ہے اور ڈرائیور نے انہیں ایرپورٹ کے اس ونگ پر ڈراپ کیا ہے جہاں سے چارٹرڈ سروس جاتی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایرپورٹ۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چارٹرڈ سروس ونگ کے مینجر سے بات کرائیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ سر۔ ہولڈ آن کریں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو جناب۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"جناب مسٹر گراہم اور مس جینی دو گھنٹے پہلے ہوٹل چھوڑ چکے ہیں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"معلوم کر کے بتائیں کہ وہ کہاں گئے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
"یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والی لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ ہوٹل کی کار میں گئے ہوں۔ اس صورت میں ڈرائیور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس نے انہیں کہاں ڈراپ کیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر میں آپ کی بات ٹرانسپورٹ مینجر سے کرا دیتی ہوں۔ وہ آپ کو تفصیل بتا دیں گے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ رضا احمد بول رہا ہوں۔ ٹرانسپورٹ مینجر۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آپ کے ہوٹل میں ایکریمیا کے مسٹر گراہم اور مس جینی رہائش پذیر تھے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ دو گھنٹے پہلے ہوٹل چھوڑ چکے ہیں۔ آپ

بتائیں کہ کیا انہوں نے ہوٹل چھوڑتے وقت ہوٹل کی کار استعمال کی تھی اور اگر کی تھی تو ڈرائیور نے انہیں کہاں ڈراپ کیا ہے۔

عمران نے کہا۔

سکا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوبے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ڈاکٹر عالم شیعہ جہاں کے ایک مسگر گروپ کے ذریعے کافرستان گیا ہے اور اس کا رابطہ ڈاکٹر ہیوگو سے تھا اس نے سچی سمجھا جاسکتا ہے کہ ڈاکٹر ہیوگو کی وجہ سے ڈاکٹر عالم شیعہ بھی کافرستان میں موجود ہے۔ کراؤن سیکشن کے انجنت گراہم نے بھی اس بات کا کھوج لگایا ہے اور وہ دو گھنٹے پہلے کافرستان چلا گیا ہے اس لئے اب ہمیں بھی کافرستان جانا پڑے گا تاکہ ڈاکٹر عالم شیعہ اور اس کے فارمولے کو واپس لے آیا جاسکے۔ تم ہونیا۔ صالحہ۔ حصد۔ کیپٹن عکلیل اور تنویر کو تیار رہنے کا حکم دے دو۔ میں کسی وقت بھی انہیں ساتھ لے کر کافرستان جاسکتا ہوں اور میں ناثران سے بطور چیلہ بات کر رہا ہوں تاکہ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے وہ وہاں ضروری کام کر سکے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

نھیک ہے جناب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے کریڈل دیا اور پھر نوٹ اس نے تیری سے خبر ڈال کر نے شروع کر دیے۔

ناثران بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ناثران کی آواز سنائی دی۔

ایکسٹو۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

ایس سر۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناثران کا لہجہ ہے حد مود بانہ ہو

ایس۔۔۔۔۔ مشہدی بول رہا ہوں تیخ چارٹڈ سروس ڈنگ۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

ڈینی ڈائریکٹر سنزل انتیلی جنس بول رہا ہوں۔ دو گھنٹے پہلے ہونٹل فائیو سٹار سے دو ایکریٹس مسگر گراہم اور سس جینی چارٹڈ ڈنگ پہنچے تھے۔ مجھے بتائیں کہ وہ کہاں گئے ہیں اگر ابھی نہیں گئے تب بھی بتائیں۔۔۔۔۔ عمران نے حکماء لہجے میں کہا۔

ایس سر۔ ہولڈ آن کریں میں معلوم کرتا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مود بانہ لہجے میں کہا گیا۔

ایس سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں۔۔۔۔۔ تموزی در بعد تیخ نے کہا۔

ایس۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

جناب وہ دونوں ایکریٹس چارٹڈ طیارے کے ذریعے کافرستان گئے ہیں اور وہاں پہنچ بھی چکے ہیں۔۔۔۔۔ تیخ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوبے۔ شکر ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے خبر ڈال کر نے شروع کر دیے۔

ایکسٹو۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

ایس سر۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

جی ہاں۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر ہیوگو کا کہیں پتہ نہیں مل

گیا۔

پاکیشیا سے ایک سائنسدان عالم شیعہ اپنے فارمولے سمیت ایک سمکھ گردپ کے ذریعے ایک ماہ قبل کافرستان کے مشہور ساحل سامنی پہنچا تھا اور اس نے وہاں سے گشتار میں واقع گشتار ہوٹل جانا تھا اور اس ڈاکٹر عالم شیعہ کا گہرا تعلق کارمن کے ڈاکٹر یوگو سے تھا۔ ایک ایکری تنظیم کا بھرت گراہم اپنی دوست لڑکی جینی کے ساتھ اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ اس نے بھی جہاں پاکیشیا میں اس بات کا پتہ چلا یا ہے اور دو ٹھنڈے پٹے وہ دونوں پاکیشیا سے چار نرڈھارے کے ذریعے کافرستان پہنچے ہیں اور لاہال وہ وہاں سے گشتار جائیں گے۔ میں عمران کی سربراہی میں ٹیم کو کافرستان بھیجا رہا ہوں تاکہ اس ڈاکٹر عالم شیعہ اور اس کے فارمولے کو وہاں سے پاکیشیا واپس لایا جائے اور انہیں ایکری میا کی تحویل میں جانے سے روکا جائے لیکن تم نے گراہم کو جھپٹا نہیں ہے۔ صرف اس کی نگرانی کرنی ہے اور وہ بھی اس انداز میں کہ اسے نگرانی کے بارے میں معلوم نہ ہو سکے۔ اس کے علاوہ تم نے فوری طور پر گشتار کے گشتار ہوٹل سے معلومات بھی اس انداز میں حاصل کرنی ہیں کہ ایک ماہ پہلے ڈاکٹر عالم شیعہ جب وہاں پہنچا تو پھر وہاں سے کہاں چلا گیا اور یہ معلومات عمران تم سے خود ہی رابطہ کر کے حاصل کر لے گا۔ ڈاکٹر عالم شیعہ گراہم اور اس کی ساتھی لڑکی جینی کے طے بھی سن لو تاکہ جہیں انہیں تلاش کرنے میں آسانی ہو سکے۔ عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر عالم شیعہ کا اس کی پرسنل فائل میں موجود فونو کے مطابق علیہ اور پھر گراہم اور جینی کے طے بھی تفصیل سے بتا دیئے۔

میں سر۔ میں فوری کام شروع کر دیتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ واپس آگیا۔ عمران اٹھ کر زورور دم کی طرف بڑھ گیا جہاں کرسی پر ایک لمبے قد اور قد سے بھاری جسم کے ایکری کو رازڈ میں ٹکڑا جا رہا تھا۔

کوئی پراہم..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
نو باں۔ ہم نے کو فحی میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائز کر دی تھی اور پھر اندر جا کر ہم اسے اٹھا کر لے آئے..... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

اس چیز کا کیا ہوا جوزف..... عمران نے جوزف سے پوچھا۔
آپ کے حکم کے مطابق میں نے اس کی لاش برقی بجھنی میں ڈال دی تھی باں..... جوزف نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ملادیا۔

اسے ہوش میں لے لو..... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر جیب سے ایک شیشی نکال کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے شیشی کا دہانہ راہر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور

اس کا دشمن بند کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔" عمران نے ٹانگیں سے کہا تو ٹانگیں نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تیز قدم اٹھاتا ہوا دو کمرے سے باہر چلا گیا۔ جو ذف اس کے پیچھے چلا گیا تھا تاکہ اس کے باہر جانے کے بعد گیٹ بند کر سکے جبکہ جوانا وہیں موجود رہا۔ چند لمحوں بعد راجر نے کمرے سے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رازد میں ٹکرا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسسا کر رہ گیا۔

"یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو۔" راجر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاد انام راجر ہے اور جہاد تعلق ڈرگ فافیا سے ہے۔ اس کے علاوہ تم نے ایک فحش فلمی ایجنٹ گراہم کی وجہ سے ڈاکٹر عالم شر کے کافرستان سگل ہونے کی بات سنی ہوگی ہوش کے مالک رافقی کے دست راست حمیز سے معلومات حاصل کیں اور جہادی معلومات کی وجہ سے اب گراہم کافرستان روانہ ہو گیا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو راجر کے بچے پر بیفٹ شدہ ترین حیرت کے تاثرات ابھرائے۔

"کیا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ یہ سب کچھ جہیں کیسے ممکن ہو گیا۔ تم کون ہو۔" راجر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا تعلق حکومت کی سرکاری مینجمنٹ سے ہے۔ یہ سرکاری مینجمنٹ منشیات و فحش کے دھندے کے سلسلے میں مداخلت نہیں کرتی لیکن تم نے ایک فحش فلمی ایجنٹ کی مدد کی ہے اور اس طرح پانکشیہا کے انتہائی اہم رازداروں سلامتی کو ڈھونڈ دیا ہے اور یہ جہاد ایسا جرم ہے جس کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے لیکن اگر تم سب کچھ چھوڑ دیا تو ہو دو کہ تم گراہم کو کیسے جانتے ہو اور تم نے اس کی مدد کیوں کی تو ہو سکتا ہے کہ جہادے بارے میں نرمی اختیار کی جائے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر۔" مجھے معلوم نہیں تھا کہ گراہم کا تعلق کسی مینجمنٹ سے ہے۔ میرے ایک ریکریس گراہم سے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ وہ اچانک میرے پاس آیا اور اس نے صرف اتنا بتایا کہ ایک ماہ پہلے ڈاکٹر عالم شر کے کافرستان سگل کیا گیا تھا میں اس کے بارے میں کنفرم کرا دوں تو میں نے اندازے کے مطابق رافقی کے دست راست حمیز سے بات کی کیونکہ حمیز سے بھی میرے پرانے تعلقات ہیں۔ حمیز نے کنفرم کر دیا کہ واقعی اس نے ڈاکٹر عالم شر کے کافرستان سگل کیا تھا اور میں نے یہ بات گراہم کو بتادی۔ پھر گراہم چلا گیا۔" راجر نے جواب دیا۔

"اس کے علاوہ حمیز نے کیا بتایا تھا کہ ڈاکٹر عالم شر کو اس نے کہاں پھنپایا تھا اور وہ اس کے بعد کہاں گیا۔" عمران نے پوچھا۔

"اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ ڈاکٹر عالم شر کو اس نے سامنی

میں نے پہلے سوچا تھا کہ اسے سپرنٹنڈنٹ فیاض کے حوالے کر دوں لیکن مجھے معلوم ہے کہ بغیر شہوت کے اس نے کہا ہو جانا ہے اس لئے اب میں فیاض کو کہہ کر اس کی کونھیا پر چھاپ مروا دوں گا۔ وہاں سے یقیناً کچھ نہ کچھ مواد مل جائے گا لیکن اس نے فیر ملکی لکھنت سے تعاون کر کے اپنی موت پر مہر لگا دی تھی۔ عمران نے جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہر وقتی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مائل پر پہنچا دیا تھا اور اس کے بعد اسے معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ راجہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ تم نے اصل بات جان بوجھ کر چھپالی جبکہ جہیز یہاں اس کمرے میں بتا چکا ہے کہ اس نے جہیز بتایا تھا کہ ڈاکٹر عالم شیر نے اس سے پوچھا تھا کہ سامھی سے گاشار کے لئے نرین مل سکے گی اور وہ گاشار میں واقع گاشار ہوٹل جانا چاہتا ہے اور تم نے یہ ساری بات گراہم کو بتادی۔..... عمران نے کہا۔

ہاں۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ وہ قہقہہ ہنس نے بتایا تھا۔..... راجہ نے کہا۔

www.BooksPk

قہاری یادداشت نے واپس آنے میں بہت دیر کر دی ہے راجہ اس لئے سوری۔ عمران نے کہا اور جیب سے مشین پستل نکال لیا۔

مم۔ مم۔ مم۔ میں بے قصور ہوں۔ مم۔ میں..... راجہ نے مشین پستل دیکھتے ہی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا لیکن عمران نے نرنگہ دبا دیا اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی کمرہ راجہ کی جینوں سے گونج اٹھا اور جب وہ ختم ہو گیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

جوانا۔ جوزف سے کہہ کر اس کی لاش بھی برقی بجھنی میں ڈالو۔ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

ماسٹر یہ مشیات کے ریکٹ میں ملوث ہے کیوں نہ اس ریکٹ کے بارے میں مزید تحقیقات کی جائیں۔ جوانا نے کہا۔

"ان کا کہنا ہے کہ وہ جہاں اکیلے رہتے ہوئے بری طرح اکتانے ہیں اس لئے انہیں ایک ماہ کی چھٹی دی جائے۔ وہ ایک ماہ تک تفریح کریں گے اس کے بعد مزید کام کریں گے۔"..... کمیشن راجدھرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں تک انہیں تفریح کیسے یاد آجی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کی پست ہی بدل گئی ہو اور وہ فارمولے سمیت اب فرار ہونا چاہتے ہوں۔"..... چیف نے کہا۔

"میرا اپنا بھی یہی خیال ہے چیف۔ بلکہ میرا تو خیال ہے کہ انہوں نے فارمولے کو مکمل کر لیا ہے لیکن وہ ہم سے چھپا رہے ہیں۔"..... کمیشن راجدھرنے کہا۔

"تم نے ڈاکٹر داس سے بات کی ہے۔ وہ ان کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ان کا کیا خیال ہے۔"..... چیف نے پوچھا۔

"نہیں۔ ان سے بات نہیں ہوئی اگر آپ انہیں تو میں ان سے بات کر لوں۔"..... کمیشن راجدھرنے جواب دیا۔

"نہیں۔ میں خود اس سے بات کرتا ہوں۔ تم بہر حال خیال رکھنا۔ دونوں فرار نہ ہو جائیں۔"..... چیف نے کہا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں۔ میں نے جہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ وہ کسی صورت بھی نہیں نکل سکتے۔"..... کمیشن راجدھرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم انہیں کہہ دو کہ اعلیٰ حکام تک ان کی خواہش پہنچا

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کافرستان طرزی انتیلی جنس کے چیف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیں۔ کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔"..... چیف نے تھکاتے لہجے میں کہا۔

"کمیشن راجدھرنے بول رہا ہوں۔ ہاں۔"..... دوسری طرف سے ایک متوہانہ آواز سنائی دی۔

"ہیں۔ کیا بات ہے کیوں کال کی ہے۔"..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ڈاکٹر ہیوگو اور ڈاکٹر عالم شیر نے فارمولے پر مزید کام روک دیا ہے۔"..... کمیشن راجدھرنے کہا تو چیف بے اختیار چونک چلا۔

"کیوں۔ وجہ۔"..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہوتا تھا۔ میں کئی دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ ڈاکٹر بیوگو اور ڈاکٹر عالم شیر دونوں کی حرکات پر اسرار سی ہو گئی ہیں۔ پھر میں نے خاص طور پر چیکنگ کی تو مجھے معلوم ہو گیا کہ انہوں نے فارمولے کی باقاعدہ مائیکرو فم تیار کر لی ہے اور آج ہی انہوں نے کہا ہے کہ وہ تھک گئے ہیں اس لئے تفریح کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر داس نے کہا۔

فارمولے کی کیا پوزیشن ہے..... کرنل پرشاد نے کہا۔
 "جواب مہیا خیال ہے کہ اب فارمولا اس سٹیج پر پہنچ چکا ہے کہ جیاد کام ہم خود بھی کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر داس نے جواب دیا۔
 "اوکے۔ میں پرائم سنسر صاحب سے بار کرتا ہوں۔ اور اینڈ کرنل پرشاد نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دراز میں رکھا اور پھر فون کار سیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائن کرنے شروع کر دیے۔

"پرائم سنسر ہاؤس..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
 "کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ پرائم سنسر صاحب سے بات کرائیں۔ کرنل پرشاد نے کہا۔
 "ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "ہیلو..... چند لمحوں بعد پرائم سنسر صاحب کی بھاری آواز سنائی دی۔

"سر میں کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ کرنل پرشاد نے انتہائی

دی گئی ہے جیسے ہی کوئی فیصلہ ہوا انہیں اطلاع کر دی جائے گی۔
 چیف نے کہا اور رسیور کرینل پرکھ کر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر اس پر تیزی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو کرنل پرشاد کاننگ ڈاکٹر داس۔ اور..... کرنل پرشاد نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر داس بول رہا ہوں۔ اور..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر داس میں آپ سے ایک سیکرٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ کے گرد کوئی موجود تو نہیں ہے۔ اور..... کرنل پرشاد نے کہا۔

"نوسر۔ میں اپنے رہائشی کمرے میں ہوں۔ فرمائیے۔ اور۔ ڈاکٹر داس نے کہا۔

"مجھے کیپٹن راجندر نے ابھی کال کر کے بتایا ہے کہ ڈاکٹر بیوگو اور ڈاکٹر عالم شیر نے فارمولے پر مزید کام روک دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں ایک ماہ کی چھٹی چلنے کیونکہ وہ مسلسل کام کرتے تھک گئے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کی نیت خراب ہو گئی ہو اور وہ اب فارمولے سمیت فرار ہونا چاہتے ہوں۔ اور..... کرنل پرشاد نے کہا۔

"میں خود اس مسئلے میں پیش قدمی کر رہا ہوں۔ بات کرنا

مردانہ لہجے میں کہا۔
 "میں۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔" پرائم منسٹر
 اسی طرح بھاری آواز میں سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر مصطفیٰ احمد جن والے فارمولے پر ڈاکٹر ہو گئے اور ڈاکٹر
 شہ کام کر رہے ہیں۔ وہاں نگرانی پر موجود کیپٹن راجندر نے
 فون کر کے بتایا ہے کہ دونوں سائنسدانوں کی تفریح کے لئے چھٹی
 کر رہے ہیں اور انہوں نے فارمولے پر مزید کام بند کر دیا ہے۔ اس
 کہنا ہے کہ وہ کام کرتے کرتے بے ہوش ہو گئے ہیں اس لئے اب وہ ایک
 ماہ تک چھٹی منانا چاہتے ہیں۔ میں اس اطلاع پر چونکا۔ مجھے خیال
 کہ کہیں ان غیر ملکی سائنسدانوں کی نیت خراب نہ ہو گئی ہو۔

میں نے فرانسسز پر ڈاکٹر واس سے بات کی۔ ڈاکٹر واس بھی ان
 ساتھ کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر واس نے جو کچھ بتایا ہے اس سے
 خیال یقین میں بدل گیا ہے۔ ڈاکٹر واس نے بتایا کہ چند روز
 سے دونوں غیر ملکی سائنسدانوں کی حرکات پر اسرار سی ہو گئی
 اور انہوں نے خفیہ طور پر فارمولے کی مائیکرو فلم تیار کر لی ہے
 اب وہ چھٹی کی بات کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر واس کا کہنا ہے کہ وہ
 فارمولا اس سٹیج پر پہنچ چکا ہے کہ ان دونوں غیر ملکی سائنسدانوں
 بغیر بھی وہ اپنی ٹیم کے ساتھ فارمولے کو مکمل کر سکتے ہیں۔ اب تو
 جیسے حکم دیں۔۔۔۔۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

"تو جی بریطان کن رپورٹ ہے۔ کافرستان نے اس پر ایک

لیکن اگر بعد میں ہمارے سائنسدان اس فارمولے کو مکمل نہ
 کر سکیں تو پھر۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا۔
 "آپ ڈاکٹر واس سے خود بات کر لیں جناب۔ ویسے میرا تو خیال
 ہے کہ ڈاکٹر واس انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں۔ وہ غلط بات نہیں کہ
 کرنل پرشاد نے کہا۔
 "نھیک ہے۔ میں اس مسئلے میں مزید بات چیت کرنے کے بعد
 اس سے خود ہی رابطہ کروں گا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس
 کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل پرشاد نے ایک طویل سانس
 لیجے ہوئے ریسور رکھ دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج
 گئی تو اس نے ریسور اٹھایا۔
 "کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ کرنل پرشاد نے کہا۔

ہے اس لئے وہ یقیناً اس بات کا کھوج نکال لے گی کہ ڈاکٹر عالم شہر
جہاں کافرستان میں موجود ہے اور ایک بار اسے علم ہو گیا تو پھر وہ
بھرت کی طرح پیچھے لگ جائے گی جبکہ ڈاکٹر داس نے یقین دلایا ہے
کہ اب فارمولا تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ جو قحوظاً سا کام باقی ہے وہ
آسانی سے مکمل کیا جاسکتا ہے اور واقعی ان دونوں سائنسدانوں کی
نیت بھی خراب ہو چکی ہے۔ وہ اب فارمولے سمیت جہاں سے فرار
ہونا چاہتے ہیں سہ ماہی اعلیٰ سطح پر فیصلہ کیا گیا ہے کہ دونوں غیر ملکی
سائنسدانوں کو سکریں سے آؤٹ کر دیا جائے اور فارمولے کی جو
مانیکر و فلم انہوں نے تیار کیا ہے وہ فلم حاصل کر کے تم نے مجھے براہ
راست پہنچانی ہے اور فارمولے کے تمام کافذات جلا دیئے جائیں۔
ڈاکٹر داس سمیت وہاں جتنے بھی افراد کام کر رہے ہیں ان سب کو بھی
ساتھ ہی سکریں سے آؤٹ کر دیا جائے۔ اس طرح فارمولا مکمل طور
پر محفوظ ہو جائے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی بھی سرکاری
پہنسی کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ فارمولا کہاں گیا۔ جب وہ لوگ
نگریں مار کر واپس چلے جائیں گے اور یہ رپورٹ مل جائے گی کہ وہ
اس کی تلاش ختم کر چکے ہیں تو پھر اس فارمولے پر حزیہ کام کر کے
اسے مکمل کر دیا جائے گا۔ اس طرح یہ اہم ترین براہیجٹ کافرستان
کی ملکیت بن جائے گا لیکن اس سلسلے میں سوائے آپ کے اور کسی کو
معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ فارمولا کہاں گیا حتیٰ کہ آپ کی سروس کے
آدیسوں کو بھی اس کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ کیا آپ یہ کام اطمینان

ہے؟ اے نو براہم منسز..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔
"ہیں۔ فرمائیے۔" کرنل پرشاد نے کہا۔
"براہم منسز صاحب سے بات کیجئے۔" دوسری طرف سے کہا
گیا۔
"ہیں سر۔ کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔" کرنل پرشاد نے
اجتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔
"کرنل پرشاد میری ڈاکٹر داس سے تفصیلی بات ہو چکی ہے اور
فارن سروس کے چیف کی طرف سے بھی ابھی ایک اہم رپورٹ ملی
ہے کہ پاکیشیا میں ڈاکٹر عالم شہر کی تلاش ملٹری انٹیلی جنس نے فتح
کر دی تھی لیکن وہاں وہ اہم کام ہوئے ہیں۔ ایک تو پاکیشیا کے
پریذیڈنٹ کے ملٹری سکریٹری کرنل احسن اور پاکیشیا کی نیشنل
لیبارٹری کے انیماج ڈاکٹر عاشق کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور انہیں
ہلاک کرنے والی کوئی غیر ملکی پہنسی ہے اور یہ کہیں اب پاکیشیا
سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے
ان دونوں کی ہلاکت کے سلسلے میں جو انکوائری کی ہے اس سے پتہ
چلا ہے کہ ان دونوں کی ہلاکت کے پیچھے ایکریڈیا کی کوئی مجرم تنظیم
کراؤن سیکشن کا ہاتھ ہے۔ اس کے باعث بکڑے گئے لیکن انہوں
نے خودکشی کر لی اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈاکٹر عالم شہر کو
تلاش کر رہی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اجتہائی فعال اور تیز تحقیق

فیکسی تیزی سے مرکز پر دوڑ رہی تھی۔ فیکسی کی عقبی سیٹ پر گراہم اور جینی سوچہ تھے۔ تھوڑی دیر بعد فیکسی ایک بڑے سے گیٹ کے کپڑانڈ میں مرکز عمارت کے مین گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔

• گھٹیار ہوٹل یہی ہے جناب..... ٹیکسی ڈرائیور نے مڑ کر گراہم اور جینی سے کہا اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے ٹیکسی سے نیچے اترے۔ گراہم نے کرایہ اور ٹپ دی اور پھر وہ دونوں مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ ہوٹل کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا۔ ہوٹل میں موجود افراد اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے نظر آ رہے تھے۔ اس لئے ہال میں سکون تھا۔ ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر بنا ہوا تھا اور کاؤنٹر کے پیچھے دو مقامی لڑکیاں موجود تھیں۔

”ہمیں یہاں ایک سوٹ چاہئے۔ ہم یہاں سیاحت کے لئے آئے

بخش انداز میں مکمل کر سکتے ہیں یا اس سلسلے میں کوئی دوسرا انتظام کیا جائے۔۔۔۔۔ پرائم مشنر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

آپ مجھ پر اعتماد کریں سر۔ آپ نے ہی مجھے ملری ایتلی جس کا چیف منتخب کیا ہے اور میں آپ کے اس انتخاب پر یقیناً پورا اتروں گا اور ایسے بے داغ طریقے سے کام کروں گا کہ سوائے میری ذات کے اور کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے گا۔۔۔۔۔ کرنل پر شائد نہ کیا۔

میں نے جہادی بے پناہ صلاحیتوں کی بنا پر کہیں اس عہدے کے لئے منتخب کیا ہے۔ اگلے تم یہ کام سرانجام دو اور پھر تجھے دو مائیکروفلم دے گا۔ کتنا وقت لو گے تم اس کام کے لئے؟ پرانم مسرے نے کہا۔

”صرف چند گھنٹے جتاپ..... کرنل پرشاد نے جواب دیا۔
 ”اوکے پھر اسے مکمل کرو..... پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل پرشاد نے ایک طویل سانس لیٹے
 ہوئے، سسور، کھاندا کر سی سے اپنے کھڑا ہوا۔

رکھے اور سلام کر کے واپس جانے لگا۔

"سنو۔ کیا نام ہے جہارا"..... گراہم نے کہا۔

"میرا نام رام دیو ہے جناب"..... ویز نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کتنے عرصے سے یہاں کام کر رہے ہو"..... گراہم نے پوچھا۔
"جی پانچ سال سے"..... رام دیو نے جواب دیا۔

"ایک ماہ پہلے ایک پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر عالم شیرجہاں آئے تھے۔ شاید وہ یہاں ہوئل کے مالک یا منیجر سے ملنا چاہتے تھے کیا تمہیں ان کے بارے میں معلوم ہے"..... گراہم نے پوچھا۔

"یہاں تو جناب روزانہ ہی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ ان کا حلیہ کیا تھا"..... رام دیو نے پوچھا۔

"حلیہ ہمیں معلوم نہیں۔ بہر حال ادھیڑ عمر آدمی ہوں گے اور جیسے سائنسدان ہوتے ہیں ویسے ہی ہوں گے۔ صرف ان کا نام معلوم ہے ڈاکٹر عالم شیرجہاں"..... گراہم نے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں جناب لیکن آپ اگر حکم دیں تو میں اس بارے میں معلومات حاصل کروں"..... رام دیو نے کہا تو گراہم نے جیب سے ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور رام دیو کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"اوہ۔ جناب اس کی کیا ضرورت تھی۔ ہم تو ویسے ہی آپ کے خادم ہیں"..... رام دیو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلدی سے نوٹ جیب میں رکھ لیا۔

ہیں"..... گراہم نے کاؤنٹر پہنچ کر ایک لڑکی سے کہا۔

"کیس سر۔ ہمارے ہوئل کی سروس پورے گاٹھار میں سب سے اعلیٰ ہے جناب۔ کتنے روز کے لئے سوٹ بک کر دوں"..... لڑکی نے ایک رجسٹر کھولتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ہفتے کے لئے"..... گراہم نے کہا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رجسٹر میں خانہ پری شروع کر دی اور پھر اس نے کاغذات طلب کرنے کی بجائے ان کے نام پوچھ کر رجسٹر پر لکھے اور انہیں ایک ہفتے کا کرایہ ایڈوانس دینے کے لئے کہا۔ گراہم نے کرایہ ادا کیا اور وہ ایک سپروائزر کی رہنمائی میں لفٹ کے ذریعے تیسری منزل پر واقع ایک سوٹ میں پہنچ گئے۔ گراہم نے سپروائزر کو مپ وی اور وہ سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"اب یہاں سے کیسے پتہ چلے گا کہ ڈاکٹر عالم شیرجہاں آیا بھی تھا یا نہیں اور آیا تھا تو وہ کہاں چلا گیا۔ اس کا حلیہ بھی تو معلوم نہیں ہے"..... جینی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس وقت واقعی حماقت ہو گئی ورنہ راجر کے ذریعے اس چیز سے ڈاکٹر عالم شیرجہاں کا حلیہ بھی معلوم کر لیتے۔ بہر حال دیکھو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا"..... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر ہوئل سروس والوں کو شراب بھجوانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ویز ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرے میں شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس موجود تھے۔ اس نے بوتل اور گلاس میز پر

"ایسے دو نوٹ اور بھی مل سکتے ہیں بشرطیکہ ہمیں درست سلومات مل جائیں اس ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں"..... گراہم نے کہا۔

"جی۔ میں بالکل کوشش کروں گا۔"..... رام دیو نے کہا۔

"ایک بات سن لو۔ ڈانج دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔"..... گراہم نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔"..... رام دیو نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ گراہم اور جینی شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

"وہ کہاں آیا تھا تو لا محالہ کہاں اسے کسی خاص آدمی سے ہی ملنا ہو گا ورنہ سامعشی کے قریب ہی کافرستان کا دارالحکومت ہے اسے وہاں جانا چاہئے تھا۔"..... جینی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ کہاں کا مالک یا منیجر اس کا دوست ہو اور اس نے کہاں سے باہر جانے کے لئے اس کی مدد سے کاغذات وغیرہ تیار کرائے ہوں۔"..... گراہم نے کہا اور جینی نے اثبات میں سر ہلادیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"میں کم ان۔"..... گراہم نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور رام دیو اندر داخل ہوا۔

"جناب میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ڈاکٹر عالم شیر ہوٹل کے مالک فرانس صاحب سے ملنے آئے تھے اور وہ کہاں ہوٹل میں تین روز

تک رہے تھے اس کے بعد چلے گئے تھے۔"..... رام دیو نے آکر کہا۔
"کیا وہ پہلے سے فرانس کے واقف تھے یا پہلی بار ان سے ملے تھے۔"..... گراہم نے پوچھا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے البتہ جب انہوں نے کاؤنٹر پر آکر کہا کہ وہ فرانس سے ملنا چاہتے ہیں تو انہوں نے اپنا نام تو ڈاکٹر عالم شیر بتایا تھا لیکن انہوں نے کارمن کے کسی ڈاکٹر ہیوگو کا حوالہ دیا تھا۔ اس حوالے کی وجہ سے مالک فرانس نے انہیں فوری ملاقات کا وقت دے دیا تھا کیونکہ مالک فرانس بھی کارمن کے رہنے والے ہیں۔"..... رام دیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فہمیک ہے۔ یہ فرانس صاحب کیا ہوٹل میں ہی رہتے ہیں۔"..... گراہم نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ہوٹل کے عقب میں ان کی علیحدہ رہائش گاہ ہے البتہ اس وقت وہ ہوٹل میں اپنے خاص دفتر میں موجود ہیں۔"..... رام دیو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور گراہم نے اثبات میں سر ہلادیا اور جیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر اس نے رام دیو کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔
"جناب۔ یہ خیال رکھنا کہ میرا نام درمیان میں نہ آنے ورنہ مجھے فوراً نوکری سے جواب مل جائے گا۔"..... رام دیو نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو۔"..... گراہم نے کہا اور پھر رام دیو خالی بوتل اور گلاس اٹھانے کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہیلو گراہم بول رہا ہوں۔“ گراہم نے کہا۔

”سر اس ملاقات کی کوئی خاص وجہ ہے یا آپ کرنسی کال کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف سے بڑے مودبانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

”میں ان سے کارمن کے حوالے سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے کافی طویل عرصہ کارمن میں گزارا ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”اوکے سر۔ تشریف لائیے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گراہم نے رسیور واپس ماتی کی طرف بڑھا دیا۔

”کہاں ہے ان کا آفس۔“ گراہم نے پوچھا۔

”دائیں ہاتھ پر راہداری کے آخر میں ان کا آفس ہے جناب۔“ ماتی نے کہا اور گراہم اور جینی اس کا شکریہ ادا کر کے دائیں طرف موجود ایک راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے ایک خوبصورت مقامی لڑکی موجود تھی۔ ساتھ ہی اندھے شیشے کا بنا ہوا کبین نظر آ رہا تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو لڑکی ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تشریف لائیے۔“ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے اندھے شیشے کے کبین کا دروازہ کھول دیا اور گراہم اور جینی سر ملاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے

”یہ ڈائج تو نہیں دے رہا۔“ جینی نے کہا۔

”نہیں۔ اس نے واقعی معلوم کیا ہے ورنہ یہ کارمن کے ڈاکٹر کا حوالہ دیتا۔ اتنی عقل ایسے لوگوں میں نہیں ہوتی۔“ گراہم نے جواب دیا۔

”تو پھر اب فرانسس سے ملنا ہو گا لیکن کیا وہ اصل بات بتا دے گا۔“ جینی نے کہا۔

”نہیں بتائے گا تو پھر اس سے گھر پر ملاقات کر لیں گے۔“ گراہم نے اٹھتے ہوئے کہا اور جینی بے اختیار ہنس پڑی۔ وہ دونوں کمرے سے باہر آئے اور پھر لفٹ کے ذریعہ وہ نیچے ہال میں پہنچ گئے۔

”ہم ہوٹل کے مالک فرانسس صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔ کیا ان سے ملاقات ہو سکتی ہے۔“ گراہم نے کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں سر۔ کیوں نہیں۔ آپ ہمارے ہوٹل کے معزز گاہک ہیں۔ میں معلوم کرتی ہوں۔“ کاؤنٹر گرل نے جواب دیا اور سامنے رکھے ہوئے انزکام کارسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے ماتی بول رہی ہوں۔ ہوٹل میں رہائش پذیر جناب گراہم اور ان کی ساتھی مس جینی باس سے ملنا چاہتے ہیں۔“ کاؤنٹر گرل نے اہتائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”سر آپ باس کی سیکرٹری سے بات کر لیجئے۔“ ماتی نے رسیور گراہم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اس سلسلے میں کارمن کے ڈاکٹر ہیوگو کا حوالہ دیا گیا تھا۔ آپ اگر سہیلی فرمائیں تو ہماری مدد کریں تاکہ ہم اپنا تاسک مکمل کر سکیں۔ گراہم نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی سیکرٹری ٹرے میں شراب کے بھرے ہوئے تین گلاس رکھے اور داخل ہوئی اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک گلاس ان تینوں کے سامنے رکھا اور واپس چلی گئی۔

یہ سب سن کر فرانس نے کہا اور گراہم اور جینی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور گلاس اٹھا کر منہ سے لٹکے اور ایک ایک گھونٹ لے کر واپس صبر رکھ دیئے۔

• مسز گراہم۔ ڈاکٹر عالم شہر مجھ سے ضرور ملے تھے لیکن کیا =
ضروری ہے کہ میں اس سلسلے میں آپ کو معلومات مہیا کروں۔
فرانس نے کہا اور گراہم بے اختیار مسکرا دیا۔

میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں مسٹر فرانسس۔ آپ نے درست بات کی ہے۔ آپ اچھے کاروباری ہیں۔ ہماری تنظیم نے بہر حال معقول معاوضہ لے کر یہ کام اپنے ذمے لیا ہے اس لئے آپ ہمیں مفت معلومات کیوں مہیا کریں اس لئے میں حاضر ہوں لیکن اس بات کا خیال رکھیں کہ جو کچھ آپ طلب کریں وہ مناسب ہو کیونکہ بہر حال یہ اتنا جزا نامسک نہیں ہے کہ تنظیم اس پر لمبی رقم خرچ کرے۔ اگر اہم نے جواب دیا۔

”زیادہ نہیں صرف دس ہزار ڈالر“..... فرانس نے مسکراتے

ایک اوجھل عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ واقعی کارمن بخار تھا۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

تشریف لائے۔ مرثیہ فرانس ہے۔ میرے بچے بچے
ہوئے آدمی نے انہ کو مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام گراہم ہے اور = میری ساتھی ہیں مس جینی۔ ہمارا تعلق ایک ریاست سے ہے۔..... گراہم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر مصافحہ اور دسی فقروں کے بعد فرانسس نے فون پر ان کے لئے شراب لانے کی ہدایت کر دی۔

فرمانے مسز گراہم میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔
فرانس نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے گراہم سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”سُزِ فرانس۔ ہمارا تعلق ایک بھیا کی ایک ایسی پرائیویٹ
تعمیم سے ہے جو گمشدہ افراد کو ہماری معاونت پر تلاش کرنے کا کام
کرتی ہے۔ ہماری تعمیم کو پاکیشیا کے ایک سائنسدان ڈاکٹر عالم شیر
کی پراسرار گمشدگی کے حوالے سے ان کا کوئی نگرانے کا ناسک دیا گیا
ہے اور ہم اس ناسک پر کام کر رہے ہیں۔ ہم جیلے پاکیشیا گئے وہاں
سے ہمیں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عالم شیر ایک بھری مسگر کے ذریعے ان
کی لانچ میں کافرستان کے ساحل سامھی رہ بھنچانے گئے ہیں جہاں سے
انہوں نے یہاں بھنچنا تھا۔ جتنا چہ ہم پاکیشیا سے یہاں آگئے یہاں آ
کر ہمیں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عالم شیر نے آپ سے ملاقات کی تھی اور

وہیں روکوں کیونکہ ڈاکٹر ہیو گو خود کافرستان آ رہے ہیں اور انہوں نے
مجھے کہا کہ انہیں ضروری کام سنانے میں دو تین روز لگ جائیں گے
اس لئے وہ ایک ہفتے کے اندر پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹر
عالم شیر کو یہ ساری بات بتائی تو وہ بے حد خوش ہوئے اور پھر ان کی
بات بھی فون پر ڈاکٹر ہیو گو سے کرا دی۔ چوتھے روز ڈاکٹر ہیو گو
کارمن سے جہاں پہنچ گئے اور وہ ڈاکٹر عالم شیر سے ملے۔ اس کے بعد
وہ دونوں جہاں سے دارالحکومت چلے گئے۔ فرانس نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مسٹر فرانس اگر آپ ناراض نہ ہو تو میں عرض کروں کہ
آپ مزید بھی کچھ جانتے ہیں لیکن آپ نے بتایا نہیں ہے۔ آپ کو تو
معلوم ہے کہ ہماری تنظیم گمشدہ افراد کو تلاش کرنے کا کام کرتی ہے
اس لئے ہمیں ان معاملات کا بے حد تجربہ ہے۔ گراہم نے کہا۔
مسٹر گراہم۔ آپ نے پوچھا تھا کہ ڈاکٹر عالم شیر مجھ سے ملتا تھا
اور پھر وہ کہاں گیا تو میں نے اس کا تفصیلی جواب آپ کو دے دیا
ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ واقعی ڈاکٹر ہیو گو کے ساتھ چلے گئے تھے
اس کے بعد ان کی مجھ سے نہ ہی کوئی ملاقات ہوئی ہے اور نہ فون پر
کوئی بات ہوئی ہے اس لئے آپ نے جو معاوضہ دیا اس کا جواب آپ
کو مل گیا اس کے بعد اگر آپ اس سلسلے میں مزید کچھ جانتا چاہتے ہیں
تو اس کا تعلق میری ذات سے اس طرح ہے کہ ان دونوں کی لاعلمی
میں مجھے چند معلومات حاصل ہیں لیکن ان کے لئے آپ کو مزید پانچ

ہونے کہا۔
گو۔ یہ رقم میرے اندازے سے دو گنی ہے لیکن بہر حال آپ
معقول اور معزز آدمی ہیں اس لئے یہ رقم آپ کو ادا کرنے کے لئے
تیار ہوں لیکن مجھے حتیٰ اور تفصیلی معلومات ملنی چاہئیں۔ گراہم
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور نوٹ
 نکال کر اس نے گئے اور پھر فرانس کے سامنے رکھ دیئے۔
شکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ رقم خرچ کر رہے ہیں تو
آپ کو معلومات درست اور تفصیلی ملنی چاہئیں۔ فرانس نے رقم
 اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رقم گنی اور اسے جیب میں ڈال دیا۔
ایک ماہ پہلے ڈاکٹر عالم شیر میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے
ملاقات کے لئے مجھے کارمن کی ایرو لیبارٹری کے ڈاکٹر ہیو گو کا حوالہ
دیا۔ ڈاکٹر ہیو گو سے میرے کافی پرانے تعلقات ہیں۔ میں ان
تعلقات کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور نہ ان کا آپ سے کوئی
تعلق ہے بہر حال ڈاکٹر ہیو گو کے حوالے کے بعد میں ان سے ملا۔
انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ڈاکٹر ہیو گو کے پاس جانا چاہتے ہیں اور اس
انداز میں کہ پاکیشیا یا کافرستان کی کسی سرکاری ایجنسی کو اس کی خبر
 نہ ہو سکے اور انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر ہیو گو نے انہیں میرا حوالہ دیا
 تھا کہ کسی ایمرجنسی کی صورت میں وہ مجھ سے ملے اور میں ان کی مدد
 کروں گا۔ چنانچہ میں نے فون پر ڈاکٹر ہیو گو سے رابطہ کیا اور انہیں
صورت حال بتائی تو ڈاکٹر ہیو گو نے مجھے بتایا کہ میں ڈاکٹر عالم شیر کو

میں بھی فوجی یونیفارم پہنے ہوئے لوگ تھے البتہ اگلی جیب میں جو فوجی انفر تھا اسے میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ اس کا نام میجر کرشن ہے اور اس کا تعلق ماؤنٹین ڈویژن سے ہے۔..... فرانس نے جواب دیا۔

”کیا اس میجر کرشن سے ملاقات ہو سکتی ہے؟“ گراہم نے پوچھا۔
 ”ماؤنٹین ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر سے معلوم کرنا ہو گا کہ میجر کرشن اب کہاں تعینات ہیں اور یہ ہیڈ کوارٹر گرج پور میں ہے جو یہاں سے کافی فاصلے پر ہے۔..... فرانس نے جواب دیا۔

”آپ اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟“ گراہم نے کہا اور جیب سے چند بڑے نوٹ نکال کر اس نے فرانس کے سامنے پیش کر دیے۔

”شکریہ۔ آپ کو واقعی کام کرنے کا طریقہ آتا ہے۔..... فرانس نے کہا اور نوٹ اٹھا کر اس نے جیب میں ڈال لئے اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پر دیکر دیا۔

”گرج پور میں ماؤنٹین ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر کے انچارج کرنل شیر سنگھ سے میری بات کراؤ۔“ فرانس نے سیکرٹری کو ہدایت کرتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”اس میں لاؤڈر کا بٹن موجود ہے۔ آپ پریس کر دیں تاکہ ہم بھی آپ کی کرنل شیر سنگھ سے ہونے والی بات چیت سن سکیں۔“ گراہم نے کہا تو فرانس نے اشارت میں سر ملاتے ہوئے بٹن پریس کر دیا۔

ہزار ڈالر ادا کرنے ہوں گے۔..... فرانس نے جواب دیا۔ وہ واقعی مدد دہ کاروباری آدمی تھا۔

”آپ ایک ہی بار بتادیں کہ آپ مکمل معلومات کے لئے کتنی رقم طلب کرتے ہیں اس طرح ہر حصے کا سودا کرنے سے بہتر ہے کہ ایک بار ہی بات کر لی جائے۔“ گراہم نے کہا۔

”بس یہ آخری بات ہے۔ اس کے بعد کچھ واقعی کچھ معلوم نہیں۔..... فرانس نے جواب دیا تو گراہم نے پانچ ہزار ڈالر نکال کر فرانس کے سامنے رکھ دیئے۔

”شکریہ مسٹر گراہم۔ اب میں آپ کو وہ بات بتاتا ہوں۔ آج سے تیس یا چھتیس روز پہلے میں ایک کاروباری سودے کے سلسلے میں کافرستان کے ایک سرحدی علاقے کا ہو گیا ہوا تھا۔ یہ علاقہ نپال کی سرحد پر واقع ہے۔ وہاں میں نے ڈاکٹر عالم شیر اور ڈاکٹر ہیوگو کو ایک فوجی جیب میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے آگے کچھ بھی دو فوجی جیسٹیں تھیں اور ان کا رخ ماہانی علاقے کی طرف تھا۔ ان دونوں نے مجھے نہیں دیکھا لیکن میں نے انہیں واضح طور پر دیکھا تھا۔ فرانس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فوج کی کس ڈویژن کی جیسٹیں تھیں؟“ گراہم نے پوچھا۔
 ”ان جیسٹوں کا رنگ فوجی تھا لیکن ان پر کسی ڈویژن یا کور کی کوئی پلیٹ موجود نہیں تھی البتہ اس جیب جس میں یہ دونوں سوار تھے۔ کا ڈرائیور فوجی یونیفارم میں تھا جبکہ آگے اور پیچھے دونوں جیسٹوں

میجر کرشن تو آپ سے ملنے علاقے ڈریا چھاؤنی میں تعینات ہیں۔ کرنل شیر سنگھ نے کہا۔

اودھ اچھا۔ کب سے۔۔۔۔۔ فرانسس نے حریت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ابھی ایک ہفتہ ہوا ہے اسے وہاں پوسٹ ہوئے۔۔۔۔۔ کرنل شیر سنگھ نے کہا۔

اودھ۔ اسی لئے اس نے ابھی تک رابطہ نہیں کیا۔ بہر حال ٹھیک ہے شکریہ۔ میں اب خود ہی اس سے رابطہ کر لوں گا۔ گڈ بائی۔

فرانسس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

جہاں سے۔ جہاں میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی علاقہ ہے ڈریا۔ جہاں ملٹری کی چھاؤنی ہے وہاں موجود ہے میجر کرشن۔۔۔۔۔ فرانسس نے کہا۔

مسٹر فرانسس ہمارے لئے اصل مسئلہ ڈاکٹر عالم شیر کی تلاش کا ہے۔ میجر کرشن ظاہر ہے اسے لے جا رہا تھا تو کسی سرکاری کام کے لئے ہی لے جا رہا ہو گا اور اگر ہم نے اس سے براہ راست رابطہ کیا تو اس نے ہر بات سے انکار کر دیتا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ اس سے ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں یہ معلوم کر لیں کہ وہ کہاں ہے کہ ہم واپس جا کر اپنی تقسیم کو رپورٹ دے سکیں لیکن اس مسئلے

کی میجر کرشن کو کسی قسم کا شک نہیں پڑتا چاہئے اور معلومات بھی

دست ہوتی چاہئیں۔ آپ اس کے لئے جو مزید معاوضہ کہیں ہم ادا

چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

میں۔۔۔۔۔ فرانسس نے کہا۔

کرنل شیر سنگھ سے بات کیجئے ہاں۔۔۔۔۔ سیکرٹری کی نوڈیانہ آواز سنائی دی۔

ہیلو۔ فرانسس بول رہا ہوں کرنل۔۔۔۔۔ فرانسس نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

میں مسٹر فرانسس۔ سنائیے کیا حال ہیں آپ کے۔ آپ نے مجھے صرف ایک پتہ میری مطلوبہ شراب کی بھجوائی ہے جبکہ میں نے آرڈر چار بیٹھیوں کا دیا تھا۔۔۔۔۔ کرنل شیر سنگھ نے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو گراہم سمجھ گیا کہ فرانسس ملٹری آفیسر کو ان کی مطلوبہ شراب سلائی کرتا ہے اس لئے ان کے درمیان خامے گہرے روابط

موجود ہیں۔

باقی بیٹھیاں مل ہی نہیں رہی تھیں۔ اب بڑی مشکل سے ملی ہیں۔ کل میرے پاس پہنچ جائیں گی تو میں بھجوا دوں گا۔ فرانسس نے جواب دیا۔

اوکے۔ اور فرمائیے کیسے کال کی ہے۔ کوئی نوڈست۔۔۔۔۔ کرنل شیر سنگھ نے کہا۔

میجر کرشن سے ایک نجی بات کرنی تھی۔ آج کل کہاں ہیں وہ۔ فرانسس نے کہا۔

”نصیف ہے اب آپ کا اتنا کام کر دیا ہے تو یہ بھی ہی۔“
فرانس نے رقم اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر رقم جیب میں ڈال کر اس
نے رسیور اٹھایا اور نمبر پرکس کر دیئے۔

”بس باس۔“ دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی
کیونکہ لاڈلر کا بن ویسے ہی دبا ہوا تھا۔ اسے آف نہ کیا گیا تھا اس لئے
دوسری طرف کی آواز واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

”ذریا چھاڈنی میں۔“ میجر کرشن موجود ہے اس سے میری بات
کراؤ۔“ فرانس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی
مٹھنی بج اٹھی تو فرانس نے رسیور اٹھایا۔
”میں۔“ فرانس نے کہا۔

”میجر کرشن سے بات کریں باس۔“ دوسری طرف سے
سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔“ فرانس بول رہا ہوں۔“ فرانس نے اجنبائی بے
تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”میجر کرشن بول رہا ہوں فرانس۔“ جہیں میری جہاں پوسٹنگ
کا کیسے علم ہو گیا۔ میں تو چند روز پہلے ہی پہنچا ہوں اور ابھی تک میں
نے کسی سے رابطہ نہیں کیا۔“ ایک بھاری مردانہ آواز سنائی
دی۔ لہجے میں حیرت کا عنصر موجود تھا۔

”میری کرنل شیر سنگھ سے بات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا تھا۔“
فرانس نے جواب دیا۔

کرنے کے لئے تیار ہیں۔“ گراہم نے کہا۔

”ہاں اگر آپ دس ہزار ڈالر دیں تو یہ کام ہو سکتا ہے کیونکہ
کچھ میں نے معلوم کرنا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کافرستان حکومت کے
مفتاد میں نہ ہو اس طرح میں مجرم بھی بن سکتا ہوں۔“ فرانس
نے کہا۔

”مجرم تو آپ تب بن سکتے ہیں جب ہم اس ڈاکٹر عالم شیر
کچھ کہنا ہو یا اس کے ساتھ کچھ کرنا ہو۔ ہم نے تو صرف رپورٹ دی
ہے اور ہماری تنظیم پارٹی کو رپورٹ دے کر فارغ ہو جائے گی
اس کے بعد پارٹی جانے اور ڈاکٹر عالم شیر جانے اس لئے آپ کسی
طرح بھی مجرم نہیں بنیں گے البتہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ میجر کرشن
کو کسی قسم کا شک پڑ جائے اور وہ حکومت کو کہہ کر ڈاکٹر عالم شیر
اس کے موجودہ مقام سے کسی اور جگہ شفٹ کر دے اس طرح
ہماری تنظیم کی رپورٹ غلط ہو جائے گی اور یہ بات ہم نہیں چاہتے
جہاں تک دس ہزار ڈالر کا تعلق ہے تو یہ بہت بڑی رقم ہے۔ ہم تو
کو اس کام کے لئے پانچ ہزار ڈالر دے سکتے ہیں اگر آپ قبول کر لیں
تو نھیک ورڈ ہم آپ کو مجبور تو نہیں کریں گے بلکہ یہ پانچ ہزار
کسی اور کو دے کر یہ کام کرالیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ پانچ ہزار
ڈالر خاصی بڑی رقم ہے۔“ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے کوٹ کی اندرونی جیب سے نوٹ نکال کر انہیں گنا اور فرانس
کے سامنے رکھ دیئے۔

میجر کرشن نے کہا۔

نھیک ہے۔ جسے تم کہو۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ لکڑیا ایک
مادھیلے میں ایک کاروباری سلسلے میں کا ہو گیا ہوا تھا وہاں میں نے
جس جیب میں بیٹھے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں نے جسیں آواز میں
بھی دیں۔ ساتھ ملائے سین تم نے تو جی بی بی کی پیر میں نے جہادی
واپسی کا بھی انتقاد کیا لیکن تم واپس نہیں آئے۔ جہادی جیب کے
بچے دو اور جیسیں تھیں جن میں سے ایک جیب میں تو فوجی تھے جبکہ
ایک جیب میں ایک مقامی آدمی اور ایک فوجی ملکی ہو ہوا تھا۔ شاید تم
انہیں ماہانی چھوڑنے جا رہے تھے لیکن ماہانی تو قریب کا علاقہ تھا اس
کے میں نے جہادی واپسی کا کافی انتقاد کیا لیکن تم واپس ہی نہیں
آئے۔ فرانسس نے کہا۔

میں ماہانی نہیں جا رہا تھا بلکہ ماہانی سے آگے ایک علاقہ ہے
گنپت پور۔ وہاں حکومت کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے وہاں جا رہا تھا۔
وہ دونوں سانسہ ان تھے انہیں وہاں پہنچانا تھا اس لئے میری واپسی تو
دوسرے روز ہونی تھی۔ میجر کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ نھیک ہے پھر کل مجھے کال کر کے جگہ بتا
دینا۔ میں لڑکی وہاں مجھوا دوں گا لیکن رقم کب ملے گی۔ فرانسس
نے کہا۔

رقم بھی مل جائے گی۔ مرو نہیں۔ پہلے بھی تو میں نے تم سے جو
 وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا ہے۔ میجر کرشن نے کہا۔

اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بہر حال کیسے فون کیا ہے۔ میجر
کرشن نے کہا۔

جہاد سے لئے میرے پاس ایک خاص محض ہے۔ استانی صحت
مند اور خوبصورت پہاڑی لڑکی جو جہادی ہر طرح کی خدمت کے لئے
تیار ہے اور یہ بھی بتاؤں کہ جہادی شرائط کے مطابق بھی ہے۔
فرانسس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اوہ۔ ویری گڈ۔ میں بھی یہاں آکر سوچ رہا تھا کہ اس سلسلے
میں کس سے رابطہ کروں۔ جہاد تو مجھے خیال ہی نہ آیا تھا پھر کب
ملاقات کر رہے ہو اس سے۔ میجر کرشن نے استانی اشتیاق
بھرے لہجے میں کہا۔

جب تم کہو اور جہاں تم کہو۔ لیکن جہیں معلوم ہونا چاہئے کہ
مجھے اس لڑکی کو خدمت کے لئے تیار کرنے کے لئے خاصی بڑی رقم
خرچ کرنا پڑی ہے۔ فرانسس نے کہا۔

جہادی اسی۔ ہودی ذہنیت سے مجھے چڑ ہے۔ دولت کے بچے تم
واقعی پاگل ہو۔ بہر حال مل جائے گی جس میں رقم اور بولو۔ میجر
کرشن نے کہا۔

نھیک ہے تو پھر لڑکی بھی جہیں مل جائے گی۔ بولو کہاں
مجھواؤں اسے اور کب۔ فرانسس نے کہا۔

میں جھوٹی کے قریب ہی گاؤں میں اس کو رکھنے کا بندوبست
کرنا ہو گا مجھے۔ بہر حال ہو جائے گا۔ میں کل جہیں فون کروں گا۔

”ہاں اب ہمیں اس لیبارٹری کا علم ہو گیا ہے۔ اب جہاں سے کوئی گائیڈ اور جیپ لے کر ہم وہاں جائیں گے اور پھر مشن مکمل ہو جائے گا۔“..... گراہم نے کہا اور جینی نے اشیات میں سرٹا دیا۔

جہاڑی رپورٹ کے مطابق گرام اور جینی گاشار ہونٹل میں گئے۔ انہوں نے وہاں سوٹ بک کرایا۔ وہ ہونٹل کے مالک فرانسس سے ملے اس کے بعد انہوں نے ایک مقامی آدمی کے ذریعے پہاڑی راستوں پر چلنے والی جیب حاصل کی اور وہ دونوں اس مقامی آدمی کے ساتھ کاؤ پلے گئے ہیں لیکن کاہو سے آگے وہ کہاں گئے ہیں۔ اس کا علم نہیں ہو سکا..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"معلومات کس نے حاصل کی ہیں۔ کیا تم خود وہاں گئے تھے یا فیصل جان کو بھیجا تھا"..... عمران نے پوچھا۔

"گٹھار میں میرا ایک آدمی موجود ہے۔ اچھائی یا اعتماد اور تیر آدمی ہے اس کے ذریعے یہ معلومات حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے بعد میں خود بھی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کاہو گیا تھا"..... نائران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہاں ہیلی کاپٹر سروس جاتی ہے"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بہاڑی علاقوں کی سیاحت کے لئے ہیلی کاپٹر مل جاتے ہیں۔" نائران نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرو۔ ہمیں پہلے گٹھار جانا ہو گا۔ میں خود اس فرانسس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں"..... عمران نے کہا۔

"اس کے لئے آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ فرانسس کے بارے میں مجھے ابھی تھوڑی درجہ رپورٹ ملی ہے کہ وہ دارالحکومت آیا ہوا ہے۔ یہاں بھی اس کا ہوٹل ہے۔ فریکو ہوٹل۔ مجھے پہلے ہی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ فرانسس سے بات کرنا چاہیں اس لئے میں نے اپنے آدمی سے کہہ دیا تھا کہ وہ فرانسس کو چیک کرتا رہے"..... نائران نے کہا۔

"آؤ تنویر۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ ذرا اس فرانسس سے دو باتیں

"عمران صاحب۔ میں نے کوشش کی ہے کہ کاہو کے بعد ان کا کھوج لگا سکوں لیکن ان کی جیب کاہو میں موجود ہے اور وہ مقامی آدمی اور وہ دونوں وہاں موجود نہیں ہیں اور کسی کو بھی علم نہیں کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ کاہو کے ایک چھوٹے سے ہوٹل کے احاطے میں ان کی جیب موجود ہے۔ اس ہوٹل کی انتظامیہ کے مطابق انہوں نے وہاں کھانا کھایا اور پھر ٹیبلنے کا کہہ کر وہ پیدل ہوٹل سے نکلے اور اس کے بعد واپس نہیں آئے"..... نائران نے جواب دیا۔

"تم نے یہ معلوم کیا کہ گٹھار ہوٹل سے انہیں کاہو جانے کی ضرورت کیوں پڑی"..... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن انہوں نے وہاں صرف ہوٹل کے کارمن اور مالک فرانسس کے آفس جا کر اس سے ملاقات کی اور پھر چلے گئے۔

اس کے علاوہ اور کسی سے نہیں ملے۔ فرانسس نے بتایا ہے کہ وہ اس سے ملنے آئے تھے۔ وہ ڈاکٹر عالم شیر کے بارے میں پوچھ رہے تھے اور فرانسس نے انہیں بتایا کہ ڈاکٹر عالم شیر اس کے پاس آیا تھا۔ وہ

کارمن جانے کے لئے کافذات تیار کرنا چاہتا تھا۔ ہوٹل کے مالک کے لئے کارمن کے کسی آدمی کی فپ اس کے پاس تھی۔ اس نے بھاری رقم لے کر اسے کافذات بنا دیئے اور وہ دارالحکومت چلا گیا۔

اس کے بعد اس نے چند روز پہلے ڈاکٹر عالم شیر کو کاہو میں ایک ہوٹل میں دیکھا تھا اور یہی بات اس نے گراہم کو بتادی اور گراہم چلا گیا"..... نائران نے جواب دیا۔

کر لیں۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ہم ساتھ نہ چلیں“ جو یا نے کہا۔

ڈائریکٹ اور ان ڈائریکٹ دونوں ایکشنوں کی موجودگی میں مزید کسی ایکشن کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد نازان کی کار میں سوار عمران اور تنویر اس خطبہ پوائنٹ سے نکل کر فریکسو ہوٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان دونوں نے میک اپ تبدیل کر لئے تھے۔ اب وہ مقامی میک اپ میں تھے۔ نازان کو عمران نے ساتھ نہ لیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر تھا۔ عمران کو چونکہ فریکسو ہوٹل کے محل وقوع کا علم تھا اس لئے وہ اطمینان سے کار چلاتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

وہاں اس سے مٹی باتیں نہ چھین دیتا۔ جمہادی یہ عادت مجھے پسند نہیں ہے۔ تنویر نے کہا۔

”اور کون کون سی عادتیں ناپسند ہیں۔ وہ بھی بتا دو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑا۔

اب کیا بتاؤں۔ تم خود سمجھ جا رہو۔ تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”چلو اپنی بات نہ بتاؤ۔ یہ بتاؤ کہ جو یا کو میری کون کون سی عادتیں ناپسند ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”کوئی ایک ہو تو بتاؤں۔“ تنویر نے جواب دیا اور عمران

تنویر کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار کھٹکھٹا کر ہنس پڑا۔ اور جمہادی کون کون سی عادتیں جو یا کو ناپسند ہیں۔ تنویر نے تعداد گنوا دو۔ وہ تو بہر حال مجھ سے کم ہی ہوں گی۔ عمران نے کہا۔

”میری صرف ایک عادت جو یا کو پسند نہیں ہے۔“ تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ”اچھا۔ وہ کون سی؟“ عمران نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہ کہ میں جمہادی طرح اس کی خوشامد نہیں کرتا۔“ تنویر نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ ”جمہار مطلب ہے کہ میں اس کی خوشامد کرتا ہوں۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا؟“ تنویر نے جواب دیا۔

”جمہار مطلب ہے کہ جو یا میں کوئی خوبی نہیں ہے۔“ عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔“ یہ میں نے کب کہا ہے۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خوشامد کا مطلب تو یہی ہوتا ہے کہ جس میں خوبی نہ ہو سیکر اسے بتایا جائے کہ تم میں یہ خوبیاں ہیں اور وہ خوبیاں ہیں۔“ عمران

نے کہا۔

لے بلایا۔

"دونوں صاحبان کو باس کے آفس تک جمود تو۔۔۔ لڑکی نے سپروائزر سے کہا۔

"آئیے جناب۔۔۔ سپروائزر نے کہا اور پھر وہ لفٹ کے دروازے تیسری منزل پر پہنچ گئے۔ تیسری منزل کی راہداری کے آخر میں ایک کمرے کے دروازے کے باہر فرانسس کی نیم پبلٹ موجود تھی۔

"تشریف لے جائیے۔۔۔ سپروائزر نے کہا تو عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے تنویر بھی داخل ہوا۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک کارمن خواتین اور صبر آدمی موجود تھا۔ وہ ان دونوں کو دیکھتے ہی بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید ملن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میرا نام فرانسس ہے۔۔۔ اس آدمی نے اٹھتے ہوئے منہ میں کہا۔

"ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور ہمارے چیف شافل کا تو حکم ہے کہ آپ کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے آیا جائے اور پھر آپ سے پوچھ گچھ کی جائے لیکن آپ بہر حال معزز آدمی ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کی بدنامی نہ ہو اور آپ کو ہیڈ کوارٹر لے جا کر جو کچھ پوچھنا ہے وہ یہیں پوچھ لیا جائے۔۔۔ عمران نے خشک منہ میں کہا۔

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ بہر حال اچھی طرح سمجھتے ہو اس لئے کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تنویر نے جواب دیا اور اسی لمحے عمران نے کار فریکس ہوٹل کے کپاؤنڈ میں موڑی اور اسے پارکنگ میں لے جا کر روک دیا اور تنویر در بعد وہ دونوں ہوٹل میں داخل ہو کر کاؤنٹر پر پہنچ گئے جہاں ایک مقامی لڑکی موجود تھی۔ ہال آؤس سے زیادہ بڑا ہوا تھا لیکن ہال میں موجود افراد کا تعلق درمیانے طبقے سے تھا۔

"مسٹر فرانسس سے ملنا ہے۔۔۔ عمران نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے کہا۔

"کیا نام ہے آپ کا۔۔۔ لڑکی نے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کا رسپونڈ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"نام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو لڑکی کے چہرے پر یقیناً خوف کے تاثرات ابھرتے۔

"سر۔ کاؤنٹر سے بول رہی ہوں۔ دو صاحبان تشریف لائے ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے۔۔۔ لڑکی نے مودبانہ منہ میں کہا۔

"جی بہتر۔۔۔ دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے کہا اور رسپونڈ رکھ کر ایک سائیف پر کمرے ہوئے سپروائزر کو اشارے

اشتیاقِ بحر۔ مجھے میں کہا اور عمران نے فرانس سے ملنے والی
تفصیل دہرائی۔

اود۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ گراہم اور جینی گنیت پور گئے ہوں
جے۔ جوایا نے کہا۔

ہاں۔ ظاہر ہے لیکن سیری سمجھ میں = بات نہیں آرہی کہ کاہو
میں انہوں نے جیب کیوں چھوڑ دی۔ عمران نے کہا۔

عمران صاحب گنیت پور انتہائی دشوار گزار علاقہ ہے لیکن
بہر حال وہاں = صرف بیس جاتی رہتی ہیں بلکہ ترک بھی جاتے رہتے
ہیں۔ وہ لکڑی کی خاصی بڑی مارکیٹ ہے۔ میں بھی کئی بار وہاں جا چکا
ہوں۔ نانراں نے جواب دیا۔

بہر حال اب ہمیں فوری طور پر گنیت پور پہنچنا ہے۔ تم اپنی
کاہر کا بندوبست کرو۔ عمران نے کہا تو نانراں سر ہلاتا ہوا کرسی
سے اٹھا اور بحریہ دفنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا مطلب ہے عمران صاحب کہ ڈاکٹر عالم شیر اور ڈاکٹر
ہیو کو دونوں کافرستانی حکومت کے تحت کام کر رہے ہیں۔ صفدر
نے کہا۔

ہاں۔ اب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ کافرستان نے یہ سارا
کھیل کھیلا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

لیکن عمران صاحب اگر ایسی بات ہوتی تو اس ڈاکٹر عالم شیر کو
بحری سمگلروں کے ذریعے کافرستان کیوں آنا پڑا۔ کافرستانی انکھنٹ

جیب تو کاہو میں موجود ہے۔ عمران نے کہا۔

= تو مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ میں چاہتا
رہا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ فرانس نے جواب دیا تو
عمران سمجھ گیا کہ وہ چاہتے ہیں۔

اب آپ واپس گٹھار کب جائیں گے۔ عمران نے کہا۔
میں ایک ہفتے بعد جاؤں گا۔ میں ایک ہفتہ وہاں رہتا ہوں اور
ایک ہفتہ یہاں۔ فرانس نے جواب دیا۔

اوکے۔ ٹھیک ہے۔ آپ نے چونکہ تعاون کیا ہے اس سے
آپ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں لیکن اس ملاقات کی تفصیل آؤٹ
ہونی چاہئے۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو فرانس بھی اٹھ کر
ہوا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرنے لگے۔

ب۔ بہت مہربانی جناب۔ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔
فرانس نے کہا تو عمران مزاحیہ تہ تیہ قدم اٹھاتا کرے سے ہار
گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس نانراں کے آفس کی طرف دوڑتی
چلی جا رہی تھی۔

گنیت پور کوئی لیبارٹری ہی ہو گی جہاں انہیں پہنچایا گیا ہو
تو یہ کہنا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی
دیر بعد وہ واپس اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گئے۔ نانراں بھی وہاں
موجود تھا۔

کیا ہوا عمران صاحب۔ مزید کچھ پتہ چلا۔ نانراں نے

اسے وہاں سے آسانی سے نکال لاتے۔..... صالح نے کہا۔

فرانس نے جو کچھ بتایا ہے اس سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ ہے کہ کافرستان نے براہ راست ڈاکٹر عالم شیر سے بات نہیں کی۔ اس کی بات چیت ڈاکٹر ہیوگو سے ہوئی۔ ڈاکٹر ہیوگو نے ڈاکٹر عالم شیر کو حیار کیا ہو گا لیکن اسے یہ نہیں بتایا گیا ہو گا کہ وہ کس ملک کے لئے کام کریں گے۔ اس نے ڈاکٹر عالم شیر سے یہ طے کیا ہو گا کہ وہ کارمن پہنچ جائے اس سلسلے میں اس نے کوئی پلاننگ طے کی ہو گی۔ اس پلاننگ کے تحت ڈاکٹر عالم شیر نواحی قصبے میں اس ڈرائیور کے بارے میں معلوم کرنے گیا جو پہلے ڈاکٹر عالم شیر کا ڈرائیور تھا پھر کارمن جاکر ڈاکٹر ہیوگو کا ڈرائیور ہو گیا اور ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ پلاننگ کے تحت ہوا ہو لیکن اس دوران وہ ڈرائیور عامر عین کسی وجہ سے ہلاک ہو گیا تو پھر ڈاکٹر عالم شیر نے بحری سمگلر کی خدمات حاصل کیں۔ ڈاکٹر ہیوگو نے اسے حفظ ماتقدم کے طور پر گناہار ہونٹل کے مالک فرانسس کی فپ دے رکھی ہو گی لیکن جب ڈاکٹر عالم شیر وہاں پہنچا اور فرانسس نے ڈاکٹر ہیوگو سے بات کی تو ہیوگو نے ڈاکٹر عالم شیر کو کارمن کی بجائے وہیں رکھنے کے لئے کہا اور پھر خود بھی کارمن چھوڑ کر کافرستان پہنچ گیا۔ اس کے بعد انہیں گنپت پور کی لیبارٹری میں لے جایا گیا..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گر اہم اور جینی لامالہ گنپت پور پہنچے ہوں گے۔ کسی بھی طرح پہنچے ہوں لیکن ایسا ہو کہ وہ ہم سے پہلے ہی ڈاکٹر عالم شیر یا اس کا

کارمولا اڑا لے جائیں۔..... جو یانے کہا۔

کافرستان حکومت نے لامالہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا معقول انتظام کیا ہو گا اس لئے اتنی جلدی ان کی کاسیابی کا امکان نہیں ہے۔ بہر حال یہ بات تو وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہو گی۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

پرائم منسٹر صاحب بے اختیار جھل پڑے۔ ان کے چہرے پر اہتائی
اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ نے واقعی اہتائی محفوظ سنور کا نام لے دیا ہے
جنتاب ورنہ میں سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اسے کہاں رکھا
جائے۔ ایک بار تو میں نے سوچا تھا کہ اسے پرائم منسٹر ہاؤس میں
رکھا جائے پھر میں نے سوچا کہ اسے پریزیڈنٹ ہاؤس کے سیف
والٹ میں رکھا جائے لیکن پھر میں نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ ان
دونوں جگہوں پر مخالفوں کے ایجنٹ موجود ہو سکتے ہیں۔ ملزئی انٹیلی
جنس کے سنور اور ایسے ہی کئی اور سنور بھی ذہن میں آئے حتیٰ کہ میں
نے اسے قومی عجائب گھر میں رکھوانے کا بھی سوچا اور کسی بینک
لاکر میں بھی لیکن کوئی جگہ میری سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ ایمیک سنور
کا تو میرے ذہن میں خیال ہی نہ آیا تھا۔ وری گڈ جنتاب۔ آپ کی
ذہانت کو میں حقیقتاً خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔“ پرائم منسٹر
نے کہا تو صدر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرتے۔

”شکریہ۔“ دراصل مجھے سب سے زیادہ پریشانی پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے حرکت میں آنے سے لاحق ہوئی ہے۔ یہ لوگ واقعی
ناممکن کو ممکن بنا لیتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر انہیں علم بھی
ہو جائے تب بھی یہ لوگ ایمیک سنور تک کسی صورت بھی نہ پہنچ
سکیں گے۔“ صدر نے جواب دیا۔

”انہیں علم ہی نہ ہونے دیا جائے گا جنتاب۔ میں سرکاری دورہ

ایجنٹ کیا کر رہے ہیں۔“ صدر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے رپورٹ فی ہے اور اس رپورٹ کے مطابق علی
عمران اچانک اپنے فلیٹ سے غائب ہو گیا ہے جس کے بعد اس کے
بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لاٹوالہ
کافرستان کسی بھی روپ میں پہنچ گئے ہوں گے لیکن اب وہ نکریں
مارتے رہ جاتیں گے۔ انہیں یہ اہم فارمولا نہیں مل سکے گا۔“ پرائم
منسٹر نے فاتحانہ لہجے میں کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔
”یہ فارمولا وہاں سے حاصل کر کے آپ تک کس نے پہنچایا
ہے۔“ صدر نے پوچھا۔

”ملزئی انٹیلی جنس کے چیف کرنل پرشاد نے جنتاب۔“ پرائم
منسٹر نے جواب دیا۔
”اور اس کارروائی میں کتنے افراد نے حصہ لیا ہے۔“ صدر نے
پوچھا۔

”آٹھ افراد نے۔“ پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا ہے۔“ صدر نے پوچھا۔
”سوائے چیف کے باقی آٹھ افراد کو دو دراز کے علاقوں میں
تھینٹا کر دیا گیا ہے۔“ پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”گڈ۔ اس بار واقعی آپ نے ہر راستہ بند کر دیا ہے۔ میرا خیال
ہے کہ اس فارمولے کو آپ ایمیک سنور میں رکھوا دیں۔ اس وقت
وہ سنور کافرستان کا سب سے محفوظ سنور ہے۔“ صدر نے کہا تو

اور حتی رپورٹ کیا ہے..... صدر نے پوچھا۔

”جواب مجھے پاکیشیا سے رپورٹ ملی ہے اور اس رپورٹ کے مطابق دو عورتوں اور چار مردوں کا ایک گروپ جو ائیر میز تھے پاکیشیا سے کافرستان چارٹرڈ طیارے سے آئے ہیں۔ اس گروپ پر عمران اور اس کے ساتھی ہونے کا شک ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ ان میں ایک عورت کا قد قدامت اور جسامت وغیرہ عمران کی ساتھی سوسن عورت مس جو یا جیسا تھا جبکہ عمران کے قد و قامت کا ایک ائیر میز بھی اس گروپ میں شامل تھا۔ اس کے علاوہ باقی تین مردوں کے مخصوص قد و قامت بھی یہی ظاہر کرتے تھے کہ وہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہو سکتے ہیں۔ ان کے کوائف کی رپورٹ بھی میرے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق میں نے دارالحکومت کے سپیشل ایئرپورٹ سے معلوم کیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ یہ گروپ جہاں پہنچا تو ہے لیکن اس کے بعد اس کا علم نہیں ہو سکا۔ میں نے اپنے طور پر جہاں کے تمام جڑے ہوٹلوں سے معلوم کیا ہے لیکن وہ کسی ہوٹل میں بھی نہیں ٹھہرے..... کرنل سورج داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جہاں پہنچ چکی ہے۔“ صدر نے کہا۔

”اس رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جناب.....“ کرنل سورج داس نے جواب دیا۔

کروں گا اور پھر وہاں کے انچارج کے علاوہ اور کسی کو علم نہ ہو گا کہ یہ فارمولا سنور میں پہنچا دیا گیا ہے یا نہیں.....“ پرائم منسٹر نے جواب دیا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے۔ جناب اب مجھے اجازت.....“ پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو صدر بھی اٹھ اٹھے اور انہیں کمرے کے دروازے تک چھوڑ آئے اور پھر پرائم منسٹر کے جانے کے بعد وہ واپس جا کر اپنی کرسی پر بیٹھے اور انہوں نے رسیور اٹھایا۔

”ییس سر.....“ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”فارن سروس کے کرنل سورج داس سے بات کراؤ.....“ صدر نے کہا۔
”نئے حکیمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ییس.....“ صدر نے کہا۔

”جناب۔ کرنل سورج داس لائن پر ہیں جناب.....“ ملٹری سیکرٹری نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”بات کراؤ.....“ صدر نے کہا۔

”ایلیہ سر۔ میں کرنل سورج داس بول رہا ہوں سر.....“ چند لمحوں بعد ایک اور مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل سورج داس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آخری

"بہر حال اب وہ خود ہی نگر میں مار کر واپس چلے جائیں گے۔"
صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا کیونکہ انہیں مکمل یقین تھا کہ انہیں ایک
سنور میں فارمولا ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا۔ وہ وہاں کے حفاظتی
انتظامات سے بخوبی واقف تھے۔

گراہم اور جینی مقامی آدمی جگنا تھ کے ساتھ ایک جیب میں
پہاڑی علاقے کا ہومنگ گئے تھے۔ وہ تینوں کھانا کھانے کے لئے اس
ہوٹل میں آئے تھے۔ جگنا تھ کا پتہ گراہم نے ایک ویز کے ذریعے
حاصل کیا تھا اور جگنا تھ سے ملنے کے بعد گراہم کو معلوم ہو گیا تھا کہ
جگنا تھ اس علاقے کا رہائشی ہے تو اس نے اسے بطور گائیڈ اپنے ساتھ
رکھ لیا تھا اور اسے پیشگی کے طور پر بھاری معاوضہ بھی دے دیا تھا۔
"جگنا تھ ہمیں گنپت پور پہنچنے میں مزید کتنا وقت لگے گا۔" گراہم
نے کھانے کے دوران جگنا تھ سے پوچھا۔

"جتناب مزید چھ گھنٹوں کا سفر ہے۔" جگنا تھ نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔ جیب بھی وہی ڈرائیو کر رہا تھا۔
"کیا تم خاص گنپت پور کے رہنے والے ہو یا اس کے آس پاس
کے کسی علاقے کے رہنے والے ہو۔" گراہم نے پوچھا۔

اس لئے میں نے وہاں کام کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے وہ گنبت پور کے شمال مشرق میں ایک وادی میں زمین کے نیچے بنائی گئی ہے لیکن وہاں تو فوج کا پہرہ ہوتا ہے۔ جناب۔ چاروں طرف سہاڑیوں پر فوج کی چوکیاں ہیں جبکہ وہاں وادی میں بھی فوج ہوتی ہے اور جس درے سے اس وادی میں داخل ہوا جاسکتا ہے اس درے کے باہر بھی باقاعدہ فوج کی چیک پوسٹ بنی ہوئی ہے اور وہاں کسی مقامی یا غیر مقامی کو کسی صورت بھی داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ جناب۔ جگناٹھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسز جگناٹھ کیا تم اتنی رقم کمانا چاہتے ہو کہ ہمیں باقی ساری عمر ملازمت کرنے کی ضرورت نہ رہے۔“ گراہم نے کہا تو جگناٹھ نے جواب دیا۔

”جی صاحب۔ کس کا دل نہیں چاہتا ہماری رقم کمانے کے لئے۔“ جگناٹھ نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں حریت تھی۔

”دیکھو۔ میں تمہیں دس ہزار ڈالر دے سکتا ہوں۔ تم جانتے ہو کہ دس ہزار ڈالر جہادری مقامی کرنسی میں کتنی رقم ہوتی ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ یہ اتنی دولت ہے کہ واقعی مجھے ساری عمر کام نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن..... جگناٹھ نے اہتائی مسرت لہجے میں کہا۔

”جہیں حلف دیتا ہو گا کہ تم اس راز کو کسی پر آؤٹ نہیں کرو

۔ گنبت پور میری جائے پیدائش ہے۔ جناب اور میں وہیں پلا بڑھا ہوں۔ ہمارے آباؤ اجداد شروع سے اس علاقے میں رہتے چلے آ رہے ہیں۔ وہاں ہم لکڑی کی کٹائی کا کام کرتے ہیں۔“ جگناٹھ نے جواب دیا۔

”پھر تم وہاں سے چلے کیوں آئے تھے۔“ گراہم نے پوچھا۔

”جناب لکڑی کی کٹائی کا ٹھیکیدار اجتائی ظالم آدمی تھا۔ وہ ہماری مزدوریاں رکھ لیتا تھا۔ میں شروع سے ہی مزاج کا گرم ہوں اور میں اس سے لڑ پڑا جس پر اس نے مجھے اپنے آدمیوں سے اس قدر بنوایا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا تو میرا باپ مجھے وہاں سے گھٹار لے آیا۔ یہاں کئی ہفتے علاج ہوتا رہا پھر میں ٹھیک ہو گیا لیکن پھر میں وہاں نہیں گیا اور ہمیں گھٹار میں ہی میں نے ملازمت کر لی۔“ جگناٹھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں وہاں سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے۔“ گراہم نے پوچھا۔

”جناب چار سال ہو گئے ہیں۔“ جگناٹھ نے جواب دیا۔

”وہاں گنبت پور میں ایک سائنسی لیبارٹری ہے جہاں سائنسدان کام کرتے ہیں۔ کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔“ گراہم نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ میں نے اس لیبارٹری کی تعمیر میں حصہ لیا ہوا ہے۔ ایک غیر ملکی صاحب نے اسے بنوایا تھا۔ وہ معاوضہ کافی زیادہ دیتا تھا

گئے اور ہم سے مکمل تعاون کرو گے چاہے یہ کام ملک کے خلاف ہو۔
کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیسے
سے نوٹوں کا ایک بٹل نکال کر اپنے سلسے رکھ لیا۔ جگنا تھ کے

نظریں اس طرح نوٹوں سے چبک گئیں جیسے لوہا مقناطیس سے
چمٹ جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی جگنا تھ نے ایک ہاتھ اٹھایا اور
باقاعدہ حلف دینا شروع کر دیا۔ وہ کسی دیوی کا نام لے کر حلف
دے رہا تھا۔

گڈ۔ اب سنو اس لیبارٹری کے اندر پاکیشیا کا ایک سائنسدان
ڈاکٹر عالم شیر کام کر رہا ہے اور ہم نے اس سے ایک فارمولا حاصل
کرنا ہے۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا۔

لیکن جتنا وہاں تو فوج موجود ہے۔ پھر۔۔۔۔۔ جگنا تھ نے
حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اسی بات کے لئے تو ہمیں جی ر قم دی جا رہی ہے۔ ہمیں
معلوم ہے کہ لیبارٹری کے کئی خفیہ راستے رکھے جاتے ہیں چونکہ
نے اس لیبارٹری کی تعمیر کے سلسلے میں کام کیا ہے اس لئے تم ایسے

راستوں کے بارے میں بتا سکتے ہو۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا۔
نہیں جتنا۔ اس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ جگنا تھ
نے جواب دیا۔

اچھا۔ پھر ایسا ہے کہ تم مجھے کسی ایسے راستے سے لے جاؤ کہ ہم
فوج کی نظروں میں آنے بغیر لیبارٹری میں داخل ہو سکیں۔ گراہم
کیوں۔۔۔۔۔ گراہم نے چونک کر پوچھا۔

میں آئے اور ٹپلنے کے انداز میں احاطے سے نکل آئے لیکن باہر آتے ہی گراہم رک گیا۔

"کیا ہوا جناب"..... جگناٹھ نے چونک کر پوچھا۔

"جیب میں سیاہ رنگ کا بڑا تھیلا موجود ہے وہ لے آؤ۔ اس میں ہمارا اسلحہ اور سامان ہے"..... گراہم نے کہا۔

"آپ سامنے ڈھلان پر چلیں میں لے آتا ہوں"..... جگناٹھ نے کہا اور واپس مڑ گیا جبکہ گراہم اور جینی آگے بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جگناٹھ واپس آگیا۔ اس نے وہ سیاہ تھیلا اپنی کمر پر باندھ رکھا تھا اور پھر وہ جگناٹھ کی رہنمائی میں آگے بڑھتے رہے۔ گو راستہ بے حد دشوار گزار تھا لیکن بہر حال وہ اسے طے کرتے رہے۔ راستے میں جینی کی وجہ سے وہ دو جگہوں پر رگے بھی جی ہی اس طرح تین گھنٹوں کے تھکا دینے والے سفر کے بعد وہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے۔

"صاحب یہاں سے اب ہمیں ایک کریک کے اندر چلنا ہو گا ورنہ جیسے ہی ہم اس پہاڑی سے آگے بڑھیں گے چیک پوسٹ والے ہمیں چیک کر لیں گے"..... جگناٹھ نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا ہم لیبارنری تک پہنچ چکے ہیں"..... گراہم نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں صاحب۔ بس دس پندرہ منٹ کے سفر کے بعد ہم وادی میں داخل ہو جائیں گے"..... جگناٹھ نے کہا تو گراہم نے اشیات میں سر ملایا اور پھر وہ جگناٹھ کی رہنمائی میں ایک تنگ سے قدرتی کریک

"جناب۔ جیب پر ہم جیسے ہی محتاط پور پہنچیں گے ہمیں وہاں فوجی مارک کر لیں گے۔ اس کے بعد ہماری نگرانی کی جائے گی اور اگر ہم محتاط پور کی شہری حدود سے باہر نکلے تو ہمیں روک لیا جائے گا اور ہم اس خفیہ راستے تک کسی صورت بھی نہ پہنچ سکیں گے۔ جگناٹھ نے کہا۔

"لیکن وہاں تک ہم پیدل کیسے جا سکیں گے۔ اگرچہ گھسنے جیب میں لگ سکتے ہیں تو پیدل جانے میں تو کئی دن لگ جائیں گے جبکہ ہمارے ساتھ ایک عورت بھی ہے"..... گراہم نے کہا۔

"جناب۔ جیب کا راستہ چھ گھنٹوں کا ہے کیونکہ ہمیں سڑک کے ذریعے جانا ہے جو بل کھاتی ہوئی جاتی ہے لیکن اگر ہم پیدل چلیں تو زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں وہاں پہنچ سکتے ہیں"..... جگناٹھ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ پھر ہوٹل والوں کو کہہ دیں گے کہ ہماری واپسی تک اس جیب کا خیال رکھیں"..... گراہم نے کہا۔

"نہیں جناب۔ اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ ہم پیدل کہیں جا رہے ہیں تو وہ لامحالہ اس کی اطلاع فوج کے مخبروں کو دے دیں گے۔ یہاں اس بارے میں بہت پوچھ گچھ رہتی ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ جیب کہیں نہیں جاتی"..... جگناٹھ نے کہا تو گراہم نے اشیات میں سر ملایا اور پھر اس نے دیز کو بلا کر اسے بل دینے کے ساتھ ساتھ خاصی بڑی مپ بھی دے دی اور پھر وہ ہوٹل سے نکل کر باہر اٹارے

"کیا ہوا"..... اس نے جگنا تھ سے پوچھا۔

"جناب۔ دوسری طرف وادی ہے۔ ہم زمین سے بارہ فٹ کی بلندی پر موجود ہیں لیکن جیسے ہی ہم باہر کودیں گے وادی میں موجود فوجی ہمیں چیک کر لیں گے اور اوپر چیک پوسٹ سے بھی ہمیں چیک کر لیا جائے گا"..... جگنا تھ نے کہا۔

"نمبر دو مجھے دیکھئے دو۔ تم دونوں نیچے ہٹ جاؤ"..... گراہم نے کہا اور پھر وہ دونوں سٹ کر سائیڈوں میں ہو گئے تو گراہم آگے بڑھا اور اس نے سر باہر نکال کر تھکا۔ اسے دور زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کی طرح اٹھا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے باہر دو مسلح فوجی موجود تھے لیکن ان کی پشت ان کی طرف تھی۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی فوجی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے سانسے والے پہاڑ کی چوٹی کو دیکھا وہاں چیک پوسٹ موجود تھی۔

"جینی، جگنا تھ کے پاس تھیلے میں دو تین سو جوتے ہیں وہ مجھے نکال کر دو"..... گراہم نے کہا تو چند لمحوں بعد اسے دو تین مل گئی۔ اس نے دو تین آنکسوں سے لگائی اور چیک پوسٹ کو دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ چیک پوسٹ خالی تھی اور وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہاں کوئی ٹکڑا ہے۔ زمین دوڑ لیبارٹری کا راستہ بھی کھلا ہوا ہے اور چیک پوسٹ بھی خالی ہے۔ وادی میں بھی صرف دو

میں داخل ہوئے اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد یہ کرکٹ آگے سے چٹان سے بند ہو گیا۔

"اب کیا ہو گا"..... گراہم نے چونک کر پوچھا۔

"یہ راست فوجیوں نے بند کیا ہے لیکن ایک اور راستہ موجود ہے۔ نیچے..... جگنا تھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور کچھ اوپر ایک سوراخ کے کنارے پر ہاتھ جما کر اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور پھر وہ گھسٹا ہوا اس سوراخ میں غائب ہو گیا۔

"آؤ جینی میں تمہیں اوپر اٹھاؤں"..... گراہم نے جینی سے کہا اور جینی نے اشیات میں سر ملادیا اور آگے بڑھ کر سوراخ کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ گراہم نے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے دونوں اطراف میں رکھے اور دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس نے جینی کو اٹھا کر اوپر کیا اور پھر جینی بھی گھسٹتی ہوئی اس سوراخ میں غائب ہو گئی تو گراہم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس سوراخ کے کنارے پر تھمائے اور اپنے جسم کو بازوؤں کے بل پر اوپر اٹھایا۔ سہاں واقعی ایک سنگ سا سوراخ تھا جس میں وہ گھسٹ کر آگے بڑھ سکتے تھے اور پھر گراہم بھی گھسٹتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جینی اور جگنا تھ دونوں آگے کر الٹک کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ چند لمحوں بعد یہ سوراخ ختم ہو گیا۔ اب دوسری طرف سے روشنی اندر آرہی تھی۔ وہاں پہنچ کر جگنا تھ اور جینی رک گئے۔ گراہم بھی کر الٹک کرتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

اس فوجی کا چہرہ ہوا جسم لچکت ساکت ہو گیا۔

کیا ہوا۔ کیا ہوا۔۔۔۔۔ دوسرے فوجی نے جیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا اور آنے لگا۔ اس نے بھی کاندھے سے مشین گن تارلی تھی۔ پھر وہ جیسے ہی قریب آیا گراہم نے چٹان کے پیچھے سے نکل کر اس پر حملہ کر دیا اور دوسرے لمحے وہ فوجی جیتتا ہوا نیچے گرا اور پھر گراہم نے اس کی گردن پر بھی کڑی تھیلی کا وار کیا لیکن یہ وار جیلے سے کم طاقت کا تھا اس لئے کٹاک کی آواز سنائی نہ دی لیکن اس فوجی کا چہرہ ہوا جسم لچکت ساکت ہو گیا۔ گراہم دوڑ کر اس سوراخ کی طرف بڑھا۔

آؤ ہمیں۔ جھلانگ لگا دو میں کہیں سنبھال لوں گا۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا تو جینی کا جسم باہر نکلا اور پھر اس نے ہاتھ جموز دینے لیکن گراہم نے واقعی بڑے ماہرانہ انداز میں اسے سنبھال لیا۔

کیا یہ دونوں فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ جینی نے سنبھلتے ہوئے پوچھا۔

نہیں۔ ایک کو میں نے صرف بے ہوش کیا ہے۔۔۔۔۔ گراہم نے جواب دیا۔

میں نیچے آؤں صاحب یا ہمیں رہوں۔۔۔۔۔ جگناٹھ نے پوچھا۔

تم بھی نیچے آ جاؤ۔ جلدی کرو۔ تھیلیا بھی لے آؤ۔۔۔۔۔ گراہم نے

کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی جگناٹھ نے بھی سوراخ سے نیچے جھلانگ لگا دی۔ گراہم نے اسے بھی اسی طرح سنبھال لیا کہ وہ گرنے سے بچ

فوجی موجود ہیں۔ ان کی پشت ہماری طرف ہے۔ میں نیچے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ گراہم نے دور بین آنکھوں سے ہٹا کر واپس جینی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اسلمہ تو لے لو۔۔۔۔۔ جینی نے کہا اور ساتھ ہی ایک مشین پستل اس نے گراہم کو دے دیا۔ گراہم نے مشین پستل جیب میں ڈالا اور پھر گھوم کر اس نے اپنا جسم آہستہ سے سوراخ سے باہر نکالا۔ اب اس کے صرف ہاتھ کنارے پر رہے ہوئے تھے اور پھر اس نے ہاتھ جموز دینے۔ ایک ہلکے سے دھماکے سے وہ نیچے گرا اور تیزی سے اچھل کر وہاں موجود ایک چٹان کے پیچھے ہو گیا۔ اس نے ان دونوں مسلح فوجیوں کو گھوم کر ادھر دیکھتے ہوئے جب تک کر لیا تھا۔ وہ شاید اس کے نیچے گرنے کے دھماکے کی آواز سن کر گھومے تھے پھر ان میں سے ایک فوجی تیز حیرت قدم اٹھاتا اور آنے لگا۔

سوراخ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ فوجی آ رہا ہے۔۔۔۔۔ گراہم نے اتنی آواز میں کہا کہ اس کی آواز سوراخ میں موجود جینی اور جگناٹھ تک نہ پہنچ جائے لیکن اس فوجی تک نہ پہنچ سکے۔ فوجی نے مشین گن کاندھوں سے اتار لی تھی جبکہ دوسرا فوجی بھی اب مڑ کر ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی فوجی اس چٹان کے قریب پہنچا اچانک گراہم نے اس کی ٹانگ کو پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ جیتتا ہوا بے اختیار نیچے گرا ہی تھا کہ گراہم نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے اس کی گردن پر کڑی تھیلی کا وار کیا اور کٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ

گیا تھا۔

"دور بین نکالو تاکہ باقی چٹیک پوش چٹیک کر لی جائیں۔ گراہم نے کہا تو جینی نے بیگ بگناہ سے لے کر اسے کھولا اور اس میں سے دور بین نکال کر گراہم کو دے گی۔ وہ تینوں اب بھی اس بڑی سی پستان کی اوٹ میں تھے۔ گراہم نے دور بین گلے میں لٹکانی اور پھر وہ پستان کی اوٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا ایک ایسی پستان کے پیچھے آ گیا جہاں سے وہ چاروں اطراف میں چٹیکنگ کر سکتا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آ جاؤ۔ ساری چٹیک پوش خالی ہیں بلکہ درے کے دوسری طرف بھی کوئی نہیں ہے۔" گراہم نے کہا تو بگناہ اور جینی بھی پستان کے پیچھے سے نکل آئے۔

"یہ سب کیوں ہے۔" جینی نے کہا۔

"تم بگناہ کے ساتھ ہمیں روکیں اس لیبارٹری کے کھلے حصے کی طرف جا رہا ہوں۔" گراہم نے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس حصے کی طرف بڑھ گیا جو صندوق کے ذمکن کی طرح اوپر اٹھا ہوا تھا اور جس کے باہر دونوں فوجی موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ وہاں پہنچ گیا۔ اندر بختہ سڑک نیچے جا رہی تھی جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ اس نے مشین پشیل جیب سے نکال لیا تھا۔ دور بین البتہ اس کے گلے میں لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے ہونٹ جھنجھے ہوئے تھے کیونکہ وہاں موجود پر اسرار خاموشی کا مطلب

تھا کہ وہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے اور پھر جب وہ اس دروازے سے دوسری طرف گیا تو وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ وہاں ایک ہال موجود تھا جس میں مشینیں موجود تھیں لیکن یہ مشینیں پوری طرح تباہ ہو چکی تھیں۔ ہال کے فرش اور مشینیں پر خون کے دھبے نمایاں تھے۔ گراہم آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری لیبارٹری کو گھوم کر دیکھ لیا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا اور تمام مشینیں کو اس طرح تباہ کر دیا گیا تھا جیسے ان پر مشین گنوں سے فائرنگ کی گئی ہو۔ وہ واپس مڑا اور پھر دوڑتا ہوا اس سرنگ سے باہر آ گیا۔ اب وہ اس پستان کی طرف بڑھ رہا تھا جہاں ایک فوجی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اب وہی فوجی ہی اسے بتا سکتا تھا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔

"کیا ہوا اگر اہم۔" جینی نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کی مشینیں تباہ شدہ حالت میں ہے۔ وہاں ہر طرف خون کے دھبے پھیلے ہوئے ہیں اور لیبارٹری میں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔" گراہم نے جواب دیا اور آگے بڑھ کر اس نے بے ہوش بڑے ہوئے فوجی کے ہجرے پر زور زور سے تھپمارنے شروع کر دیے۔ سچو تھے یا یا بگوئیں تھپمار اس فوجی نے کر لیتے ہوئے آنکھیں کھول دیں تو گراہم نے اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ اس فوجی کے منہ سے گھٹی گھٹی سی آوازیں نکل رہی تھیں۔

"یہاں کیا ہوا ہے۔" بولو کیا ہوا ہے یہاں۔" گراہم نے پوچھتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اس فوجی کے ہجرے پر

ایک زوردار تھوڑا دیا۔ فوجی کے منہ سے بے اختیار جھجھک نکل گئی۔
 "یو لو کیا ہوا ہے یہاں۔" گراہم نے استہیائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں سب ہلاک ہو گئے ہیں۔ سب۔" فوجی نے اٹک اٹک کر کہا۔

"کس طرح۔" تفصیل بتاؤ۔ پھر مشینری بھی سنا ہے کس نے ایسا کیا ہے۔" گراہم نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ہم تو عمارت پور میں تھے کہ ہمیں یہاں کال کیا گیا۔ جب ہم یہاں پہنچے تو یہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی تھیں اور ملٹری انتہیلی جنس کے چیف کرائٹل پر شاد کا ہیلی کاپٹر یہاں موجود تھا۔ لیبارٹری کا یہ دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر لاشیں تھیں۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ یہاں غیر ملکی ہتھیاروں نے واردات کی ہے۔ لیبارٹری کے تمام سائنسدان ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ مشینری سناہ کر دی گئی ہے۔ چیف پوسٹوں اور پہرے پر موجود تمام فوجی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ چیف صاحب ویسے ہی دور سے پرانے تھے تو یہاں یہ صورت حال تھی پھر ان کے حکم پر اور ہیلی کاپٹر یہاں آگئے۔ تمام لاشیں ان میں لاد دی گئیں اور ہم دونوں کو یہاں پہرے پر کھڑا کر کے چلے گئے۔" فوجی نے جواب دیا۔

"یہ واردات کب ہوئی۔" گراہم نے ہوشیار پوچھنے ہوئے پوچھا۔

"چار پانچ گھنٹے پہلے تو ہمیں بلایا گیا تھا۔ واردات تو اس سے پہلے کی تھی۔ ہمیں تو معلوم نہیں ہے کہ کب ہوئی ہے۔" فوجی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے لاشیں دیکھیں تھیں۔ اس میں پاکیشیائی سائنسدان اور کارمن سائنسدان کی لاشیں بھی تھیں یا نہیں۔" گراہم نے پوچھا۔

"ہاں۔ دو غیر ملکی سائنسدانوں کی لاشیں اندر سے نکالی تھیں اور انھارہ مقامی آدمیوں کی۔" فوجی نے جواب دیا تو گراہم نے عظمت مشین بیلٹ کا ٹریگر دبا دیا اور فوجی جھجھکا ہوا اٹھل کر نیچے گرا اور جھوٹے جھپٹنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"یہ کیا ہو گیا ہے۔" جینی نے کہا۔
 "ہم سے پہلے یہاں کوئی واردات کر گیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ کارروائی اس عمران اور اس کے ساتھیوں نے کی ہو۔ بہر حال مجھے چیک کرنا ہو گا کہ جس فارمولے پر کام ہو رہا تھا اس کیا ہوا۔ تم ہمیں رکو میں آ رہا ہوں۔" گراہم نے کہا اور واپس لیبارٹری کی طرف بھاگ پڑا۔ لیبارٹری میں داخل ہو کر اس نے اس بار ہر چیز کی تفصیلی تلاشی لی لیکن نہ ہی اسے وہاں سے کوئی کاغذ ملا اور نہ کوئی فائل اور نہ ہی کوئی مائیکروفلم۔ البتہ ایک جگہ رکھ کا ڈھیر پڑا ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں باقاعدہ کاغذات کو آگ لگائی گئی ہے۔ اس نے ایک طویل سانس لیا اور پھر واپس مڑ کر باہر آ گیا۔

”جواب میری رقم..... جگناٹھ نے کہا۔

”ہاں جہادی رقم بھی دےنا ہوں..... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پشل نکالا اور پھر اس سے پھلے کر جگناٹھ کچھ کھٹا کر تراہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی گولیاں جگناٹھ کے سینے پر پڑیں اور وہ جھٹکا ہوا نیچے گر اور چند لمحے ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”آؤ جینی۔ ہمیں واپس جانا ہے..... گراہم نے مشین پشل واپس جیب میں ڈالا اور بیگ اٹھا کر کاندھے پر باندھنے لگا۔

”واپس کا راستہ..... جینی نے کہا۔

”میں نے یاد رکھا ہے۔ آؤ..... گراہم نے کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً دوڑتے ہوئے اس درے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اسی رستے پر واپس چلے جا رہے تھے۔

”یہ کیا ہو گیا ہے۔ اب وہ فارمولا کہاں سے ملے گا..... جینی نے کہا۔

”دیکھو۔ اب واپس جا کر کچھ معلوم کرنا پڑے گا۔ فی الحال تو ہم ناکام ہو گئے ہیں..... گراہم نے جواب دیا اور جینی نے اشیات میں سر ہلا دیا۔

گنپت پور کے قصبے سے ایک طرف ہٹ کر ایک مناسب جگہ پر ہیلی کاپٹر اتر گیا تو عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئے۔ ناظران بھی ان کے ساتھ آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر ایک سیاحتی کمپنی کا تھا اور پائلٹ بھی اسی کمپنی کا تھا۔

”اب اس لیبارٹری کو تلاش کرنا ہو گا..... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں اس کا انتظام کر کے آیا ہوں عمران صاحب۔ یہاں ایک آدمی ایسا ہے جو معقول رقم پر معلومات فراہم کرتا ہے اور اسے اس علاقے میں خاصا باخبر سمجھا جاتا ہے۔ اس کا نام دلیپ سنگھ ہے۔ اس کا لکڑی کا کاروبار ہے۔ اس کا آفس مین بازار میں ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہو گا..... ناظران نے کہا تو عمران نے اشیات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب تیزی سے پھلتے ہوئے قصبے میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ

وہ عمران اور نازان کو اندر آتے ہوئے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔
 خوش آمدید جناب میرا نام دیپ سنگھ ہے۔..... اس نے
 کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

میرا نام نازان ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں پرنس۔ ہم
 دارالحکومت سے آئے ہیں۔..... نازان نے کہا اور پھر مصافحہ کرنے
 کے بعد وہ آستے سائے بیٹھ گئے۔

جی فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ دیپ سنگھ نے کہا۔
 دارالحکومت کے شہر سنگھ نے تجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ یہ
 ان کا کارڈ۔..... نازان نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس
 نے دیپ سنگھ کے سامنے کر دیا۔ دیپ سنگھ نے چونک کر کارڈ
 اٹھایا۔ اسے اسٹ پلٹ کر دیکھا اور پھر اس نے ایک طویل سانس
 لیتے ہوئے کارڈ اپنے سامنے رکھ دیا۔

آپ کو معلومات چاہئیں لیکن کس قسم کی..... دیپ سنگھ
 نے اس بار استہانی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

یہاں گنپت پور میں ایک ساتھی لیبارٹری ہے اس کا محل
 وقوع معلوم کرنا ہے۔..... نازان نے جواب دیا تو دیپ سنگھ
 ایک بار پھر چونک پڑا۔

آپ شہر سنگھ کی مپ پر آئے ہیں اس لئے آپ کو انکار نہیں کیا
 جاسکتا۔ لیکن آپ صرف محل وقوع معلوم کرنا چاہتے ہیں یا کچھ اور
 بھی..... دیپ سنگھ نے کہا تو نازان کے ساتھ ساتھ عمران بھی

میں بازار میں پہنچ گئے تھے سبھاں واقعی کلزی کا کاروبار کرنے والے
 اداروں کے دفاتر بھی تھے اور عام سامان فروخت کرنے کی دکانیں
 بھی۔ تھوڑی دیر بعد نازان ایک دفتر کے مین دروازے کی طرف
 بڑھا۔ اس پر دیپ سنگھ شہر بروکر کا بورڈ موجود تھا۔ آفس چھوٹا سا
 تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ انہیں
 اندر آتا دیکھ کر چونک اٹھا۔

دیپ سنگھ آپ ہیں۔..... نازان نے نوجوان سے مخاطب ہو
 کر کہا۔

جی نہیں۔ میں تو میز پر ہوں۔ جناب۔ مالک تو اندر اپنے کمرے
 میں ہیں۔ فرمائیے۔..... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہمیں دیپ سنگھ سے ملنا ہے ایک بڑے کاروباری حوالے کے
 سلسلے میں۔..... نازان نے کہا۔

آئیے۔..... نوجوان نے کہا اور ایک سائین پر موجود دروازے
 کی طرف بڑھ گیا۔

صرف میں نازان کے ساتھ اندر جاؤں گا تم ہمیں روکو گے۔
 عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں
 سر ہلا دیئے۔

تشریف لے جلیئے۔..... نوجوان نے دروازہ کھول کر ایک
 طرف ہٹتے ہوئے کہا تو عمران اور اس کے پیچھے نازان اندر داخل ہو
 گئے۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا۔ میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

ہوا کہ اس کا تبادلہ کسی دور دراز علاقے میں کر دیا گیا ہے۔ یہاں سے تمام فوج بھی واپس بلالی گئی تھی کہ بھاڑوں میں موجود دھیک بوسٹیں بھی خالی کر دی گئیں البتہ یہاں کی چوکی کے دو فوجی وہاں تعینات تھے۔ میں اپنے محبس کی وجہ سے خود وہاں گیا تو وہ دونوں چونکہ مجھے سے واقف تھے اس لئے میں نے خود جا کر اس لیبارٹری کو دیکھا۔۔۔۔۔ دیپ سنگھ نے کہا۔

”لیکن کیا آپ کو معلوم تھا کہ آپ کی یہ معلومات فروخت ہو جائیں گی۔“ تو آپ نے سب کچھ معلوم کیا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
”جی نہیں۔ مجھے کیسے خیال آ سکتا تھا یہاں کون آتا ہے لیکن ہم جیسے لوگوں کی عادت بن چکی ہے کہ ہم ہر قسم کی معلومات ضرور حاصل کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسی معلومات فروخت بھی ہو جاتی ہیں جیسے اب ہوئی ہیں۔“ دیپ سنگھ نے جواب دیا۔
”کیا ہم وہ لیبارٹری دیکھ سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”اگر آپ مزید دس ہزار روپے دے دیں تو میں آپ کے ساتھ چل کر آپ کو دکھا سکتا ہوں۔“ مجھے ظاہر ہے ان فوجیوں کو تو کچھ نہ کچھ دینا پڑے گا۔۔۔۔۔ دیپ سنگھ نے کہا تو عمران کے کہنے پر ناظران نے اسے دس ہزار روپے مزید دے دیئے۔ دیپ سنگھ نے یہ رقم بھی میز کی دراز میں رکھی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”آئیے۔ لیکن ہمیں یہاں سے پیدل چلنا ہو گا۔“ دیپ سنگھ نے کہا تو عمران اور ناظران نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جب وہ باہر

نہ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اب جو چیف ہے اس کا نام کرنل پرشاد ہے جناب۔ دو ماہ پہلے انہیں چیف تعینات کیا گیا ہے یہاں ملٹری انٹیلی جنس کی باقاعدہ چوکی موجود ہے کیونکہ یہ انتہائی قیمتی کمزری کے جنگلات ہیں اس لئے غیر ملکی ایجنٹ یہاں تخریبی کارروائیاں کر سکتے ہیں۔ اس لئے مجھے ملٹری انٹیلی جنس کے بارے میں معلومات ملتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔ دیپ سنگھ نے کہا۔

”لیکن آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے کہ یہ کام ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پرشاد نے کرایا ہے۔ اسے اس کی کیا ضرورت تھی۔“ عمران نے کہا۔

”کرنل پرشاد کے ساتھ میجر بشن داس بھی اس کارروائی میں شامل تھا اور میجر بشن اس چوکی کا انچارج ہے اور اعلیٰ غیر ملکی شراب اور محافف کیجئے مقامی لڑکیاں اسے میں سلانی کرتا ہوں۔ اس لئے وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتا۔ یہ کارروائی کل دوپہر کو ہوئی۔ جب ایجو لینس ہیلی کاپٹر یہاں آئے تو مجھے معلوم ہوا۔ میں حیران رہ گیا لیکن چونکہ لیبارٹری کے گرد فوج کا پہرہ تھا اس لئے میں وہاں تو نہ جا سکا البتہ جب سب چلے گئے تو بشن داس چوکی پر آگیا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا اور اس کی پسندیدہ شراب کی بوتل اسے پیش کی تو اس نے مجھے اندر کی بات بتادی اور آپ یہ سن کر بھی حیران ہوں گے کہ چند گھنٹوں میں ہی بشن داس کی ہینڈ کو آرڈر طلبی ہوئی اور پھر معلوم

آئے تو دیپ سنگھ باہر موجود ہوا، صاف اور باقی ساتھیوں کو دیکھ کر چونک پڑا۔

"یہ ہمارے ساتھی ہیں۔" عمران نے کہا تو دیپ سنگھ نے اثبات میں سر ہلادیا اور وہ سب اس کے ساتھ ہی دفتر سے نکلے اور اس کی رہائی میں آگے بڑھنے لگے۔ راستے میں عمران نے دیپ سنگھ سے ہونے والے تمام گھٹگو اپنے ساتھیوں کو بتا دی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ایک درے میں سے گزر کر ایک وادی میں داخل ہوئے تو عمران نے ایک جگہ زمین کا ایک حصہ کسی صندوق کے ذمکن کی طرح اٹھا ہوا دیکھا۔

"وہ فوجی تو نظر نہیں آ رہے۔ کہیں وہ واپس تو نہیں چلے گئے۔" دیپ سنگھ نے حیران ہو کر کہا۔

"ایک لاش مجھے نظر آئی ہے۔ فوجی کی لاش ہے۔" اچانک صفدر نے دو پتھانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سب اس طرف کو بڑھ گئے۔

"اوہ۔ اوہ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے۔ اوہ۔ دیپ سنگھ کے پھرے پر لاشیں دیکھ کر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہاں دو فوجیوں کے ساتھ ساتھ ایک مقامی آدمی کی لاش بھی موجود تھی۔ عمران نے انہیں بغور چیک کیا۔ ایک فوجی کی گردن ٹوٹی ہوئی تھی جبکہ دوسرے فوجی کے سینے میں گولیاں ماری گئی تھیں۔ اسی طرح مقامی آدمی کو بھی فائرنگ سے ہلاک کیا گیا تھا۔

"یہ مقامی کون ہے۔" عمران نے مڑ کر دیپ سنگھ سے سزا پوچھا۔

"میں تو اسے نہیں پہچانتا اور جناب اب مجھے اجازت دیں میں اب جہاں نہیں رک سکتا ورنہ میں بھی مشکوک ہو سکتا ہوں۔" دیپ سنگھ نے بے چہرے سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ جاسکتے ہیں۔" عمران نے اس کی بے چہرے کو کھینچے ہوئے کہا اور دیپ سنگھ تیز قدم اٹھاتا واپس درے کی طرف بڑھ گیا۔

"آؤ۔ اب اس لیبارٹری کو بھی دیکھ لیں۔" عمران نے کہا اور پھر دوسب اس لیبارٹری کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے لیبارٹری کو چیک کر لیا۔ واقعی اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا تھا۔

"یوں لگتا ہے جہاں کی باقاعدہ مہارت سے نکالشی لی گئی ہے۔" صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان دونوں فوجیوں کی موت کسی دوسرے فریق کا کام ہے اور یہ نکالشی بھی اس فریق نے لی ہے۔" کہیں شکیل نے کہا۔

"ہاں اور میرا خیال ہے کہ یہ کام اس لڑام کا ہو سکتا ہے۔ یہ مقامی آدمی شاید اس کے ساتھ آیا ہو گا۔" عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلادیئے۔ پھر عمران نے نشانات کی مدد سے اس سوراخ کو نکال کر دیا۔ اس کے نیچے زمین پر ایسے نشانات موجود تھے

”ہاں۔ تم نے درست تجزیہ کیا ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہم نے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے اور بس۔“
 عمران نے کہا اور جو یا نے اطمینان میں سر ہلا دیا۔
 ”لیکن عمران صاحب۔ وہ گراہم اور جینی تو اپنی جیب کا ہو میں ہی جموز کے تھے پھر کیا وہ کہاں پیدل آئے ہوں گے۔“ ناثران نے کہا۔

”اس سوراخ سے ان کے واہی میں داخلے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں کہاں تک پہنچنے کے بعد ان حالات کا علم ہوا ہو گا ورنہ وہ ہماری طرح درے کے راستے سے بھی آ سکتے تھے۔ دو فوجیوں کو ہلاک کرنا کسی لکھنٹ کے لئے کیا مشکل تھا۔“ عمران نے کہا اور سب نے اطمینان میں سر ہلا دیئے۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں کاہو جا کر وہاں چیک کر لینا چاہئے کہ ان کی جیب وہاں موجود ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو وہاں سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ کس وقت جیب لے کر گئے ہیں۔“ صالح نے کہا۔

”ہمیں اس کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے صالح۔ ہمیں وہ فارمولا حاصل کرنا ہے اور بس۔“ عمران نے کہا تو صالح نے بھی اطمینان میں سر ہلا دیا۔

”ناثران۔ اب ہم واہی دار حکومت جائیں گے اور تم نے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ غازی اٹیلی جنس کے کنٹرل پرشاد نے یہ فارمولا

آجیے اوپر سے کچھ لوگ کو دے ہوں۔

”اگر یہ کام واقعی کرنل پرشاد کا ہے جیسا کہ دلیپ سنگھ نے بتایا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری جہاز آمد کا علم ہو چکا ہے اور انہوں نے یہ کارروائی ہمیں آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کی ہے۔“ عمران نے واہی درے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 ”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں گراہم کے بارے میں اطلاع ملی ہو۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اتنی بڑی کارروائی کے لئے ہی سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا جائے یہ کام وہ اس گراہم کے خوف سے نہیں کر سکتے۔ یقیناً اس کا فیصلہ اعلیٰ سطح پر کیا گیا ہو گا اور ایسا صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی کے خوف سے ہی ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔
 ”تو اب وہ فارمولا۔ اب وہ کہاں ہو گا۔“ صالح نے کہا۔
 ”لامحالہ اسے کسی اور لیبارٹری میں ہتھیایا جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران۔ ایسا نہیں ہے۔ اس کارروائی کا مطلب ہے کہ فارمولا مکمل ہو چکا ہے ورنہ وہ ڈاکٹر عالم شیر اور ڈاکٹر ہیوگو کو کسی صورت بھی ہلاک نہ کرتے جبکہ تم نے خود بتایا ہے کہ دلیپ سنگھ نے بتایا ہے کہ دو غیر ملکی سائنسدانوں کی لاشیں بھی لے جانی گئی ہیں۔ وہ انہیں جہاز سے زندہ نکال کر دوسری لیبارٹری میں بھی تو لے جا سکتے تھے۔“ جو یا نے کہا۔

کہاں پہنچایا ہے..... عمران نے ناثران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "میں معلوم کر لوں گا۔ آپ بے فکر رہیں..... ناثران نے
 جواب دیا اور عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے کافرستان دارالحکومت کی
 ایک بڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ
 سیٹ پر گراہم تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جینی بیٹھی ہوئی تھی۔ اب وہ
 دونوں میک اپ میں تھے۔ گنپت پور سے وہ کاہو پہنچے اور پھر وہاں
 سے جیپ لے کر وہ واپس دارالحکومت لگے۔ یہاں پہنچ کر گراہم نے
 ایک اسٹینٹ مینس کے ذریعے ایک کالونی میں کوٹھی حاصل کی اور
 ساتھ ہی کار بھی۔ پھر انہوں نے باقاعدہ میک اپ کیا اور اس کے بعد
 گراہم نے تقریباً تین گھنٹوں کی کوشش کے بعد اس بات کا کھوج لگا
 لیا کہ ملری انٹیلی جنس کے چیف کرنل پرشاد نے دارالحکومت میں
 ایک ہوٹل میں کام کرنے والی لڑکی سے خفیہ شادی کر رکھی ہے اور
 وہ سرکاری تعطیل والے دن لازماً اس لڑکی کے فلیٹ پر آتے اور آج
 چونکہ سرکاری تعطیل کا دن تھا اس لئے گراہم اس لڑکی کے فلیٹ کی

طرف ہی جا رہا تھا۔ لڑکی کا فلیٹ ایک رہائشی بلازہ میں تھا اور گراہم نے صرف اس فلیٹ کو دیکھ چکا تھا بلکہ اس نے لڑکی کو بھی وہاں آتے جاتے چیک کر لیا تھا اور اس کے بارے میں معلومات بھی حاصل کر لی تھیں۔ اس لڑکی کا نام شکنتلا تھا اور اس وقت اس کی کار اس رہائشی بلازہ کی طرف ہی چڑھی چلی جا رہی تھی۔

تم نے یہ ساری معلومات اس قدر کم وقت میں کیسے حاصل کر لی ہیں..... جینی نے کہا تو گراہم بے اختیار مسکرا دیا۔

”جہاں دولت کا کھلا استعمال مکمل جا سم کی حیثیت رکھتا ہے اور تم جانتی ہو کہ مشن کے دوران میں نے دولت کے استعمال میں کبھی کنجوسی نہیں کی.....“ گراہم نے جواب دیا اور جینی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن ملزئی اتیلی جنس کے چیف سے نکرانا تو بہر حال خاصا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ حکومت کی تمام ایجنسیاں حرکت میں آجائیں گی.....“ جینی نے کہا۔

”آئی رہیں۔ ہم نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے.....“ گراہم نے کہا اور جینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد گراہم نے کار ایک رہائشی بلازہ کے کپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔ پھر نیچے اتر کر گراہم نے کار لاک کی اور بلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جینی اس کے ساتھ تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گئے اور چند لمحوں بعد وہ فلیٹ

نمبر بارہ کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ یہ نگہبانی فلیٹ تھی اور اس فلیٹس کو اس انداز میں ڈیزائن کیا گیا تھا کہ کسی قسم کی مداخلت نہ ہو سکے۔ فلیٹس بھی ساؤنڈ پروف تھے۔ گراہم نے کال بل کا بٹن پریس کر دیا۔

”کون ہے.....“ ڈور فون سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میرا نام البرٹ ہے۔ میرے ساتھ میری بیوی مارگریٹ ہے۔

ہمیں کرنل پرشاد نے آپ کے پاس بھیجا ہے ایک ضروری بات کرنی ہے آپ سے.....“ گراہم نے اجماعی نرم لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا.....“ شکنتلا کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت اور نوجوان مقامی لڑکی دروازے پر موجود تھی۔

”آجائے.....“ شکنتلا نے ایک طرف پھٹے ہوئے کہا تو گراہم اور جینی اس کا شکر ادا کر کے اندر داخل ہو گئے۔ شکنتلا نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئی جے بہترین فرنیچر سے آراستہ کیا گیا تھا۔

”جینیں.....“ شکنتلا نے کہا اور وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”ہاں۔ اب بتائیں کہ کیا بات ہے۔ کرنل پرشاد نے آج سے پہلے تو کبھی کسی کو جہاں نہیں بھیجا۔ پہلی بار ایسا ہوا ہے۔“ شکنتلا نے کہا۔

”کرنل پرشاد آج آپ کے پاس خود آنے والے ہیں۔ کب پہنچے

اور ایک کپڑے کے اس نے شکنتلا کے جبوے بھج کر اس کا منہ کھولا اور کپڑا اس کے منہ میں ٹھونس دیا تاکہ اگر جینی ہوش میں بھی آ جائے تو وہ نہ کوئی مدد طلب کر سکے اور نہ بچ سکے۔ فلیٹ میں انہیں اعلیٰ قسم کی شراب مل گئی۔ چنانچہ ایک گھنٹہ انہوں نے شراب پینے میں گزار دیا اور پھر جب کال بیل کی آواز سنائی دی تو گراہم چونک کر اٹھا۔ اس نے جینی کو وہیں رکھنے کا اشارہ کیا اور تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور خود دروازے کی اوٹ میں ہو گیا۔ دوسرے لمحے ایک لمبے قد اور سمراٹ جسم کا اوجڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری بیس سوٹ تھا۔ گراہم نے دروازہ بند کیا تو وہ مڑا۔

”تم۔ تم۔۔۔۔۔ آنے والے کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ گراہم کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا اور چند لمحوں بعد آنے والے کے ہاتھ پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اچانک ہی یہ سب کچھ پیش آنے کی وجہ سے وہ کسی قسم کی جدوجہد بھی نہ کر سکا تھا۔ گراہم نے اسے اٹھایا اور پھر اندرونی کمرے کی طرف لے گیا۔

”اب اس کے سنے دوسری دسی لانا ہوگی۔“ گراہم نے جینی سے کہا تو جینی سر ہلائی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔ گراہم نے کرنل پرشاد کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد جینی ایک اور دسی کا بنڈل اٹھائے آ گئی تو گراہم نے جینی کی مدد سے کرنل پرشاد کو کرسی پر باندھ دیا۔

”ہیں وہ کہاں۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا۔
 ”ایک گھنٹے بعد آجائیں گے۔ لیکن۔۔۔۔۔ شکنتلا نے کہا۔
 ”ہمیں ان سے ملاقات کرنی ہے۔“ گراہم نے کہا تو شکنتلا بے اختیار اچھل پڑی۔
 ”کیا۔ کیا مطلب۔۔۔۔۔ شکنتلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو گراہم اور جینی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”اے اے۔ اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اچانک اس کا بازو گھوما اور شکنتلا کنپٹی پر ضرب کھا کر جھنجھٹی ہوئی نیچے گری تو گراہم نے لات چلا دی اور دوسری ضرب کھا کر شکنتلا کے حلق سے ایک بار پھر جھنجھ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

”جینی یہاں سے کوئی دسی وصول نہ ہو۔“ گراہم نے کہا تو جینی سر ہلائی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں دسی کا ایک بنڈل موجود تھا۔

”آؤ۔ اسے آخری کمرے میں پہنچا کر باندھنا پڑے گا۔“ گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تھک کر بے ہوش پڑی ہوئی شکنتلا کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور ذرا انگ روم سے نکل کر فلیٹ کے آخری کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ بیڈ روم تھا۔ گراہم نے شکنتلا کو ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر جینی کی مدد سے اس نے اسے دسی سے باندھ دیا

"بیرونی دروازہ لاک کر دو۔ میں اسے ہوش میں لاتا ہوں۔"
 گراہم نے جینی سے کہا اور جینی سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی۔ گراہم نے
 ایک ہاتھ سے کرنل پر شاد کا دھکا ہوا سر پکڑ کر سیدھا کیا اور دوسرے
 ہاتھ سے اس کے چہرے پر زور دار تھپمارنے شروع کر دیے۔ تھوڑی
 دیر بعد کرنل پر شاد کراہتا ہوا ہوش میں آگیا تو گراہم ہچکے ہٹ کر
 دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ اس وقت ڈرائنگ روم میں تھے۔ جینی
 بھی واپس آکر گراہم کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"تم۔ تم۔ تم کون ہو۔ اور یہ۔ یہ کیا ہے۔" شکلنگا کہاں ہے۔" کرنل
 پر شاد نے ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فی الحال شکلنگا زندہ بھی ہے اور محفوظ بھی۔ وہ بیڈ روم میں ہے
 ہوش ہے لیکن اگر تم نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا تو ہمارے
 ساتھ ساتھ وہ بھی موت کے گھاٹ اتر جائے گی۔" گراہم نے سرد
 لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔" کرنل پر شاد نے ہونٹ
 جھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح سنجیدہ لگتا تھا۔

"کرنل پر شاد تم ملٹری انٹیلی جنس کے چیف ہو اور ظاہر ہے تم
 خاصے تربیت یافتہ آدمی ہو گے لیکن تم یہ بات سمجھ سکتے ہو کہ اگر ہم
 تمہارے اس خفیہ اڈے کا پتہ چلا سکتے ہیں تو ہم تمہاری زبان بھی
 کھلا سکتے ہیں۔ یہ فلیٹ ساؤنڈ پروف ہے اس لئے تمہاری جھنجھیں باہر
 نہ جاسکیں گی اور اس بات کا ہمیں علم ہے کہ اب کل تک یہاں

کوئی نہیں آئے گا۔ ہم نے تم سے صرف چند معلومات حاصل کرنی
 ہیں اور اگر تم درست معلومات مہیا کر دو تو ہم خاموشی سے واپس
 چلے جائیں گے۔ ہمیں تمہاری یا شکلنگا کی موت سے کوئی دلچسپی نہیں
 ہے اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم ہمیں پھر تلاش بھی نہ کر سکو گے
 اس لئے ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن اگر تم نے مزاحمت کی تو
 پھر نتیجہ تم خود سمجھ سکتے ہو۔" گراہم نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔" کرنل پر شاد نے کہا۔

"گنپت پور کی لیبارٹری تباہ کر دی گئی ہے اور وہاں ڈاکٹر عالم
 شیر اور ڈاکٹر ہیوگو سمیت تمام مقامی سائنسدان اور کام کرنے والے
 ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ تمام مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ میں نے
 وہاں جو حالات دیکھے ہیں اور پھر واپسی پر میں نے مختلف ذرائع سے جو
 معلومات حاصل کی ہیں اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ سب
 کچھ تمہاری سرکردگی میں ہوا ہے۔ تم نے ایسا کیوں کیا۔" گراہم
 نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ تو تم پاکیشیائی انجینئر ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
 انجینئر۔" کرنل پر شاد نے بے اختیار ہو کر کہا تو گراہم بے اختیار
 چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو تم نے اس انداز میں بتا دیا کہ تم نے یہ کارروائی
 پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے خوف سے کی ہے۔ ٹھیک ہے اب یہ بتا
 دو کہ ڈاکٹر عالم شیر کا فارمولا کہاں ہے۔" گراہم نے کہا۔

نے یہ ساری کارروائی کی ہے اور تم ملڑی اٹیلی جنس کے چیف بھی ہو اس لئے لامحالہ تمہیں معلوم ہو گا کہ پرائم منسٹر نے یہ فارمولا کہاں رکھا ہے۔..... گراہم نے کہا۔

"مجھے واقعی نہیں معلوم۔ پرائم منسٹر نے یہ ساری کارروائی کرائی ہے اسی لئے ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی فارمولے کو نہ پہنچ سکے۔..... کرنل پرشاد نے کہا۔

"لیکن مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ پرائم منسٹر نے یہ فارمولا کہاں رکھوایا ہے۔ بولو۔ کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔..... گراہم نے

کہا۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اب میری یہ جرأت تو نہیں کہ میں پرائم منسٹر سے پوچھوں اور نہ وہ مجھے بتائیں گے۔..... کرنل پرشاد نے

لامحالہ انہوں نے کسی کے ذریعے اسے کہیں رکھوایا ہو گا۔ تم کے لی اسے سے پوچھ سکتے ہو۔ تم ملڑی اٹیلی جنس کے چیف گراہم نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح معلوم نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر تم حلف دے کر کہہ دو کہ مجھے اور شکشا کو زندہ چھوڑ دو گے تو میں معلوم کر سکتا ہوں کہ پرائم منسٹر صاحب نے یہ فارمولا کہاں رکھوایا ہے۔ ملڑی جنس کا چونکہ اب اس فارمولے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے مجھے یہ معلوم کر کے تمہیں بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے

"فارمولا۔ کون سا فارمولا۔ مجھے تو کسی فارمولے کا علم نہیں ہے۔..... کرنل پرشاد نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم خود تشدد چاہتے ہو تو ایسے ہی ہوں۔..... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور اسے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

"اب بھی وقت ہے۔ سب کچھ بتا دو ورنہ جہادی آنکھیں اور جہادے جسم کا ایک ایک ریشہ کٹ جائے گا۔..... گراہم نے اجتنابی سرد لہجے میں کہا۔

"بچلے تم یہ بتاؤ کہ جہاد تعلق واقعی پاکیشیائی سیکرٹ سروس ہے۔..... کرنل پرشاد نے ہواٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں جہادے سوالوں کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔ مجھے۔ بولو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ بتا دو ورنہ۔..... گراہم نے غراتے ہوئے کہا۔

"فارمولا پرائم منسٹر صاحب کے حوالے کر دیا گیا ہے۔..... کرنل پرشاد نے بے اختیار ہلچے میں کہا تو گراہم چونک پڑا۔

"پرائم منسٹر کے حوالے کیوں۔..... گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دستبرد سے محفوظ رہ سکے۔..... کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

پرائم منسٹر اسے اپنی جیب میں تو نہیں رکھ سکتے اور چونکہ تم

سے لگا دیا جبکہ فون بیس میز پر ہی چڑا رہا۔ گراہم نے کرنل پرشاد کا بتایا ہوا نمبر پر ریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”میں پرائم مشنر ہاؤس“..... چند لمحوں بعد رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس۔ سیکورٹی آفیسر کیپٹن رنجیت سے بات کراؤ“..... کرنل پرشاد نے تھکاتے لہجے میں کہا۔

”میں سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو کیپٹن رنجیت بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل پرشاد بول رہا ہوں۔ جو کام جہارے ڈے لگایا تھا کیا وہ ہو گیا ہے“..... کرنل پرشاد نے کہا۔

”میں سر۔ لیکن“..... کیپٹن رنجیت نے ہچکاتے ہوئے کہا۔
”سپیشل فون کو آن کرو“..... کرنل پرشاد نے کہا۔
”میں سر“..... کیپٹن رنجیت نے کہا تو گراہم نے کرنل پرشاد کے اشارے پر کرڈیل دبا دیا۔

”میں نمبر بتاتا ہوں۔ اس نمبر پر کال کرو“..... کرنل پرشاد نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور نمبر بتا دیا تو گراہم نے ہاتھ اٹھایا اور ٹون آ جانے پر اس نے کرنل پرشاد کا بتایا ہوا دوسرا نمبر

لیکن میں وعدہ رہنا چاہتا ہوں“..... کرنل پرشاد نے کہا۔

”میں نے جہیں پہلے بھی بتایا ہے کہ مجھے جہاری موت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے البتہ اگر جہاری قتل حلف سے ہوتی ہے تو میں حلف دے دیتا ہوں“..... گراہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باقاعدہ حلف اٹھایا۔

”پرائم مشنر ہاؤس میں میرا ذاتی خبر موجود ہے اور میں نے اپنے تحقیق کے لئے اسے حکم دیا ہے کہ وہ خیال رکھے کہ پرائم مشنر صاحب فارمولا کہاں بھجواتے ہیں لیکن میں نے ابھی تک رپورٹ طلب نہیں کی۔ تم میری اس سے فون پر بات کراؤ میں اب جہارے سلسلے معلوم کرتا ہوں“..... کرنل پرشاد نے کہا تو گراہم نے اطمینان سے سر ہلا دیا اور پھر اس نے میز پر رکھے ہوئے فون رسیور اٹھایا اور اس میں موجود لاؤڈر کا بٹن پر ریس کر دیا۔

”اب بولو کیا نمبر ڈائل کرنا ہے“..... گراہم نے کہا تو کرنل پرشاد نے ایک نمبر بتا دیا۔
”یہ پرائم مشنر ایکس پیج کا نمبر ہے اس لئے تم نے خود کوئی بل نہیں کرنی“..... کرنل پرشاد نے کہا۔

”مارگسٹ۔ یہ رسیور کرنل پرشاد کے کان سے لگا دو۔ میں قریب کر دیتا ہوں“..... گراہم نے کہا اور پھر اس نے میز کو دھکی کر کرنل پرشاد کی کرسی کے بالکل قریب کر دیا تو جین نے اٹھ کر گراہم کے ہاتھ سے رسیور لیا اور اسے لے جا کر کرنل پرشاد کے

داخل کرنا شروع کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔

”یس۔ کیپٹن رنجیت بول رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے کیپٹن رنجیت کی آواز سنائی دی۔

”کرنل پرشاد فرام دی اینڈ۔ کیا رپورٹ ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”سر، اتم سنسر صاحب نے فارمولے کی مائیکروفلم انیمیک سنور میں رکھا رکھی ہے۔ وہ خود وہاں دورے پر گئے تھے۔ میں چونکہ بطور سکورٹی آفیسر ان کے ساتھ تھا اس لئے مجھے معلوم ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا تو گراہم نے کریڈل دیا اور مینی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”اب تو ہمیں معلوم ہو گیا۔ اب مجھے آزاد کر دو۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”جب حلف دے دیا ہے تو ہمیں بے فکر ہو جانا چاہیے۔ اب تم بتاؤ کہ انیمیک سنور کہاں ہے اور اس کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں۔“ گراہم نے کہا۔

”یہ ناقابل تسخیر سنور ہے۔ دارالحکومت سے چار سو کلومیٹر کے فاصلے پر کافرستان انیمیک لیبارٹریوں کا باقاعدہ زون ہے جسے انیمیک زون کہا جاتا ہے۔ ان لیبارٹریوں کے اندر یہ سنور ہے۔ اس زون کا

علم پاکیشیا کو بھی ہے اور شوگر ان کو بھی۔ اس کے باوجود آج تک کسی میں یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہاں حملہ کر سکے اور ویسے وہاں کوئی غیر متعلقہ آدمی کسی بھی صورت میں داخل نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہوں لیکن میں بھی وہاں نہیں جا سکتا۔ صرف پرائم سنسر اور صدر مملکت وہاں جا سکتے ہیں لیکن انہیں بھی باقاعدہ وقت دیا جاتا ہے۔ وہاں فضا، زمین سب کچھ ان کے اپنے کنٹرول میں ہے اور ہر کام کمپیوٹر کنٹرول ہے۔ وہاں کسی صورت بھی کوئی غیر متعلقہ آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ اسے واقعی ہر لحاظ سے ناممکن بنا دیا گیا ہے۔“ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

”وہاں جو لوگ رہتے ہوں گے وہ بہر حال کبھی نہ کبھی تو باہر آتے ہی ہوں گے۔“ گراہم نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن ان کے جسموں کے اندر مخصوص آلے موجود ہوتے ہیں جن کی مدد سے ان کی نگرانی کی جاتی ہے اور جب وہ واپس جاتے ہیں تو وہاں داخل ہونے سے پہلے ان کی مکمل سکریننگ کی جاتی ہے۔“ کرنل پرشاد نے کہا۔

”وہاں کے لئے سپلائی تو جاتی ہوگی۔ خوراک، سائنسی سامان اور ایسی ہی دوسرا ضروری سامان۔ وہ کس طرح جاتا ہے۔“ گراہم نے پوچھا۔

”اس کے لئے باہر بڑے بڑے سنور موجود ہیں۔ سپلائی وہاں سنور کی جاتی ہے اس کے بعد ہر چیز کو باقاعدہ چیک کر کے اندر لے جایا

جاتا ہے۔ سپلائی لے جانے والے خود اندر نہیں جاتے۔ چیک ہونے کے بعد سامان اندر جاتا ہے اور اس کے لئے بھی انویٹک اور کمپوزٹرز نظام ہے۔ کرنل پرشاد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”وہاں کا سیکورٹی چیف کون ہے۔“ گراہم نے پوچھا۔

”سیکورٹی چیف کرنل ٹھاکر ہے۔ اس کا اب فوج سے کوئی تعلق نہیں رہا اور نہ ہی وہاں کی سیکورٹی میں فوج کا کوئی عمل دخل ہے۔ ایک لحاظ سے وہ علاقہ کافرستان کے اندر ایک مٹھوہ سٹیٹ ہے۔ وہاں کے تمام معاملات ایک تین رکنی کمیٹی طے کرتی ہے اور پھر اس پر عمل درآمد کراتی ہے۔ اس کمیٹی میں چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ٹھاکر کے ساتھ ایک سائنسدان ڈاکٹر بھٹناگر اور ایک چیف سپلائی آفیسر ہے جس کا نام مہت ہے۔ اسے لالہ مہت کہا جاتا ہے۔ وہاں معمولی سے معمولی جرم کی مزامت ہوتی ہے اور یہ فیصلہ بھی فوری طور پر کیا جاتا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی وہ خود ہی کرتے ہیں۔“ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

”وہاں بہر حال فون پر تو بیرونی دنیا کا رابطہ ہو گا۔“ گراہم نے پوچھا۔

”ہاں۔ وہاں ایک جنرل ایس پیج ہے جو مکمل طور پر کمپوزٹرز ہے۔ اس کے ذریعے رابطہ ہو سکتا ہے لیکن تمام گفتگو ساتھ ساتھ ٹیپ بھی ہوتی رہتی ہے اور چیک بھی ہوتی رہتی ہے۔“ کرنل پرشاد نے جواب دیا۔

”اوکے۔ چونکہ تم نے تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے ہمارے خلاف کسی قسم کی کارروائی کرنے کی حماقت کی تو اس کا نتیجہ تم خود ہی بھگتو گے۔“ گراہم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں احمق نہیں ہوں اور اب میں اس کیس سے کوئی تعلق بھی نہیں رہا اس لئے میں کیوں اس پر کارروائی کروں گا۔“ کرنل پرشاد نے کہا تو گراہم نے آگے بڑھ کر ٹیگت بازو گھمایا اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب کرنل پرشاد کی کنپٹی پر پڑی تو اس کے حلق سے بے اختیار جھنجھٹ نکلی لیکن اس سے جھپٹ کہ اس کی جھنجھٹ گونج ختم ہوتی گراہم نے دوسری ضرب لگائی اور اس کے ساتھ ہی کرنل پرشاد کا جسم دھیل پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ گراہم نے فوجی رحد سے اس کی رسیاں کاٹ دیں۔

”آؤ اب نکل چلیں۔“ گراہم نے جینی سے کہا اور جینی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد ان کی کار پلازہ سے نکل کر سڑک پر دوڑتی ہوئی واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑی جلی جا رہی تھی۔

”اب ہمیں دوبارہ سیک اپ کرنا ہو گا۔“ جینی نے کہا۔
 ”ہاں۔“ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”جو کچھ کرنل پرشاد نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو وہ سنور واقعی ناقابلِ تسمیہ ہے۔“ جینی نے کہا۔

جاتے ہو..... جو لیا نے بھٹانے ہوئے لہجے میں کہا۔

افصول بکواس اور بکواس میں مجھے فرق بتا دو..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

فصول بکواس اے کہتے ہیں جو تم کرتے ہو اور بکواس اے کہتے ہیں جو تم بولتے ہو۔۔۔۔۔ اس بار حضور نے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ عمران بھی حضور کی اس وضاحت پر بے اختیار ہنس پڑا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں منافقت نہیں کرتا۔ قول بھی بکواس اور فعل بھی بکواس۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ بہر حال خوبی ہے۔ عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر سب عمران کے اس دلچسپ جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ناثران اندر داخل ہوئے۔

عمران صاحب صورت حال استعفیٰ پیچیدہ ہے۔ ناظران نے ایک غامبی کری پر بحثیں ہونے استعفیٰ تشویش جبرے لہجے میں کہا۔

کھینچے ہیں۔ سیرا مطلب ہے تمہاریاں ہیں حال کی صورت پر۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناظران بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران صاحب میرا خیال تھا کہ میں انیمک ایسٹے کے چھپ سکے رنی آفیس کے پرسنل سیکرٹری مہاتما کو کور کر لوں گا لیکن مجھے اپنی کوشش میں ناکامی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ وہاں کا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جسے کسی بھی طرح کور کیا جاسکے۔ ناظران نے کہا پوری تفصیل بتاؤ گے تو میری سمجھ میں بات آئے گی۔ میں ذر

”ہم آپ کے مقابلے میں کیسے دانشور ہو گئے۔“ مہدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”جہاڑ اچیف دانش منزل میں رہتا ہے اس لحاظ سے جہاڑ ابراہ راست تعلق دانش منزل سے ہے اور دانش منزل سے دانش بی مل سکتی ہے اور حمے دانش مل جائے وہ دانشور کہلاتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”چیک تو آپ کو بھی دانش منزل سے ملتا ہے۔ اس لحاظ سے تو آپ بھی دانشور ہیں.....“ صفدر نے کہا۔

مجھے تم مالی دانشور کہہ سکتے ہو اور مالی دانشوروں کے خلاف آج کل پاکیشیا کے عوام کے جذبات اس قدر جارحانہ ہیں کہ اپنے آپ کو مالی دانشور کہنا خود کشی کرنے کے مترادف ہے اس لئے یہی خاموشی بہتر ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

مالی دانشوروں کے خلاف عوام کے جذبات۔ کیا مطلب۔
صفدر نے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

مالی دانشور کا مطلب ہے ماہر معاشیات اور ماہرین معاشیات نے پاکستان کی معیشت کو اپنی ماہرانہ پالیسیوں سے جس سطح پر پہنچا دیا ہے وہ عوام اچھی طرح جانتے ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تم اس فصول کو اس کو چھوڑو۔ مشن کی بات کرو۔ جہارے پاس تو شاید یہ اس کا خرچہ ہے۔ ذرا کوئی بات کرے تو تم شروع ہو

کنہ ذہن واقع ہوا ہوں..... عمران نے معصوم سے انداز میں کہا تو عمران کے سب ساتھی حتیٰ کہ تنویر بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیا تھا۔

• عمران صاحب۔ جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ انٹیک ایسے میں تمام تر کنٹرول کمیونٹر کے ذریعے ہوتا ہے لیکن میرا خیال تھا کہ دولت دے کر کسی بھی ایسے آدمی کو توڑا جاسکتا ہے جو اس کمیونٹر کو بھی کنٹرول کر سکتا ہوں۔ سچاچہ میں نے اپنے تمام آدمیوں کو اس سلسلے میں الٹ کر دیا۔ چنانچہ مجھے اطلاع ملی کہ انٹیک ایسے کے چیف سیکورٹی آفیسر کرنل ٹھا کر کارپنسل سیکورٹی مہاتما اپنی بیمار ماں کی عیادت کے لئے ایسے سے باہر چھٹی پر گیا ہے اور اس سے بات چیت ہو سکتی ہے۔ سچاچہ میرے ایک خاص آدمی نے جا کر اسے کوڑ کیا۔ کسی شک و شبہ سے بچنے کے لئے میرا آدمی بظاہر اس سے ایک سفارش کے لئے ملا تھا اور اس نے باقاعدہ لکھ کر اپنی بات درخواست کی صورت میں مہاتما کو دی اور اس درخواست میں لاکھوں کروڑوں کی آفر بھی کی گئی تھی لیکن مہاتما نے اس درخواست کی پشت پر لکھا کہ ایسے سے باہر آنے والے ہر آدمی کے جسم میں خفیہ طور پر ایک خاص آلہ موجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی نہ صرف حرکات و سکنات بلکہ اس کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ ایسے کے کمیونٹر کے ذریعے باقاعدہ چیک اور میپ ہوتا رہتا ہے اور معمولی سے شک پر آدمی کو بغیر کسی پوچھ گچھ کے فوراً گولی مار دی جاتی ہے اس

لئے چاہے اسے کروڑوں روپے کیوں نہ دیئے جائیں وہ اس سلسلے میں کوئی بات کر ہی نہیں سکتا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یہ درخواست میرے آدمی کو یہ کہہ کر واپس کر دی کہ اس نے متعلقہ ادارے کے سربراہ کو سفارش کر دی ہے۔ وہ یہ درخواست لے جا کر اسے دے دے۔ اس کا کام ہو جائے گا اور خود وہ چلا گیا۔ میرے آدمی نے وہ درخواست اور اس پر مہاتما کی تحریر سمیت مجھے بھجوا دی۔ مہاتما واپس ایسے میں پہنچ گیا ہے..... ناثران نے کہا اور جیب سے درخواست نکال کر اس نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے درخواست کو چڑھا اور پھر اس کی پشت پر موجود مہاتما کی تحریر کو پڑھنے لگا۔

• ہونہر۔ واقعی اجتہادی سخت ترین انتظامات ہیں..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے درخواست واپس ناثران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

• لیکن ہم نے بہر حال یہ مشن تو مکمل کرنا ہے..... جو بیانے کہا۔

• اس ایسے میں داخل ہونے اور اس کے اندر سے وہ ہائیکرو فلم حاصل کر کے واپس باہر آنا ناممکن ہے لیکن جہاں انتظامات جتنے سخت ہوتے ہیں وہاں اتنی بڑی ہی کمزوریاں ہوتی ہیں اور ہم نے بہر حال اس سیٹ اپ میں کوئی نہ کوئی کمزوری تلاش کرنی ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

رکھی ہوگی۔ اب پورے ایسے کو تو بیک وقت چیک نہیں کیا جا سکتا۔..... اس بار صلح نے کہا۔

"اس وسیع ایسے کے گرد باقاعدہ پلٹ چار دیواری ہے اور چار دیواری ریڈ بلاکس سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس کے اوپر باقاعدہ طاقتور الیکٹریک وائر کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر چیکنگ دائرہ ایسی ہی دوسری دائرہ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ چار دیواری میں ہر پانچ سو گز کے فاصلے پر چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ رات کو طاقتور سرچ لائٹس بھی روشن رہتی ہیں اس کے علاوہ چوبیس گھنٹے ایسی ریز بھی اس چار دیواری کے گرد بیرونی اور اندرونی طرف پھیلی رہتی ہیں کہ کوئی جاندار اس ایسے سے ایک سو فٹ رینج میں داخل ہوتے ہی ان چیکنگ ٹاورز میں موجود مشینری پر چیک ہو جاتا ہے اور پھر بغیر کچھ پوچھ گچھ کے اس پر فائر کھول دیا جاتا ہے۔" عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے چپے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ناثران اندر داخل ہوا اور عمران نے سوائے نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ایسی کوئی فائل وزارت دفاع میں موجود نہیں ہے جناب۔ میں نے اجماعی طور پر معلوم کر لیا ہے۔" ناثران نے دوبارہ کرسی پر اکر بیٹھنے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب کارروائی کسی اور انداز میں کرنی پڑے گی۔" عمران نے ایک طویل سانس لیٹے ہوئے کہا۔

"اور انداز میں۔ کیا مطلب۔" سب نے چونک کر پوچھا تو

میں نے جو کچھ معلوم کیا ہے عمران صاحب بقاہر تو کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔..... ناثران نے جواب دیا۔

"کمزوری نظر آجائے تو وہ کمزوری نہیں رہتی۔ وہ اسے ٹھیک کر لیں گے اس لئے کمزوری تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اس انٹیک ایسے پر کئے جانے والے حفاظتی انتظامات کی فائل تو لامحالہ وزارت دفاع میں موجود ہوگی۔ اگر وہ فائل ہمیں مل جائے تو پھر کوئی نہ کوئی کمزوری تلاش کی جاسکتی ہے۔" عمران نے کہا۔

"اگر ایسی کوئی فائل ہے تو مل جائے گی۔ میں معلوم کرتا ہوں۔" ناثران نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب۔ انٹیک ایسے میں انٹیک لیبارٹریاں بھی موجود ہوں گی اور زیادہ حفاظت ان لیبارٹریوں کی باقی ہوگئی جبکہ سٹور ظاہر ہے لیبارٹریوں سے ہٹ کر ہی بنایا گیا ہوگا اس لئے اگر ہم کوشش کریں تو وہاں کام کرنے والے افراد کو انوکھا کر کے ان کے روپ میں اندر داخل ہو کر کارروائی کی جاسکتی ہے۔ یہ آلہ یقیناً باہر آنے والے افراد کے جسموں میں لگایا جاتا ہوگا۔ وہاں کام کرنے والے ہزاروں افراد کے جسموں میں تو یہ آلہ نہیں لگایا جاسکتا۔..... کمپنن شکل نے کہا۔

مسک تو اندر داخل ہونے کا ہے۔ جسے انہوں نے کمپیوٹر چیکنگ سے نامنہ بنا رکھا ہے۔ عمران نے جواب دیا۔ لیکن اس قدر وسیع و عریض ایسے کے گرد انہوں نے چند جگہوں پر ہی چیکنگ کر

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ تنویر کی طرح ڈائریکٹ ایکشن کا سوچنا پڑے گا۔ اوکے تم لوگ تیار ہو جاؤ ہم رات کو اس ایریہ میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ پھر کیا ہوتا ہے یہ بعد میں دیکھا جائے گا۔..... عمران نے کہا۔

لیکن کیسے عمران صاحب..... ناثران نے حیران ہو کر کہا۔

یہاں پہنچ کر سوچیں گے۔ فی الحال ہم یہاں سے اٹھیں ایریہ کے قریب ترین شہر پرست جائیں گے اس کے بعد آگے کارروائی ہو گی۔ تم ہمارے لئے یہاں کوئی اچھی سی رہائش گاہ کا انتظام کر دو۔ عمران نے ناثران سے مخاطب ہو کر کہا اور ناثران نے اہلبات میں سر ہلا دیا۔

گراہم کمرے میں بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا جبکہ چینی ایک کرسی پر بیٹھی ہوتی تھی۔ کیا تمہیں یقین ہے گراہم کہ یہ شخص رام چندر کامیاب رہے گا..... چینی نے کہا۔

دیکھو کیا ہوتا ہے۔ بہر حال کچھ نہ کچھ تو ہو گا..... گراہم نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ چینی مزید کوئی بات کرتی سیر پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گراہم نے تیزی سے مڑ کر سیور اٹھا لیا۔

میں۔ مائیکل بول رہا ہوں..... گراہم نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

جواب۔ معاملات طے ہو گئے ہیں۔ آپ رقم لے کر میرے پاس پہنچ جائیں..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بچہ

وہ اس سلسلے میں اپنے تعلقات استعمال کر کے کوئی نہ کوئی لاٹھ
مصلے کر لے گا اور پھر گراہم کو اطلاع کر دے گا۔ چنانچہ گراہم
اس رام چندر کی طرف سے اطلاع کا شدت سے منتظر تھا اور اب
اطلاع ملنے کے بعد وہ اس رام چندر کے پاس ہی جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ اشوا ہونٹل پہنچ گئے۔ کاؤنزیر جب انہوں نے اپنے نام مائیکل
اور مارگریٹ بتائے تو انہیں فوری طور پر ہونٹل کے نیچے بٹے ہوئے
خفیہ تہہ خانوں میں واقع رام چندر کے مخصوص آفس میں پہنچا دیا
گیا۔

”آئیے مسز مائیکل اور مس مارگریٹ۔ تشریف لائیے۔“
لسوٹر سے بھرے اور گزرنا تھوڑی کے مالک ادھیڑ عمر رام چندر نے
ان کا کرسی سے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر
یہ اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ شخص مدد درجہ لاپالی اور حریف آدمی ہے اور
دولت کی خاطر ہر کام کر سکتا ہے۔

”شکر یہ مسز رام چندر.....“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا اور
پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ میز کی دوسری طرف موجود کرسیوں پر
بیٹھ گئے۔ رام چندر نے ان کے لئے شراب منگوائی اور پھر جب وہ
شراب کی بوتل اور گلاس میز پر رکھ کر چلا گیا تو رام چندر نے اپنے
ہاتھوں سے بوتل کھولی اور گلاسوں میں شراب ڈال کر اس نے ایک
ایک گلاس گراہم اور جینی کے سامنے رکھا اور ایک گلاس اٹھا کر اپنے
سامنے رکھ لیا۔

مقامی ہی تھا۔

کیا ہوا ہے۔ ہماری تسلی کے لئے کچھ اشارے دے دو۔“ گراہم
نے ہونٹ بجاتے ہوئے کہا۔

”سنو اسسٹنٹ مجوزن ملی سے بات طے کر لی گئی ہے۔ فون پر
صرف اتنا بتایا جا سکتا ہے۔ تفصیل آپ کے آنے پر..... دوسری
طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ ہم آرہے ہیں.....“ گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
”آؤ جینی چلیں۔ شاید کام ہو جائے۔“ گراہم نے جینی سے کہا
اور جینی سر ملاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”یہ لوگ دھوکہ تو نہیں کریں گے.....“ جینی نے کہا۔
”ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بات چیت ہونے پر ہی معاملات واضح
ہوں گے.....“ گراہم نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کار میں بیٹھے
اشوا ہونٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رام چندر اشوا ہونٹل کا
مالک تھا۔ گراہم نے بڑی بھاگ دوڑ کے بعد اور کافی لمبی رقم خرچ
کرنے کے بعد معلوم کیا تھا کہ رام چندر اس انینک ایسٹے میں
سپلائی کا نمٹیدار ہے اور اس کے تعلقات خامے وسیع ہیں۔ چنانچہ
گراہم اس رام چندر سے ملا اور اس سے ملنے ہی اسے محسوس ہو گیا تھا
کہ واقعی رام چندر اگر چاہے تو ان کا کام ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے
رام چندر کو نہ صرف ایک بہت بڑی رقم کی آفر کر دی تھی بلکہ پیشگی
کے طور پر اسے بھاری رقم دے بھی دی۔ رام چندر نے وعدہ کیا کہ

سسر مائیکل۔ بھوجن مل انیمک سنور میں اسسٹنٹ ہے۔ وہ ان دنوں ایک شادی کے سلسلے میں ایسے سے باہر ہے اور اس نے آج ہی واپس جانا ہے۔ اس سے سری بات چیت ہوتی ہے لیکن چونکہ ایسے سے باہر آنے والے ہر آدمی کے جسم میں ایک خفیہ آلہ رکھ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی حرکات و سکنات کے ساتھ ساتھ اس کی گفتگو بھی وہاں کمیونٹر پرچیک ہوتی رہتی ہے اس لئے عام حالات میں تو یہ لوگ نہ ہی کوئی غلط بات کر سکتے ہیں اور نہ کسی مشکوک آدمی سے ملاقات کر سکتے ہیں لیکن مجھے معلوم ہے کہ پرائیویسی کے سلسلے میں ہر آدمی کے پاس ایک مخصوص قسم کا کیسٹیکل موجود ہوتا ہے جس کے استعمال کی چند گھنٹوں کے لئے اجازت ہوتی ہے۔ جب یہ کیسٹیکل اس جگہ پر لگا دیا جاتا ہے جہاں آلہ نصب ہوتا ہے تو یہ آلہ چند گھنٹوں کے لئے کام کرنا بند کر دیتا ہے اور کمیونٹر پرچیکنگ پر مامور افراد سمجھ جاتے ہیں کہ ان کا آدمی اس وقت پرائیویسی میں ہے۔ پرائیویسی سے آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔۔۔ رام چندر نے مسکراتے ہوئے کہا تو مائیکل نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ملادیا۔

چونکہ بھوجن مل کی پرائیویسی مہیا کرنا میرے ذمہ ہے اس لئے اس کا مجھ سے گہرا تعلق رہتا ہے اس لئے مجھے معلوم تھا کہ اس وقت اس سے بات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ میں جا کر اس سے ملا اور اس سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ وہ کام کرنے پر رضامند ہو گیا ہے لیکن

اس کا کہنا ہے کہ وہ یہ مائیکرو فلم وہاں سے نکال کر باہر نہیں لا سکتا البتہ سنور سے نکال سکتا ہے لیکن ظاہر ہے اس سے ہمیں یا آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے طویل سوچ بچار کے بعد آخر کار اس نے ہی اس کا ایک حل نکالا ہے کہ انیمک بیرونی ایسے کے ایک دلچسپ نادر پر اس کا ایک دوست رات کے وقت ڈیوٹی دیتا ہے۔ اس نادر پر تمام تر مشینری ہوتی ہے اس لئے وہاں آدمی بھی صرف ایک ہوتا ہے لیکن وہ بھی نہ باہر جا سکتا ہے اور نہ کسی کو ساتھ لے آ سکتا ہے البتہ ہر نادر پر ایسی گن موجود ہوتی ہے جسے ہر گھنٹے بعد فائر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اسے ٹرینج فائر کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس گن سے نکلنے والا میزائل آسمان پر جا کر پھٹتا ہے اور اندھیرے میں روشنی پیدا کرتا ہے۔ یہ انتظامات اس لئے کئے گئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو تا رہے کہ نادر پر ڈیوٹی دینے والا سو تو نہیں گیا۔ چنانچہ بھوجن مل نے یہ سوچا ہے کہ وہ اپنے اس دوست سے مل کر اس ٹرینج فائر کیسپول کو خالی کر کے اس کے اندر یہ مائیکرو فلم رکھ کر اسے ایسے سے باہر فائر کر دے گا اور اس طرح یہ کیسپول فارمولے کی مائیکرو فلم سمیت ایسے سے باہر ایک مخصوص جگہ پر جا گرے گا جہاں سے اسے اٹھایا جا سکتا ہے اور کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا۔ رام چندر نے کہا تو گراہم کی آنکھوں میں چمک سی آگئی کیونکہ یہ واقعی انتہائی بے داغ طریقہ تھا فلم کو ایسے سے باہر نکلنے کا۔

کرے اور آپ کو بھی گارنٹی میں ہی دے سکتا ہوں کہ اگر آپ کو اعتماد ہو تو پھر ٹھیک درتہ آپ کی مرضی..... رام چندر نے کہا۔
- تم مجھے حلف دو کہ یہ کام جس طرح تم نے بتایا ہے ویسے ہی ہوگا..... گراہم نے کہا۔

- ٹھیک ہے۔ میں حلف دیتے کے لئے تیار ہوں..... رام چندر نے کہا اور پھر اس نے باقاعدہ حلف اٹھایا تو گراہم نے جیب سے ایک چٹک بک نکالی۔ یہ ایک ایک لاکھ ڈالر کے گارینڈ چٹک تھے۔ چٹک بک میں سو چٹک تھے۔ گراہم نے اکیاون چٹک، چٹک بک سے علیحدہ کئے اور بقیہ چٹک بک واپس جیب میں ڈال کر اس نے علیحدہ کئے ہوئے تمام چٹک رام چندر کے حوالے کر دیئے۔ رام چندر کے چہرے پر لکھت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

- آپ..... بٹھیں۔ میں انہیں سیف میں رکھ کر آ رہا ہوں..... رام چندر نے کہا اور انہ کر وہ اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جانے کے بعد جینی نے گراہم کی طرف دیکھا تو گراہم نے مسکراتے ہوئے جھٹکا دے کر سر کو ہلایا تو جینی کے چہرے پر مسکراہٹ رہینگ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ گراہم کے اشارے کا مقصد ہے کہ کام ہونے کے بعد وہ اس رام چندر سے یہ سب کچھ جبرا واپس لے لے گا اور اسے معلوم تھا کہ گراہم ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ تھوڑی دیر بعد رام چندر واپس آیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

- وری گڈ۔ واقعی اچھا طریقہ ہے حالین کیا اس کا دوست اس بات پر رضامند ہو جائے گا..... گراہم نے کہا۔

- جی ہاں۔ مجھ جن مل نے اس کی ذمہ داری لی ہے لیکن اس سارے کام کے لئے اس نے پچاس لاکھ ڈالر طلب کئے ہیں۔ اس سے کم ایک ڈالر بھی وہ لینے کے لئے تیار نہیں ہے اور یہ رقم آپ کو پیشگی دینی ہوگی..... رام چندر نے کہا۔

- یہ تو بہت بڑی رقم ہے رام چندر۔ بہت بڑی..... گراہم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

- کام بھی تو بہت بڑا ہے۔ جتنا ابھی اس کام کے لئے آپ کو علیحدہ ایک لاکھ ڈالر دینا ہوں گے اور یہ فیصلہ آپ نے فوری کرنا ہے۔ اس میں وقت بے حد کم ہے..... رام چندر نے کہا۔

- لیکن یہ کام کب ہوگا..... گراہم نے کہا۔

- آج رات کو بارہ بجے۔ میری مجھ جن مل سے بات ہو چکی ہے جس جگہ وہ ٹاور ہے اس طرف دوران علاقہ ہے۔ ہم وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر فائر ہوتے ہی ہم وہاں سے فارمولا حاصل کر کے واپس آ جائیں گے..... رام چندر نے کہا۔

- لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے جس طرح کام بتایا گیا ہے ویسے ہی ہوگا..... گراہم نے کہا۔

- اس کی گارنٹی دونوں طرف سے میں ہی دے سکتا ہوں۔ مجھ جن مل کو بھی میں ہی گارنٹی دوں گا کہ رقم وصول ہو چکی ہے وہ کام

"یہ ایسے کا قریبی شہر ہے وہاں بھی میرا ایک گھب ہے۔ ہم چار گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے اور پھر اطمینان سے اپنے وقت پر ہسپتال پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے۔" رام چندر نے کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ ہم تیار ہیں۔" گراہم نے جواب دیا اور رام چندر نے فون کا رسیور اٹھایا۔ وہ شاید روانگی کے انتظامات کے سلسلے میں کسی کو ہدایات دینا چاہتا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پربت پہنچ چکا تھا۔ وہاں انہوں نے ایک اسٹینٹ انجینی کے ذریعے ایک رہائش گاہ اور کار وغیرہ حاصل کر لی تھی۔ پربت خاصا بڑا شہر تھا اور وہاں کئی بڑی بڑی صنعتیں بھی تھیں اس لئے وہاں ہر قسم کی چیزیں آسانی سے مہیا ہو جاتی تھیں اور چونکہ کافرستان میں خفیہ طور پر بھاری رقم کی ادائیگی پر ہر قسم کا اسلحہ بھی مل جاتا تھا اس لئے عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت اس کا محلہ بندوبست بھی کر لیا تھا۔ اس وقت وہ سب اس رہائش گاہ کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ عمران نے ایک نقشہ کھول کر اپنے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یہ نقشہ ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ عمران نے وہاں ایک ایسے آدمی کو زبردستی کر لیا تھا جو پہلے انہیں کی سیکورٹی میں کام کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کی مدت ملازمت ختم ہو گئی تھی تو وہاں سے آ گیا۔ وہ چونکہ پربت کا ہی رہائشی تھا اس لئے وہ پربت میں ہی رہنے لگا

تھا۔ انیمک ایسے میں سوائے بڑے عہدوں کے جھوٹے ملازمین کے لئے یہ قانون موجود تھا کہ ان کی مدت ملازمت تین سال تک رہتی تھی اس کے بعد انہیں فارغ کر دیا جاتا تھا تاکہ وہ زیادہ عرصہ انیمک ایسے میں کام نہ کر سکیں۔ اس کی وجہ ان کے نزدیک یہ تھی کہ زیادہ عرصہ تک رہنے سے وہ اس کے خفیہ راز بھی جان سکتے تھے۔ اس آدمی کا نام گپتا تھا اور وہ ایک ہوٹل میں سر وائر تھا۔ یہ نقشہ اس گپتا نے تیار کیا تھا اور بھاری رقم کے عوض گپتا نے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ انیمک سنٹر کی سیکورٹی میں کام کرنے والے ایک آدمی کو اپنے ساتھ لاکر عمران سے ملوائے گا تاکہ عمران اس سے سنٹر کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکے۔ عمران اور اس کے ساتھی سب مقامی میک اپ میں تھے۔ عمران اس نقشے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا کہ ساتھ بڑے ہونے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہی۔۔۔ پرنس بول رہا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گپتا بول رہا ہوں پرنس“..... دوسری طرف سے گپتا کی آواز سنائی دی۔

”ہیں..... عمران نے کہا۔

”شیام سے بات ہو گئی ہے وہ دس ہزار روپے کے عوض مکمل معلومات مہیا کرنے کے لئے تیار ہے لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ صرف

معلومات مہیا کر سکتا ہے مزید کچھ نہیں کر سکتا۔“ گپتا نے کہا۔
”نھیک ہے۔ پھر اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”آپ گڈ ڈے ریسٹوران میں آجائیں وہاں سپیشل رومز موجود ہیں۔ روم نمبر فور میں ہم دونوں موجود ہوں گے۔“ گپتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنی دیر بعد۔“ عمران نے پوچھا۔

”آدھے گھنٹے بعد۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوکے ہم آ رہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈالا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

”صالحہ اور جویا میرے ساتھ جائیں گی۔ تم لوگ جیسے رومز گے۔“ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صالحہ اور جویا اٹھ کر اس کے پیچھے برونی دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔

”تم گے ہم دونوں کو ہی کیوں ساتھ لیا ہے۔“ جویا نے رلستے میں پوچھا۔

”خاتون ساتھ ہو تو آدمی کو شریف اور بے ضرر رکھا جاتا ہے اور جہاں دو خواتین ہوں وہاں تو آدمی نجیب الطرفین شریف بن جاتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالحہ اور جویا دونوں بے اختیار ہنس پڑیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار ریسٹوران کی سائینڈ پر پارک کی اور چند لمحوں بعد وہ سپیشل روم نمبر فور کے

دروازے پر موجود تھے۔ عمران نے دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر گپتا موجود تھا۔ وہ عمران، جولیا اور صالحہ کو دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا۔

”تشریف لائیں پرنس۔“ گپتا نے کہا تو عمران اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جولیا اور صالحہ بھی اندر داخل ہوئیں تو گپتا نے دروازہ بند کر دیا۔ کمرے میں ایک اور اوجھڑا عمر مقامی آدمی موجود تھا جو عمران، جولیا اور صالحہ کو اندر آتے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

”پرنس۔“ شام ہے اور شام پرنس اور ان کی ساتھی خواتین ہیں۔ گپتا نے باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر رسمی فقرہ کی ادائیگی کے بعد وہ بیٹھ گئے۔

”پرنس آپ کیا چنا پسند کریں گے۔“ گپتا نے کہا۔

”کام کے دوران کچھ نہیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”شام آپ کو معلومات دینے کے لئے موجود ہے لیکن رقم آپ کو پیشگی ادا کرنا ہوگی۔“ گپتا نے کہا تو عمران نے جیب سے نوٹ نکالے اور انہیں اپنے سلسلے رکھ لیا۔

”سنو شام۔“ اگر جہازے ذہن میں بات ہے کہ تم رقم لے کر مجھے غلط معلومات مہیا کر کے اپنا الوسیہ حاکم لو گے تو ابھی انکار کر دو اگر میں جہازی مت مانگی رقم دے سکتا ہوں تو میں اسے مع منافق بھی وصول کر سکتا ہوں اور منافق جہازی جان کی صورت میں بھی

وصول ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ مجھے انیمک سنور کے طرز تعمیر اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل ہیں اس لئے مجھے ذرا دینے کی کوشش نہ کرنا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جو کچھ میں جانتا ہوں پرنس وہ میں بتا دوں گا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ انیمک ایسے کے انتظامات ایسے ہیں کہ آپ چاہے کچھ بھی کر لیں آپ نہ اس میں داخل ہو سکتے ہیں اور نہ وہاں سے کچھ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے معلومات مہیا کر کے میں اپنے ملک سے بھی غداری نہیں کروں گا اور معقول رقم بھی کماؤں گا۔“ شام نے جواب دیا۔

”گڈ۔“ جہاز جواب بتا رہا ہے کہ تم بچ بولو گے۔ اوکے = لو عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نوٹ اٹھا کر اس نے شام کے سلسلے رکھ دیئے۔

”شکر۔“ اب آپ پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔“ شام نے نوٹ اٹھا کر جیب میں ڈالتے ہوئے مسرت لہجے میں کہا۔

”صرف اتنا بتا دو کہ انیمک سنور میں انتہائی قیمتی چیزیں کس میں رکھی جاتی ہیں۔ الماریوں میں یا سپیشل سیف بنے ہوئے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”سپیشل سیف بنے ہوئے ہیں جتنا۔“ شام نے جواب دیا۔

”سنور کے اندرونی نظام اور حفاظتی اقدامات کے بارے میں

تفصیلات بتا دو..... عمران نے کہا اور شyam نے تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔

تم نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک سنور کے اندر کا کوئی آدمی نہ جاے سنور سے خفیہ طور پر کوئی چیز باہر نہیں آسکتی..... عمران نے کہا۔

جی ہاں۔ لیکن اندر دینی کام کرنے والا کوئی آدمی کوئی چیز سنور سے باہر تو لے آسکتا ہے لیکن وہ ایسے سے باہر کسی صورت بھی نہیں لاسکتا..... شyam نے جواب دیا۔

نھیک ہے۔ اب تم جاسکتے ہو۔ اب باقی باتیں گپتا سے ہوں گی..... عمران نے کہا اور شyam اٹھا اور سلام کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پرنس۔ آپ وہاں سے کیا لانا چاہتے ہیں۔ اس سنور میں تو انیمک لیبیا نریوں میں کام کرنے والی مشینری کے پرزے ہی ہوتے ہیں اور تو کچھ نہیں ہوتا۔ انیمک اسلحے کا سنور تو اس ایسے میں بنایا ہی نہیں گیا۔ وہ تو لمبزی کے خفیہ سنورز میں رکھا جاتا ہے۔ شyam کے جانے کے بعد گپتا نے کہا۔

وہاں ایک اہم سائنسی فارملے کی مائیکرو فلم رکھی گئی ہے اور مجھے وہ فلم چاہئے..... عمران نے کہا تو گپتا چونک چڑا۔

مائیکرو فلم۔ نہیں پرنس۔ ایسی چیزیں اس سنور میں کیسے رکھی جاسکتی ہیں۔ آپ کو کسی نے غلط اطلاع دی ہے..... گپتا نے کہا۔

نہیں۔ اسے حفاظت کی غرض سے وہاں رکھا گیا ہے۔ وہ وہیں موجود ہے اگر تم اس سلسلے میں کوئی مدد کر سکو تو جیس جہار امانت مانگا معاوضہ مل سکتا ہے۔ اتنا معاوضہ کہ تم یورپ یا امریکا جاکر عیش کی زندگی گزار سکتے ہو اور کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو گا۔ عمران نے کہا۔

پرنس۔ آپ کتنی رقم دے سکتے ہیں..... گپتا نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

جتنی تم مانگو۔ لیکن کام ہونا چاہئے..... عمران نے کہا۔
آپ اگر بیس لاکھ روپے دے سکیں تو میں اس فلم کو سنور تو لے آسکتا ہوں..... گپتا نے کہا۔

مل جائیں گے لیکن جتنے بجے بتاؤ کہ جہارے ذہن میں کیا پلان ہے کیونکہ بیس لاکھ بہت جڑی رقم ہے..... عمران نے کہا۔

پرنس ایک طریقہ ایسا ہے کہ جس سے کوئی بھی چیز ایسے سے باہر نکالی جاسکتی ہے۔ انتہائی اہم اور قیمتی پرزے جتنے بھی اس طریقے سے باہر نکالے جاتے رہے ہیں اور اب بھی نکالے جا رہے ہیں کیونکہ وہاں کے لوگ صرف تنخواہوں پر آم نہیں کر سکتے..... گپتا نے کہا۔

تم طریقہ تو بتاؤ پھر میں فیصد کروں گا کہ کیا واقعی ایسا بھی ہو سکتا ہے یا نہیں..... عمران نے کہا۔

جڑا آسان طریقہ ہے۔ آپ سنیں گے تو حیران رہ جائیں

پوچھا۔

"جیک کیا جاتا ہے لیکن باہر سے۔ اندر تو ظاہر ہے فضل بھرا ہوتا ہے۔" گپتا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔
 "جلو یہ تو ٹھیک ہے لیکن سنو رہے وہ فلم نکالے گا کون اور کون اسے پیک کر کے کنٹینر میں ڈالے گا۔" عمران نے کہا۔

"سنو سیکرٹی کا ایک آدمی بہت میں موجود ہے۔ وہ ایک ہفتے کی چھٹی پر آیا ہوا ہے اور کل بج اس نے واپس جانا ہے وہ یہ کام آسانی اور اطمینان سے کر سکتا ہے۔" جیٹ بھی وہ اہم برزوں کی سرنگٹ میں ملوث رہا ہے اور اب بھی شاید وہ یہ کام کرتا ہو۔" گپتا نے کہا۔

"لیکن اس کے جسم میں تو آگ ہو گا جس سے اس کی گھٹکو اور حرکات و سکنات وہاں جیک ہو رہی ہوں گی پھر اس سے بات کیسے ہوگی۔" عمران نے کہا تو گپتا بے اختیار چونک پڑا۔

"اس آلے کو چند گھنٹوں کے لئے آف کرنے کی اجازت ہوتی ہے تاکہ آدمی پرائیویسی کو انجوائے کر سکے۔ ایک خاص کیمیکل ساتھ دیا جاتا ہے چونکہ جاتے وقت اس کی مکمل سکریننگ کی جاتی ہے اس لئے انہیں اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ ان چند گھنٹوں میں پرائیویسی کے دوران وہ کیا کرتا ہے۔" گپتا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"کیا نام ہے اس کا۔" عمران نے پوچھا۔

جے۔۔۔۔۔ گپتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ وہ کون سا۔" عمران نے واقعی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ایمک لیبارٹریوں کا فضل بڑے بڑے مخصوص کنٹینروں میں بھر کر ایسے سے باہر نکالا جاتا ہے اور پھر انہیں دور پہاڑی علاقوں میں زر زمین دفن کر دیا جاتا ہے۔ ان کنٹینروں کی چیننگ سیکرٹی کے آدمی کرتے ہیں۔ ان کنٹینروں میں اہم پرزے ایسے لغافوں میں پیک کر کے ڈال دیئے جاتے ہیں جو آسانی سے غراب نہیں ہوتے۔ جب یہ فضل وہاں پہاڑی علاقے میں ڈالا جاتا ہے تو جیلے اسے ایک ڈھیر کی صورت میں ڈال دیا جاتا ہے۔ جب کافی فضل اکٹھا ہو جاتا ہے تو پھر اسے زمین میں دفن کر دیا جاتا ہے اور اکثر یہ فضل وہاں کئی کئی ماہ پڑا رہتا ہے اور رپورٹ دے دی جاتی ہے کہ اسے دفن کر دیا گیا ہے اس طرح دفن کرنے کی رقم بچالی جاتی ہے۔ اس ڈھیر سے آسانی سے وہ نغائے نکال لئے جاتے ہیں اور ان میں سے آلات نکال کر مارکیٹ میں فروخت کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ کارروائی ہر ہفتے ہوتی ہے اور اس کے لئے بدھ کا دن مقرر ہے اور کل بدھ ہے اور کل سنو میں سے وہ مائیکرو فلم نکال کر پیک کر کے فضلے میں ڈال دی جائے تو کل ہی وہ حاصل کی جا سکتی ہے۔" گپتا نے کہا تو عمران چونک پڑا کیونکہ طریقہ واقعی بے حد آسان اور سادہ تھا۔

"کیا فضلے کے اس کنٹینر کو جیک نہیں کیا جاتا۔" عمران نے

”یس۔ پرس بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”گپتا بول رہا ہوں پرس۔ اس آدمی سے میری بات ہوئی ہے لیکن ایک نئی صورت حال سامنے آئی ہے۔ کیا آپ کے علاوہ بھی کوئی پارٹی اس کام میں دلچسپی لے رہی ہے۔“ گپتا نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی گراہم کا نام آگیا۔

”ہو سکتا ہے۔ کیوں۔“ عمران نے پوچھا۔

”کیونکہ وہ پارٹی آج رات ہی وہ محل نکال لے جائے گی اور ٹھاکر بھی آج شام کو واپس ایریٹے میں جا رہا ہے۔“ گپتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تفصیل بتاؤ۔ کیا سلسلہ ہے۔ عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے ٹھاکر سے رابطہ کیا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ پہلے ہی اس معاملے میں بک ہو چکا ہے اس لئے وہ ہمارا کام نہیں کر سکتا جس پر میں نے اس سے مزید تفصیل معلوم کی تو اس نے بتایا کہ سنور کا سیکورٹی اسسٹنٹ مجھ جن مل جو اس کا یاس بھی ہے اس نے اس سے خون پر رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ اس نے کسی پارٹی سے ایک بھاری سودا کیا ہے۔ اس سودے کے تحت وہ دونوں مل کر سنور سے مائیکرو فلم نکال کر اسے ایریٹے سے باہر پہنچائیں گے۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ مجھ جن مل نے اس فلم کو باہر نکلنے کا اہتائی سادہ اور آسان طریقہ سوچا ہے۔ مجھ جن مل کا ایک دوست

اس کا نام ٹھاکر ہے۔ وہ سنور سیکورٹی چیف کا اسسٹنٹ ہے۔“ گپتا نے جواب دیا۔

”کیا وہ اس کام پر رضامند ہو جائے گا۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں کیونکہ میری اس سے کل ہی بات ہوئی ہے۔ وہ جو اکیلے کا عادی ہے اور اسے ہر وقت بھاری رقمات چاہئے ہوتی ہیں۔“ گپتا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تم اس سے بات کرو لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ فلم ہے اگر اسے اہتائی احتیاط سے ہیک نہ کیا گیا تو یہ ضائع بھی ہو سکتی ہے اور ایسی صورت میں سارا کام ہی ختم ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں جناب۔“ ٹھیک ہے آپ جائیں میں اس سے بات کر کے آپ کو فون کر دوں گا۔“ گپتا نے کہا تو عمران سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار واپس اپنی رہائش گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ ظاہر ہے جو یا اور ساتھ بھی اس کے ساتھ کار میں سوار تھیں۔

”کیا اس طرح واقعی کام ہو جائے گا۔“ جو یا نے تشریح بھرے لہجے میں کہا۔

”دیکھو۔ بہر حال کوئی راستہ تو سامنے آیا۔“ عمران نے کہا اور جو یا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ رہائش گاہ پر پہنچنے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

رقم جمیں دی ہے وہ چھاری ہے میں اسے واپس نہیں لوں گا البتہ
تم کسی طرح یہ معلوم کر سکو کہ یہ پارٹی کہاں موجود ہوگی تو ہم
پارٹی سے اپنا مال حاصل کر سکتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

میں نے جی کو شش کی ہے لیکن اصل میں ٹھاکر کو بھی معلوم
ہی ہے کہ پارٹی کون ہے۔ شاید اس بھوجن مل کو اس کا علم ہو اور
مجھے اب ایسے میں جا چکا ہے۔..... گپتا نے جواب دیا۔

کیا کسی طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بھوجن مل کا وہ دوست جو
ٹھاکر پر سائٹ ڈیوٹی دے رہا ہے وہ کون ہے اور کس ٹھاکر پر
ڈیوٹی دے رہا ہے۔..... عمران نے کہا۔

نہیں جتاپ۔ میں تو اس بھوجن مل سے واقف ہی نہیں
ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کیا انیک ایسے میں فون ایکس پیج ہے۔..... عمران نے
پوچھا۔

ہاں ہے۔ فون پر وہاں کسی سے بھی بات ہو سکتی ہے لیکن یہ
تجسس بھی نیپ ہوتی ہے اور باقاعدہ چیک ہوتی ہے۔..... گپتا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

جمیں فون نمبر معلوم ہے۔..... عمران نے پوچھا۔
جی ہاں۔..... گپتا نے جواب دیا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا

اؤکے۔ تم سے بعد میں پھر بات ہوگی۔..... عمران نے کہا اور

رات کو ایک وایج ٹاور پر ڈیوٹی دیتا ہے اور ہر گھنٹے بعد وایج ٹاور کو
باری باری ایک مخصوص گن سے فضا میں ٹرنج فائر کرنا پڑتا ہے تاکہ
معلوم ہو سکے کہ ڈیوٹی دینے والا جاگ بھی رہا ہے اور ہوشیار بھی
ہے۔ اس ٹرنج فائر میں جو کیپول استعمال ہوتا ہے وہ خاصا بڑا ہوتا
ہے۔ انہوں نے یہ سوچا ہے کہ ایک کیپول کو خالی کر کے اس میں
مائیکروفون ڈال کر اس گن سے اس کیپول کو ایسے سے باہر
فائر کر دیا جائے گا اس طرح کسی کو معلوم ہوئے بغیر یہ کیپول
ایسے سے باہر پھینک جائے گا جہاں وہ پارٹی پہلے سے موجود ہوگی اور وہ
اس کیپول جس میں مائیکروفون ہوگی حاصل کر لے گی۔ اس کے
لئے اس پارٹی نے اتنی بھاری رقم حاصل کی ہے کہ بھوجن مل کے
ساتھ ساتھ ٹھاکر اور وایج ٹاور پر موجود اس کا دوست تینوں خوشحال
ہو جائیں گے۔ چونکہ بھوجن مل اکیلا سٹور میں سے یہ مائیکروفون
نہیں نکال سکتا تھا کیونکہ وہاں کے قانون کے مطابق سٹور کے اندر
داخل ہونے کے لئے سیکورٹی آفیسروں کو علیحدہ علیحدہ چابیاں
استعمال کرنا ہوتی ہیں تب راستہ کھلتا ہے اس لئے بھوجن مل نے
ٹھاکر کو اپنے ساتھ شامل کیا ہے اور اسی لئے ٹھاکر اپنی چھٹی کیٹینل
کرا کر آج ہی واپس جا رہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اب تک وہ واپس جا
بھی چکا ہو۔ بہر حال اس نے ہمارا کام کرنے سے انکار کر دیا ہے اس
لئے اب آپ جیسا کہیں۔..... گپتا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

گڈ آئیڈیا۔ واقعی بہترین اور اچھوتا آئیڈیا ہے۔ بہر حال میں نے

کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے گپتا کا بتایا ہوا نمبر پریس کو شروع کر دیا۔

"ایمیک ایریا ایکس چینج" رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سی آواز سنائی دی۔

"سنور سیکورٹی اسسٹنٹ بھوجن مل سے بات کراؤ۔ میں اس دوست گراہم بول رہا ہوں۔" عمران نے گراہم کے لہجے میں کرتے ہوئے کہا۔

"ہو لاؤ آن کریں۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ بھوجن مل بول رہا ہوں۔" چند لمحوں بعد ایک سی آواز سنائی دی۔

"گراہم بول رہا ہوں بھوجن مل۔" عمران نے گراہم کے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون گراہم۔ میں تو کسی گراہم کو نہیں جانتا۔" بھوجن کے لہجے میں حیرت تھی۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ واقعی گراہم کو جانتا۔ اس کا مطلب تھا کہ یا تو بھوجن مل اور گراہم کے درمیان کوئی اور آدمی ہے یا پھر گراہم نے کسی اور لہجے اور نام سے اسے رابطہ کیا ہے۔

"مجھے تو یہی بتایا گیا ہے کہ میرا نام آپ کو بتا دیا گیا ہے۔" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

بہر حال فحیک ہے پھر ہی۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے بھرے پر شدید ہٹھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران صاحب۔ ہمیں اس گراہم اور جینی کو تلاش کرنا چاہیے۔ ملٹری ایریا تو بہت وسیع ہے ہم کہاں کہاں پہرہ دے سکتے ہیں اور وہ گراہم فلم رول لے کر نکل گیا تو پھر بہت ہٹھن پیش آئے گی۔

عمران نے کہا۔ اس علاقے میں بے شمار غیر ملکی سیاح موجود ہیں کیونکہ یہاں قریب ہی وہ پہاڑی علاقہ ہے جس کی سیاحت کے لئے پوری دنیا سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے ان سیاحوں میں جوڑے بھی بے شمار ہوں گے اور گراہم اور جینی نے یقیناً میک اپ کر رکھا۔

عمران نے کہا۔ تو پھر آپ کے ذہن میں کیا آئیٹیا ہے۔

جینی اٹھ اٹھا۔ "کوئی آئیٹیا نہیں ہے البتہ موجودہ حالات میں کوئی آئیٹیا سوچنا پڑے گا۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ

اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گپتا بول رہا ہوں۔" رابطہ قائم ہوتے ہی گپتا کی آواز سنائی

پرنس بول رہا ہوں گپتا۔ اس پارٹی نے جو ایک ایکریسین جوڑے مرد اور عورت پر مشتمل ہے بھوجن مل اور اپنے درمیان کسی آدمی کو اس سودے میں ڈالا ہوا ہے وہ وہ آدمی لامحالہ دارالحکومت کا

کیا تم کسی طرح اس درمیانی آدمی کو ٹریس کر سکتے ہو۔

عمران نے کہا۔

کمرے میں گراہم اور جینی بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے کہ دروازہ کھلا اور رام چندر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”جناب کیا کوئی اور پارٹی اس مال میں دلچسپی لے رہی ہے؟“ رام چندر نے کہا تو گراہم اور جینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”کیوں؟ تم نے یہ بات کیوں پوچھی ہے؟“ گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی مجھ جن مل کافون آیا ہے اس نے بتایا ہے کہ اسے ملزنی ایسٹے میں کسی گراہم کافون آیا ہے لیکن چونکہ وہ گراہم کو نہیں جانتا اس لئے اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ گراہم کو نہیں جانتا۔ جس پر فون بند کر دیا گیا۔ مجھ جن مل نے پہلے دارالحکومت میرے ہوٹل میں فون کیا وہاں سے جب بتایا گیا کہ میں یہاں ہوں تو اس نے مجھ سے

”نہیں جناب۔ میں کیسے ٹریس کر سکتا ہوں۔ کوئی نم، کوئی رابطہ، کوئی کلیو ہو تو میں کام بھی کروں۔“ گیتا نے جواب دیے ہوئے کہا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ اس انٹیک ایسٹے کے گرد کون کون سی جگہیں آباد ہیں اور کون کون سی فیر آباد؟“ عمران نے کہا۔

”یہ بھی مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ میں نے کبھی پورے ایسٹے کے گرد چکر ہی نہیں لگایا۔“ گیتا نے جواب دیا۔

”یہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ انٹیک سنور اس ایسٹے کے کس سمت میں ہے اور اس کے قریب کون سا علاقہ ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ انٹیک سنور ایسٹے کے شمالی سمت میں ہے اور اس کے گرد دور دور تک ویران پہاڑی علاقہ ہے۔“ گیتا نے جواب دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔“ عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔
”اب یہی صورت ہے کہ ہم دو گروپ بنا کر اس ویران پہاڑی علاقے میں نگرانی کریں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔“ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اجابت میں سر ہلا دیئے۔

تم اس کی فکر کرو۔ انہیں کبھی طرح بھی یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ ہمارا مشن کیا ہے اور چونکہ یہ مشن آج رات کو مکمل ہو جائے گا اس لئے ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے بعد میں وہ نکریں مارتے رہیں اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایریٹے میں وہ داخل نہیں ہو سکتے اور نہ ہی وہ بھوجن مل سے کچھ پوچھ سکتے ہیں۔ اس طرح جہاز نام بھی سامنے نہیں آئے گا البتہ اب ہمیں مشن کی تکمیل تک بے حد محتاط رہنا پڑے گا۔ تم مجھے بتاؤ کہ ہم نے کس ایریٹے میں رات کو جانا ہے وہاں کے بارے میں تفصیل بتاؤ تاکہ ہم وہاں باقاعدہ حفاظتی تنظیمات کر کے جائیں۔ گراہم نے کہا تو رام چندر نے وجہ سے ایک نقشہ نکالا اور اسے درمیانی میز پر رکھ کر کھول دیا۔

"دیکھئے۔۔۔ جہاں میں نے سرخ دائرہ لگایا ہے یہ ملری ایریٹے کی حد بندی ہے اور جہاں سنور ہے اور بھوجن مل نے جو واقعہ نادر بتایا ہے وہ جہاں ہے۔ اس کے ساتھ دور دور تک ویران پہاڑی علاقہ ہے جہاں رات کو کوئی آدمی نہیں ہوتا۔ ہم نے جہاں موجود رہنا ہے۔ وہ کیسیپو اس جگہ کے ارد گرد ہی گرے گا۔۔۔۔۔ رام چندر نے نقشے پر لگائے ہوئے نشانات کی باقاعدہ تشریح کرتے ہوئے کہا۔

"کیا جہاں ٹائٹ نیلی سکوپ مل سکتی ہے۔ گراہم نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیوں۔۔۔۔۔ رام چندر نے چونک کر پوچھا۔

جہاں رابطہ کیا اور یہ بات بتائی۔ سنور ایریٹے سے ہونے والی تمام فون کالز چیک ہوتی ہیں اس لئے اس نے اشاروں میں صرف اتنی بات کی ہے کہ میں اس گراہم کو تلاش کروں جس کی وجہ سے وہ ذہنی طور پر پریشان ہے۔ میں نے اسے تسلی دی ہے کہ وہ ایسی کالوں پر کان نہ دھرا کرے۔ بہر حال میں کو شش کروں گا کہ گراہم کو تلاش کر کے اس سے معلوم کروں کہ اس نے کیوں اسے کال کی ہے لیکن اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کوئی اور پارٹی بھی اس مال میں دلچسپی لے رہی ہے اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ بھوجن مل اس سلسلے میں کام کر رہا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ اس پارٹی کو اس کی اطلاع کیسے مل گئی اور کون سی پارٹی ہو سکتی ہے۔۔۔۔۔ رام چندر نے کہا۔

"پارٹی تو میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے طور پر اس مال کو وہاں سے نکلنے کے لئے کام کیا ہو لیکن انہیں اطلاع مل گئی ہو کہ ہم نے بھوجن مل سے پہلے رابطہ کر لیا ہے اور یہ فون یقیناً اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لیڈر عمران نے کیا ہو گا۔ وہ یہ بات کنفرم کرنا چاہتا ہو گا کہ کیا بھوجن مل گراہم کے لئے کام کر رہا ہے یا نہیں۔ گراہم نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اودہ جتا ہے۔ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ سیکرٹ سروس تو انتہائی تربیت یافتہ ہوتی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سب مارے جائیں۔۔۔۔۔ رام چندر نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اورد گردی نگرانی ہے حد ضروری ہے اور یہ نگرانی نائنٹ میل سکوپ کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے۔“ گراہم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر وہ سیکرٹ سروس والے وہاں موجود ہونے تو کیا آپ ان پر فائر کھولیں گے۔ اس طرح تو ملٹری ایریا والے چوکننا ہو جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ اس طرح ہمارا مشن بھی ناکام ہو جائے۔“ رام چندر نے کہا۔

”نہیں۔ میں یہ حماقت نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کیپول کی حماقت ضروری ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”لیکن اگر یہ کیپول انہوں نے اٹھایا پھر۔“ رام چندر واقعی بے حد خوفزدہ تھا۔

”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے رام چندر۔ فائرنگ خفیہ طور پر بھی ہو سکتی ہے اب تو سائینسر لگی مشین گن بھی عام مل جاتی ہے اس لئے ہم چپ کر نگرانی کریں گے۔ جب کیپول فائر ہو جائے گا تو ہم کیپول حاصل کریں گے اس دوران جینی ہم دونوں سے ہٹ کر نگرانی کرتی رہے گی اور اگر کوئی سامنے آیا تو سائینسر لگی مشین گن سے اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔ اب ان کی تعداد سینکڑوں میں تو نہیں ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ چار پانچ آدمی ہی ہوں گے۔“ گراہم نے کہا تو رام چندر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”اوہ۔ واقعی آپ نے درست کہا ہے لیکن اس کے لئے ہمیں

پوری منصوبہ بندی کر لینی چاہئے۔ اگر آپ کہیں تو میں جہاں سے مزید آدمی بھی ہائر کر سکتا ہوں۔“ رام چندر نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ زیادہ آدمی ہمارے لئے خطرناک ہوں گے۔ ہم صرف تینوں وہاں جائیں گے اور ابھی شام ہونے میں کچھ ور باقی ہے اس لئے بہتر ہے کہ ہم پہلے وہاں پہنچ جائیں۔ گاڑی ہم باہر جموڑ دیں گے اور اس سپاٹ تک پیدل جائیں گے۔ اس کے بعد میں اور جینی علیحدہ علیحدہ نائنٹ میل سکوپ سے نگرانی کریں گے اور ہمارے پاس سائینسر لگی دور مار مشین گنیں بھی ہوں گی جبکہ تم ہم دونوں سے علیحدہ رہو گے اور کیپول تم اٹھاؤ گے اور جگنو کاشن بھی تم ہی دو گے۔ اس کے بعد تم اکیلے واپس پرست کی طرف جاؤ گے اور ہم جہاری نگرانی کرتے ہوئے جہارے پیچھے آئیں گے۔ جب ہماری قسمل ہو جائے گی کہ وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے تو پھر ہم اکٹھے ہو جائیں گے۔“ گراہم نے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔

”اور اگر وہ زیادہ لوگ ہوتے۔ تب۔“ رام چندر نے کہا۔

”تو پھر ہم انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن اس وقت جب تم کیپول حاصل کر لو گے اور جگنو کاشن دے دو گے۔ اس سے پہلے نہیں درنہ وہ مجرم مل بھی مشکوک ہو کر مشن بھی جموڑ سکتا ہے۔“

گراہم نے کہا تو رام چندر نے اطمینان میں سر ہلا دیا۔

”تم اب دو نائنٹ میل سکوپ اور سائینسر لگی اسلحے کا انتظام کرو

بڑھ جائے گا۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں ہی تلاش کر لیں اس لئے مشن تو بہر حال آج رات ہی پورا ہو گا اور تم بے فکر رہو۔ گراہم کی منصوبہ بندی بہر حال کامیاب رہے گی۔ گراہم نے کہا تو جینی نے اثبات میں سر ملادیا۔

لیکن اس رام چندر کا کیا ہو گا۔ اسے تو بعد میں بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کافرستانی ایجنٹ بھی ہمارے پیچھے آ سکتے ہیں۔ جینی نے کہا۔

اس کی فکر مت کرو۔ جب تک رام چندر یہ کیپول حاصل نہیں کر لے گا یہ زندہ رہے گا۔ جب یہ کیپول حاصل کر لے گا پھر اسے بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ میں اپنے خلاف ثبوت کیسے تجویز سکتا ہوں۔ گراہم نے کہا اور جینی کے چہرے پر اس بار اطمینان کے گہرے تاثرات پھیلنے چلے گئے۔

تاکہ ہم اپنے مشن پر روانہ ہو سکیں۔ گراہم نے کہا تو رام چندر سر ملاتا ہوا اپنے کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات موجود تھے اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

معاملات تو انتہائی غراب ہیں گراہم۔ ایسا نہ ہو کہ ہم آخری لمحے میں ناکام ہو جائیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی لامحالہ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ وہاں آئے گی۔ رام چندر کے جانے کے بعد جینی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

اب جو کچھ بھی ہو بہر حال مشن تو ہم نے مکمل کرنا ہے ہمارے حق میں بہت سے پوائنٹس جاتے ہیں ایک تو یہ کہ ہمیں سپاٹ کا علم ہے جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بہر حال سپاٹ کا علم نہ ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہی نہ ہو کہ یہ مشن آج رات ہی مکمل ہو جائے گا اس لئے وہ وہاں نہ پہنچیں۔ گراہم نے کہا۔

میری جینی حس کہہ رہی ہے کہ وہ وہاں پہنچیں گے۔ جینی نے کہا۔

تو پھر آخری صورت یہی ہو گی کہ ان سے مقابلہ ہو گا پھر جو جیت جائے گا وہی فاتح ہو گا۔ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم یہ مشن کچھ عرصے کے لئے معطل کر دیں۔ جینی نے کہا۔

نہیں۔ انہیں جتنا زیادہ وقت ملے گا انتہائی ہمارے لئے خطرہ

باوجود واقعہ ناور کی اندرونی حالت نظر نہیں آتی تھی۔ انہیں جہاں آئے ہوئے تقریباً تین گھنٹے گزر چکے تھے لیکن جہاں انہیں باوجود جائزہ لینے کے کوئی آدمی نہ نظر آیا تھا۔

”جب تک یہ بات حتیٰ طور پر معلوم نہ ہو جائے کہ اس مجرمین مل کا دوست کس واقعہ ناور پر موجود ہے اس وقت تک ہمارا یہ مشن مکمل ہوتا نظر نہیں آتا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کسی اور علاقے میں موجود ہوں اور مشن مکمل کر کے نکل جائیں اور ہم جہاں بیٹھے انتظار کرتے ہی رہ جائیں“..... جو لیانے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اندازہ ہی ہے کہ مجرمین مل کا دوست حضور کے قریب ہی کسی واقعہ ناور پر موجود ہو گا لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہاں سوار سے بہت دور وہ کسی اور واقعہ ناور پر ہو۔ بہر حال انتظار کیا جا سکتا ہے..... عمران نے جواب دیا اور جو لیانے اثبات میں سر ملادیا۔

”ترنج فاروق“ وقفہ وقفہ سے آسمان پر نظر آ جاتے تھے لیکن ان کے درمیان کافی وقفہ تھا۔ عمران نے گپتا کی حد سے دو زبردست ٹرانسمیٹر بھی حاصل کر لئے تھے۔ ایک سیٹ صفدر کے پاس تھا جبکہ دوسرا عمران کے پاس تاکہ ان کے درمیان رابطہ روکے لیکن ابھی تک صفدر کی طرف سے کوئی کال نہ آئی تھی۔ رات گزرتی چلی جا رہی تھی اور صبحے صبحے وقت گزرتا جا رہا تھا عمران کے دل میں بے چینی

رات کا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ یہ اندھیرا بے حد گہرا تھا کیونکہ آسمان پر بادل موجود تھے اس لئے چاند کی روشنی بھی موجود نہ تھی البتہ طہری ایسے کی دیواروں پر موجود مخصوص انداز کی سرچ لائٹس روشن تھیں لیکن ان کی روشنی کے بعد کے علاقے میں اندھیرا مزید گہرا تھا۔ عمران ایک ٹیلی پر لینا ہوا آنکھوں سے نائٹ ٹیلی سکوپ لگائے ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ اس کے ساتھ جو لیا اور تنور تھے اور وہ بھی کچھ فاصلے پر اسی طرح ٹیلیں پر لینے ہوئے نائٹ ٹیلی سکوپس کی مدد سے جائزہ لینے میں مصروف تھے جبکہ صالحہ، صفدر اور کمیٹیوں تشکیل ان سے بہت دور علیحدہ علاقے میں تھے۔ انیمک ایسے کی دیوار دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس پر تقریباً ہر پانچ سو گز کے بعد واقعہ ناور بنا ہوا تھا۔ واقعہ ناور مکمل اندھیرے میں ڈوبے ہوئے تھے اس لئے نائٹ ٹیلی سکوپ کے

اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم فوراً کار کے پاس پہنچو ہم بھی آرہے ہیں۔ اب ہمیں اس گراہم اور جینی کو تلاش کرنا ہوگا۔ اور اینڈ آف..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا اور جنور بھی مختلف ٹیلیں کے پیچھے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم جہاں جھک مارتے رہے ہیں اور وہ لوگ ہر شے مکمل کر گئے۔“ تنویر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”جلو واپس“..... عمران نے کہا اور پھر وہ سب کار میں سوار ہو گئے۔ ذرا ایونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جویا اور صالحہ اور عقبی سیٹ پر صفدر۔ تنویر اور کمیشنر شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔

مگر ان کا احساسِ نیاز و فحاشی سے دور اور ہاتھ کا سینہ واماں اپنی دہاس کا
تک پہنچنے کے باوجود دلستے میں انہیں کوئی کار سرے سے ملی ہی نہ

۱۔ ہیلو۔ ہیلو صفدر کائنات۔ اور..... صفدر کی تیز آواز سنائی دی۔

میں۔ عمران انڈیگ یو۔ ۱۹۹۱ء عمران نے جواب دیا۔
 عمران صاحب یہاں سے تقریباً تین فرلانگ کے فاصلے پر اچانک

دران علاقے میں جگنو سا جیکا اور بحر اندھرا چھا گیا۔ میں نے اس کاشن کو دیکھ لیا ہے اس نے ہم تیزی سے اس طرف بڑھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک مقامی آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے لیکن اس کے پاس جگنو کاشن موجود ہے البتہ۔ یہ جی اس کے پاس مائیکروفنم روٹ ہے اور یہ جی کوئی اسلحہ۔ اور..... صفحہ نے کہا تو عمران نے اختیار چونک پڑا۔

"اس کا مطلب ہے کہ گراہم اور جیمز نے اس مقامی آدمی کو استعمال کیا ہے اور اس سے رول حاصل کر کے وہ نکل گئے ہیں۔ اس لاش کا رخ کس طرف ہے اور اے گوئی کس رخ سے ماری گئی ہے۔ اور..... عمران نے تیرے ہی پر ہاتھ پڑھا۔"

اے عقب سے گولی ماری گئی ہے اور اس کا رخ بہت شہر کی طرف تھا۔ جب اے گولی لگی ہے گولی اس کی پشت سے سیدھی دل

دارالحکومت پہنچنے اور ایئر پورٹ تک کسی نے چیک نہیں کرنا اس لئے وہ مطمئن ہوں گے اور یقیناً اصل کاغذات پر ہی واپس جائیں گے اس نے تم فوری طور پر اپنے آدمیوں کو چارٹرڈ طیاروں والے ایئر پورٹ اور مین ایئر پورٹ پر تعینات کر دو۔ اگر یہ لوگ ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے نکلنے کی کوشش کریں تو تم نے انہیں ہر قیمت پر روکنا ہے اور ان سے مائیکروفلم رول حاصل کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں ایسی جتنی بھی کوریئر سروس ہیں جن کی سروسز ایکریجیا جاتی ہیں ان کے آفس پر بھی اپنے آدمی تعینات کر دو۔ ان کے محلے میں بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گراہم اور جینی کے محلے بھی تفصیل سے بتا دیے۔

”آپ کب پہنچ رہے ہیں۔۔۔۔۔ ناثران نے پوچھا۔

”ہم صبح کو جہاں سے نکلیں گے اور شام تک پہنچ جائیں گے لیکن تم نے ابھی سے حرکت میں آ جانا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گراہم اور جینی دونوں جہاں سے سیدھے ایئر پورٹ پہنچیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے شہر جا کر کوریئر سروس سے فلم رول ایکریجیا بھجوانے کی کوشش کریں۔ جہیں دونوں ہی صورتوں کو چیک کرنا ہے۔“

عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسے ہی ہوگا۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناثران نے کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسور رکھ دیا۔

”اب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

تمی۔

”اب کیا کریں۔۔۔۔۔ صفدر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”کرنا کیا ہے۔ بس اطمینان سے سہ جاؤ۔ گراہم کامیاب ہو گیا جبکہ ہم ناکام ہو گئے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس راستے پر پکٹنگ کرنی چاہئے جو راستہ پرست سے دارالحکومت کو جاتا ہے۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”بے شمار غیر ملکی آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم انہیں کس طرح پہچانیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور اٹھا اور تیزی سے نمبر داخل کرنے شروع کر دیے۔

”میں۔ ناثران بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ناثران کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔۔۔۔۔ میں عمران صاحب۔ خیریت۔ اس وقت اتنی رات گئے آپ نے کال کی ہے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ناثران نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے جواب دیا۔

”گراہم اور جینی مائیکروفلم رول حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ہم انہیں فوری طور پر کسی طرح تلاش نہیں کر سکتے اس لئے اب آخری صورت یہی ہے کہ ان دونوں کو ایئر پورٹ پر چیک کیا جائے۔ چونکہ یہ دونوں اپنے اصل کاغذات کے ذریعے جہاں آئے تھے اور انہوں نے فوری طور پر واپس جانا ہو گا اور پھر چونکہ انہیں

”اگر ہم یہاں ملزئی ایسے ہیں اطلاع دے دیں تو ہمیں یقین ہے کہ پربت کے گرد فوج گھیرا ڈال لے گی اور پھر یہ لوگ یقیناً چٹیک ہو جائیں گے۔“ صفر نے کہا۔

”لیکن پھر یہ فلم رول واپس اس ایسے میں پکچر جانے گا اور پھر اس کا وہاں سے نکالنا ناممکن ہو جائے گا۔“ عمران نے جواب دیا اور صفر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گراہم اور جینی سیاحوں میں بھری ہوئی بس میں بیٹھے کافرستان کے دارالحکومت کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ گراہم نے ایک سیاحتی ایجنسی کی مدد سے اس بس میں سیٹیں حاصل کی تھیں کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کار میں اکیلے جانے سے کہیں پاکیشیا سکیورٹ سروس والے انہیں چٹیک نہ کر لیں وہ میک اپ میں تھے۔ مائیکرو فلم کا رول گراہم کی جیب میں تھا۔ رات کو وہ اپنے مشن میں مکمل طور پر کامیاب رہے تھے۔ پاکیشیا سکیورٹ سروس کا کوئی آدمی انہیں نظر نہ آیا تھا اور نہ ہی کسی نے مداخلت کی تھی۔ رام چندر نے جب مائیکرو فلم رول حاصل کر لیا تو وہ اس طرف کو بڑھنے لگا بعد عمران کی کار موجود تھی اور گراہم اور جینی اس کے پیچھے نگرانی کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے اور جب گراہم کو یقین ہو گیا کہ اس پاس کوئی موجود نہیں ہے تو اس نے اچانک رام چندر کی پشت میں گولی اتار دی اور رام چندر

سرور کی چیکنگ کرا سکتا ہے۔..... گراہم نے کہا۔

لیکن یہ بہت بڑا ملک ہے۔ پاکیشیا سے بھی بڑا پھر اس کا دارالحکومت تو بین الاقوامی سطح پر مشہور ہے۔ یہاں کوئی ایک سرورس تو نہ ہوگی۔ سینکڑوں ہو سکتی ہیں اور وہ کس کس کی چیکنگ کرائے گا۔..... جینی نے کہا۔

بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والی کوریئر سرورس کی تعداد بہر حال اتنی زیادہ نہیں ہوگی اور یہ لوگ بہر حال سب کی چیکنگ کرا سکتے ہیں یا ہیڈ آفسز میں ایکریہا جانے والے مال کی خصوصی چیکنگ بھی ہو سکتی ہے۔ میں اس سلسلے میں کوئی رسک لینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔..... گراہم نے کہا۔

تو اس کا ایک اور حل بھی ہے کہ ہم اسے سفارت خانے، مینجوا دیں۔ وہاں سے یہ سفارتی بیگ میں باہر نکل جائے گا۔..... جینی نے کہا۔

نہیں۔ ایسی جگہیں بہر حال مینجواں سے خالی نہیں ہوتیں۔ ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا۔ تم نے مجھے واقعی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ گراہم نے کہا اور جینی نے بھی اس طرح سرملا دیا جیسے وہ بھی کہہ رہی ہو کہ گراہم کو ضرور اس بارے میں سوچنا چاہئے۔ گراہم نے آنکھیں بند کر لیں اور سیٹ سے سرٹکا دیا۔ کافی دیر تک وہ اسی حالت میں بیٹھا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

میں نے ایک فول پروف طریقہ سوچ لیا ہے۔..... گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا۔..... جینی نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

کوریئر سرورس کی بجائے ہم اسے عام ڈاک میں مینجوا دیں گے۔ اتنا بڑا نظام ہوتا ہے کہ اس کی چیکنگ نہیں ہو سکتی اور خود کسی ہوٹل میں رہ پڑیں گے۔ جب ہیڈ کوارٹر سے یہ بات کنفرم ہو جائے گی کہ چیز وہاں پہنچ گئی ہے تو پھر ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ یہ چونکہ پاکیشیا نہیں ہے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی ہم سے کوئی زبردستی بھی نہ کر سکیں گے اور ویسے بھی ہمارے کاغذات درست ہوں گے اور ہم اصل حلیوں میں ہوں گے اس لئے ہمیں کسی قسم کی فکر نہ ہوگی۔..... گراہم نے کہا۔

گڈ۔ یہ واقعی اچھی تجویز ہے۔ خاص طور پر یہ کہ مال پہنچنے کی کنفرمیشن کے بعد ہم یہاں سے نکلیں گے۔..... جینی نے کہا اور گراہم نے اثبات میں سرملا دیا۔

عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ بے شمار بک ہوئے ہیں لیکن ایک مرد اور ایک عورت کا جوڑا۔ ان کی حرکات و سکنات کے ساتھ ساتھ اس پیسٹ کا فلم رول کے مطابق سائز یہ سب کچھ اس پیسٹ کو مضبوط بنا رہا ہے۔“ ناثران نے جواب دیا۔

”کس نام سے بک کرایا گیا ہے اور کس پتے پر؟“ عمران نے پوچھا۔

”بک کرانے والے کا نام رابرٹ ہے۔ پتہ ہوٹل گرین ہاؤس اور ایکریما میں پتہ انٹرنیشنل اسپورٹس ایکسپورٹ کارپوریشن لکی بلازہ ونگٹن ہے۔“ ناثران نے جواب دیا۔

”کیا تم اس پیسٹ کو وہاں سے حاصل کر سکتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس طرح نہیں البتہ جب ڈیوری ونگٹن ایئرپورٹ جائے گی تو راستے میں اسے گور کیا جاسکتا ہے۔“ ناثران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ ڈیوری کس وقت جائے گی؟“ عمران نے پوچھا۔

”تقریباً ہر دو گھنٹے بعد ہیڈ آفس سے ڈیوری جاتی ہے۔“ ناثران نے جواب دیا۔

”اس جوڑے کی نگرانی کی گئی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہ واقعی ہوٹل گرین ہاؤس میں ہی واپس گئے ہیں۔“

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ناثران کے سپیشل یو ایسٹ پر موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ پر حاکر سپورٹ اٹھایا۔

”میں۔ پرنس بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”ناثران بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہیڈ پوسٹ آفس میں الیکٹرانک ایئر میچ جوڑے نے ایک پیسٹ سپیشل ڈیوری طے طور پر ایکریما کے لئے بک کرایا ہے۔ میں نے گورنر سروسز کے ساتھ ساتھ ہیڈ پوسٹ آفس پر بھی آدمی تعینات کر دیئے تھے۔ گو اس جوڑے کے چلنے تو وہ نہیں ہیں جو اب نے بتائے ہیں لیکن ان کا انداز اور حرکات و سکنات بہر حال سارہی ہیں کہ وہ عام سیاح نہیں ہیں۔“ دوسری طرف سے ناثران کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا وہاں آج ایکریما کے لئے ایک پیسٹ بک ہوا ہے۔“

اس کا مطلب ہے کہ ہم کا سیلاب ہو گئے۔۔۔۔۔ صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے سرت بھرے لگے میں کہا۔

دیکھو۔۔۔۔۔ جیسے اسے چیک تو کر لیں۔ کیا یہاں اس کا خصوصی پروڈیجنز موجود ہے۔۔۔۔۔ عمران نے نازان سے پوچھا تو نازان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میں لے آتا ہوں۔۔۔۔۔ نازان نے کہا اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا فلم پروڈیجنز موجود تھا۔ اس نے اسے آن کیا اور پھر فلم رول اس میں اینڈسٹ کر کے اس کا بنن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے سکرین روشن ہو گئی اور اس پر جھماکے سے ہونے لگے لیکن پھر سکرین پر سیاہوں کا ایک گروپ نظر آیا جس میں چار مرد اور تین عورتیں اور دو بچے تھے۔ وہ ایک خوبصورت پہاڑی سحر نے کے گرد موجود تھے اور پھر پوری فلم اسی گروپ کی سیاحت پر مبنی نظر آتی رہی حتیٰ کہ فلم ختم ہو گئی تو نازان نے بنن آف کر دیا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہم جو کچھ کچھ رہے ہیں یہ وہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ نازان نے خود ہی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

گو یہ وہ رول نہیں ہے لیکن بہر حال یہ رول بھجوا یا گراہم کی طرف سے ہی گیا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نازان سمیت سب ساتھی بے انتہار چونک پڑے۔

وہ کیسے عمران صاحب۔۔۔۔۔ نازان نے چونک کر حیرت

دہاں رابرٹ اور مسز رابرٹ کے نام سے سوٹ بھی بک ہے۔۔۔۔۔ نازان نے جواب دیا۔

ایئر پورٹ سے کوئی رپورٹ۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔ نہیں۔ ابھی تک وہاں سے کوئی رپورٹ نہیں ملی اور نہ ہی کسی کو یہ سروس سے کوئی رپورٹ ملی ہے۔۔۔۔۔ نازان نے جواب دیا۔

اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ تم اس پیسٹ کو ہر صورت میں حاصل کرو اور یہاں لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

نھیک ہے۔ میں بندوبست کرتا ہوں۔۔۔۔۔ نازان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد نازان وہاں پہنچا۔ اس نے کار میں سے ایک بڑا سا ناکی رنگ کا تھیلیا نکالا اور اسے لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

اس میں سے وہ پیسٹ نکالو۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو نازان نے تھیلی پر لگی ہوئی سیل توڑی اور اس کا منہ کھول کر اسے فرش پر الٹ دیا۔ اس میں تقریباً ہر سائز اور ہر انداز کے پیک کئے ہوئے پیسٹ تھے اور سب ایک دوسرے کے لئے بک تھے۔

یہ پیسٹ ہے۔ میں نے اس کا بکنگ نمبر معلوم کر لیا تھا۔۔۔۔۔ نازان نے ایک پیسٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس پر واقعی وہی پتہ درج تھا جو نازان نے فون پر بتایا تھا۔ عمران نے اسے کھولا تو اس میں واقعی مائیکرو فلم رول موجود تھا۔

اور جینی کو کور کرنا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”آپ حکم کریں تو ہم ان دونوں کو اخرا کر کے لے آتے ہیں۔“
ناثران نے کہا۔

”نہیں۔“ کام تم نے یا جہارے آدمیوں نے نہیں کرنا۔ یہ
پیکٹ خالی بند کر دو اور فلم رول تجھے دے دو۔ گراہم سے میں خود
نمٹ لوں گا۔ عمران نے کہا تو ناثران نے اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے فلم رول عمران کی طرف بڑھا دیا اور خالی پیکٹ کو تھیلے میں
ڈال کر اس نے تھیلہ اٹھایا اور دروازے سے باہر چلا گیا۔

بھرے گئے میں پوچھا۔

”اس پر جو پتہ درج ہے اس کارپوریشن کی مالک گراہم کی ساتھی
عورت جینی ہے۔ میں نے چیف سے کہہ کر گراہم کی ساتھی عورت
جینی کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور تجھے بتایا گیا تھا کہ
جینی گراہم کی دوست اور ساتھی ہے لیکن اس کا کوئی تعلق کسی
سرکاری یا نجی سے نہیں ہے لیکن وہ انٹرنیشنل امپورٹ ایکسپورٹ
کارپوریشن کی مالک اور ڈائریکٹر جنرل ہے۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا
تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”لیکن پھر یہ رول کیوں بھجوا دیا گیا ہے۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

”گراہم بے حد ذہین آدمی ہے۔ اس نے صرف جیکب کرنے کی
غرض سے یہ رول بھجوا دیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں اس
ڈکیتی کی اطلاع بھی مل گئی ہو جو جہارے آدمیوں نے یہ تھیلہ جھین
کر لی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ ہم نے ڈکیتی نہیں کی بلکہ اس ویگن کے
ڈرائیور کو خرید لیا تھا۔ وہ ویگن سمیت اس وقت ایک کونٹینر کے
اندر موجود ہے۔ ہم یہ تھیلہ اسے واپس کر دیں گے۔ سیل کرنے والا
سامان اس کے پاس موجود ہے وہ اسے دوبارہ سیل کر کے ایمپورٹ
لے جائے گا اور وہاں جا کر گاڑی خراب ہونے کا بہانہ کر دے
گا۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

”تو پھر ٹھیک ہے اسے لے جاؤ اور واپس بھجوا دو۔ میں اس گراہم

ہی ہے۔ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا تو گراہم اور جینی دونوں کے چہروں پر اچھائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میرا نام رابرٹ ہے۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔“ گراہم نے جینی مشکل سے لپٹے آپ پر غائب پاتے ہوئے کہا۔

”نصیحت ہے۔ اگر آپ واقعی رابرٹ ہیں تو پھر میں بھی مائیکل ہوں۔ ویسے میں آپ کی امانت آپ کو پہنچانے آیا ہوں۔“ آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک فلم رول نکالا اور اسے میز پر رکھ دیا۔

”یہ کیا ہے۔“ گراہم نے ہوسٹ چہاتے ہوئے کہا۔

”اسے آپ نے قبر بے کے طور پر ہیڈ پوسٹ آفس سے ونگٹن میں مس جینی کے ادارے انٹرنیشنل اسپورٹ ایکسپورٹ کارپوریشن کے پچ پر سٹیبل ڈیوڑی کے ذریعے بھجوا تھا لیکن راستے میں پوسٹ آفس والوں کی ویگن غراب ہو گئی اور آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ کافرستان ہے۔ جہاں کے لوگ نجوم وغیرہ پر بے حد یقین رکھتے ہیں اس لئے ویگن کسی طرح بھی ٹھیک نہ ہو سکی تو ویگن ڈرائیور نے ایک نجومی سے رابطہ کیا۔ نجومی نے اسے بتایا کہ یہ فلم رول سنوس ہے۔ اسے تحویلے میں سے نکال دو تو ویگن ٹھیک ہو جائے گی اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ میں نے سوچا کہ آپ یہاں بیٹھے اس رول کے پہنچنے کا انتظار ہی نہ کرتے رہیں اس لئے میں آپ کو یہ واپس پہنچا

گراہم اور جینی ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے کہ کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”کون ہے۔“ اندر آجھاؤ دروازہ کھلا ہے۔“ گراہم نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے گراہم اور جینی دونوں ہی چونک پڑے کیونکہ کمرے میں ایک انگریزی نوجوان جوڑا داخل ہو رہا تھا۔

”آپ۔ آپ کون ہیں۔“ گراہم نے اٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جینی بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

”مسز گراہم جس طرح آپ میک اپ کر کے رابرٹ بنے ہوئے ہیں اسی طرح میں بھی میک اپ کر کے مائیکل بنا ہوا ہوں۔ ویسے میرا نام علی عمران ہے اور یہ میری ساتھی مارگرٹ۔ یہ البتہ انگریزی

”اوکے۔ جہادی مرضی۔ چونکہ تم نے اور جینی نے پاکیشیا میں مزے فلیٹ پر آکر میری عزت افزائی کی تھی اس لئے میں نے یہ بات تمہیں بتانا اپنا فرض سمجھا۔ بہر حال مداخلت کی معافی چاہتا ہوں۔“

عمران نے کہا اور اندہ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ آنے والی لڑکی بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں خاموشی سے واپس چلے گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد گراہم تیزی سے اٹھا۔ اس نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر ایک طرف موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر موجود بیگ میں سے ایک چھوٹا سا سگریٹ کیس جیسا آلہ نکالا اور اس آلے کا جتن دیا کہ اس نے اس آلے کی مدد سے پورا کرہ چیک کیا اور پھر اس کے ساتھ لگی ہوئی سنگ کی مدد سے اس نے اس آلے کو دروازے کے ساتھ چپکا دیا۔

”اب اندر کی آوازیں بھی باہر۔ جا سکیں گی۔“ گراہم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا تھا گراہم۔ اگر واقعی تم اصل رول بھجوا دیتے تو یہ رول ان کے قبضے میں چلا جاتا۔ حیرت ہے ان لوگوں کے غیر ملک میں اتنے لمبے ہاتھ ہیں۔“ جینی نے کہا۔

”میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جہاں ان کے انتہائی کام کر رہے ہوں گے۔“ گراہم نے کہا۔ فلم رول جو عمران ساتھ لایا تھا وہ ویسے ہی میز پر پڑا ہوا تھا۔

”دو۔“ عمران نے جواب دیا۔ وہ اس دوران المیتان سے کرسی پر بیٹھ چکا تھا جبکہ اس کی ساتھی بھی اس کے ساتھ پڑی ہوئی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی تھی اور گراہم کو بھی مجبوراً کرسی پر بیٹھنا پڑا تھا۔

”نپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسز۔“ گراہم نے کہا۔

”مجھ کو گراہم۔ تمہیں بھی معلوم ہے اور تجھے بھی کہ کیا صورت حال ہے اس لئے اس بات پر اڑے رہنا حماقت ہے۔ ویسے یقیناً جانو میں تمہیں جہاں خراج تحسین پیش کرنے آیا ہوں کیونکہ تم نے بھوجن مل کے ذریعے بڑے خوبصورت اور شاطرانہ انداز میں فلم رول کو اس انیمک ایسٹے سے باہر نکالا اور پھر اسے لے کر جہاں پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دوں چاہے تم یقین کر دیا نہ کرو کہ جو فلم رول تم نے اس قدر محنت سے حاصل کیا ہے وہ اصل رول نہیں ہے۔ اصل فلم رول انیمک سنور میں رکھا ہی نہیں گیا تھا بلکہ ہمیں ڈانچ دینے کے لئے ایسا کام کیا گیا تھا۔ اصل رول پر اتم مسز صاحب نے نہانے کہاں رکھا ہے۔ اب اس بارے میں ہم تحقیقات کر رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سنو مسز۔ تم جو کوئی بھی ہو یہ بات سن لو کہ یہی میں گراہم ہوں اور نہ میں کسی فلم رول یا انیمک ایسٹے کے بارے میں کچھ جانتا ہوں اور اب تم شرافت سے یہ فلم رول اٹھا کر جہاں سے باہر چلے جاؤ ورنہ میں ہوٹل والوں کو فون کر دوں گا۔“ گراہم نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور اس کی اطلاع بھی ہمیں مل جائے گی۔ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا تو جینی بے اختیار اچھل پڑی۔

کیا مطلب۔ کیا اصل رول تم نے اکیڑیا بھجوا یا ہے۔ کیسے اور کب۔ میں تو جہارے ساتھ ساتھ رہی ہوں۔ میں نے تو جہیں اسے بھجواتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جینی نے اہٹانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

جہیں معلوم ہے میں نے یہ رول کیسے حاصل کیا تھا۔ گراہم نے مسکراتے ہوئے میز پر ہوا وہ رول اٹھاتے ہوئے کہا جو عمران چھوڑ گیا تھا۔

ہاں تم نے ایک سیاح کے بیگ سے اسے چوری کیا تھا۔ جینی نے جواب دیا۔

میں نے اصل رول اس کی جگہ رکھ دیا تھا اور یہ سیاح آج ہی اکیڑیا روانہ ہو جائے گا۔ میں نے اکیڑیا میں فون کر کے اس سیاح کا طے اور نام بتا دیا ہے۔ جیسے ہی وہ سیاح اکیڑیا ایرپورٹ پر پہنچے گا اس کا بیگ غائب کر دیا جائے گا اس طرح اصل رول وہاں پہنچ جائے گا اور اس کی اطلاع ہمیں مل جائے گی۔ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا تو جینی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ وری گڈ۔ ریلی وری گڈ۔ تم نے حیرت انگیز ذہانت سے کام لیا ہے گراہم۔ تم تو مجھے ذہین کہتے ہو لیکن درحقیقت میری ذہانت تو جہادی ذہانت کے پاسنگ بھی نہیں

لیکن انہوں نے ہمیں جہاں ٹریس کیسے کر لیا۔ جینی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

سینکٹ پر اس ہوٹل کا پتہ درج تھا اور ہو سکتا ہے کہ ہمارا تعاقب بھی کیا گیا ہو۔ گراہم نے کہا اور جینی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اگر انہیں یقین تھا تو مجھ پر یہ ہمیں اغوا کر کے زبردستی بھی تو ہم سے اصل رول حاصل کر سکتے تھے۔ جینی نے کہا۔

یہی بات چیک کرنے کے لئے تو انہوں نے یہ حرکت کی ہے لیکن انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی۔ اس عمران نے واقعی گراہم کو احمق سمجھ لیا ہے۔ گراہم نے کہا تو جینی بے اختیار چونک پڑی۔

کیا مطلب۔ میں جہادی بات سمجھ نہیں سکی۔ جینی نے کہا۔

عمران کو معلوم ہے کہ وہ قلعہ دے مجھ سے کچھ نہیں اٹھا سکتا اس لئے اس نے یہ حرکت کی ہے۔ اسے یقین تھا کہ اصل رول میں نے ظاہر ہے کمرے میں تو نہیں رکھا ہو گا اور اب اس کے آدمی ہماری نگرانی کریں گے اس طرح اس کا خیال ہو گا کہ وہ اصل رول تک پہنچ جائیں گے۔ گراہم نے کہا۔

تو مجھ۔ جینی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

انہیں نگرانی کرنے دو۔ اصل رول بہر حال اکیڑیا پہنچ جائے گا

ہے۔۔۔۔۔ جینی نے بے اختیار ہوتے ہوئے کہا اور گراہم بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ سب کچھ جہادی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر تم بس میں مجھے اس خطرے سے خبردار نہ کرتیں تو یقیناً میں سیہ حال ایمرورٹ پہنچ جاتا اور نتیجہ یہ کہ ہم مارے جاتے اور رول بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جاتا۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا تو جینی بے اختیار ہنس پڑی۔

"تو اب ہم یہاں کب تک بیٹھے رہیں گے۔ چلو اٹھو باہر چلیں۔ گھومیں پھریں۔ ظاہر ہے اب سیاح کو اکیس یا بیچنے میں تو کافی وقت لگے گا۔۔۔۔۔ جینی نے کہا تو گراہم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہاں اٹھو۔ گراہم نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی دروازے کی طرف بڑھے۔ گراہم نے آلے کو دروازے سے اتارا اور اسے آف کر کے اس نے جیب میں ڈالا اور پھر دروازہ کھول کر وہ دونوں باہر نکل گئے۔

عمران جو لیا سیت ہو نل سے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ وہ گراہم اور جینی سے ملنے کے لئے صرف جو لیا کو اپنے ساتھ لے گیا تھا جبکہ نائران کو اس نے پہلے ہی ہدایات دے کر ہو نل بھیجا دیا تھا۔ جہادی یہ کارروائی میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔ جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے راستے میں بھی عمران سے یہ بات کی تھی لیکن عمران نے اسے جواب دینے کی بجائے نال دیا تھا اور اب بھی واپس آتے ہی جو لیا نے یہی بات کی تھی۔

"ابھی سمجھ آ جائے گی۔ فکر مت کرو۔ دراصل حماقتوں کی سمجھ عقلمندوں کو ڈراور سے ہی آیا کرتی ہے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کی جیب سے نوٹوں کی آوازیں سنائی دی اور عمران نے تیزی سے جیب سے زرو سکس ٹرانسمیٹر نکالا۔ نوٹوں کی آوازیں ابھی ٹرانسمیٹر سے ہی

ہاں۔ اور۔۔۔۔۔ ناثران نے جواب دیا۔

تو اس میں سیاہوں کا جو گروپ تھیں نظر آیا تھا اسی گروپ کے سامان سے یہ فلم رول اڑایا گیا تھا اور لامحالہ اس گروپ کے سامان میں اصل فلم رول بھی موجود ہو گا۔ تم فوری طور پر خود ایئر پورٹ پر پہنچو اور چیک کرو۔ اگر تو یہ لوگ وہاں موجود ہوں تو ان کا سامان اڑا لو اور اگر یہ لوگ جا چکے ہیں تو ان کی تعداد اور حلیوں کے حوالے سے معلوم کرو کہ یہ کس فلائٹ سے گئے ہیں اور یہ فلائٹ کب اٹکریا پہنچے گی۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اور ایضاً آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

گراہم نے اگر اصل رول اسی انداز میں باہر بھجوایا ہے تو پھر اسے کیا ضرورت تھی کہ وہ نقلی رول باقاعدہ پیکیٹ کی صورت میں باہر بھجوائے۔۔۔۔۔ جو یانے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

اس نے کہ اگر ہمیں اس کے بارے میں معلوم ہو چکا ہو تو وہ ہمیں ڈاج دے سکے کہ اس نے یہ پیکیٹ بذریعہ ڈاک بھجوایا ہے۔ رسید وہ دیکھ سکتا تھا اور پھر ہم ظاہر ہے فوراً اس کے پیچھے دوڑ پڑتے۔ عمران نے جواب دیا اور جو یانے اثبات میں سر ملادیا۔

لیکن آپ نے وہ رول اسے دے دیا ہے اس طرح تو وہ سمجھ جائے گا کہ آپ نے یہ رول دیکھ لیا ہے اس طرح آپ اس گروپ کو

نکل رہی تھیں۔ عمران نے اس کا بنیٹن آن کر دیا۔

ہیلو پرنس۔ میں ناثران بول رہا ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ ناثران کی آواز سنائی دی۔

ہیں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

عمران صاحب گراہم نے جو بدترین گانیکر استعمال کیا ہے لیکن آپ جو ڈکٹافون وہاں جموڑ آئے تھے وہ بھی کام کر رہا ہے اور۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

مجھے معلوم تھا۔ بہر حال کیا باتیں ہوتی ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا تو ناثران نے ان دونوں کے درمیان میں ہونے والی بات چیت دوہرا دی اور یہ بات چیت سن کر عمران کے ساتھیوں کے چہرے بے اختیار لٹک گئے تھے کیونکہ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اصل رول کافرستان سے نکل گیا ہے۔

وہ۔۔۔۔۔ تو یہ سلسلہ ہے۔ واقعی گراہم نے انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ ویری گڈ۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن عمران صاحب۔ اب ان سے پوچھنا بڑے گا کہ انہوں نے یہ رول کس سیاح کے بیگ سے چرایا تھا۔ تب ہی یہ بات آگے بڑھ سکتی ہے۔ اور۔۔۔۔۔ ناثران نے کہا۔

نہیں۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے یہ فلم دیکھی تھی ناں۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہو سکتا ہے کہ اس فلم رول کی کشیدگی کا علم حکومت کو ہو گیا ہو اور اگر ایسا ہے تو لامحالہ وہ ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے اور نائزان یا اس کے آدمیوں میں سے کوئی بھی ان کی نظروں میں آسکتا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ عین آخری لمحات میں کوئی گڑبڑ ہو۔“
عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً مزید ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”پرنس بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

نائزان بول رہا ہوں عمران صاحب۔ اصل فلم رول مل گیا تھا اور میں نے اسے جیف کو بھجوا دیا ہے۔ دوسری طرف سے نائزان کی آواز سنائی دی۔

”تم نے جیک کو کیا تھا اسے۔“ عمران نے پوچھا۔

”میں سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔“

”جہاز سے آدمی گراہم کی نگرانی کر رہے ہیں یا نہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ دو آدمی وہاں موجود ہیں۔“ نائزان نے جواب دیا۔

”گراہم نے ایکریٹیا میں ان سیاحوں سے رول حاصل کرنے کا بندوبست کر رکھا ہو گا اس لئے جب اسے وہاں سے کال ملے کہ رول سامان میں موجود نہیں ہے تو مجھے اطلاع کرنا تاکہ میں گراہم کی

دہیان بھی سکتے ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

اب وہ اتنا بھی ذہین نہیں ہے ورنہ جہاز اچیف لامحالہ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل کر لیتا۔ عمران نے جواب دیا تو کمرہ جھپٹوں سے گونج اٹھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ اسی طرح بجلی بجھتی باتوں میں مصروف رہے اور پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

پرنس بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

نائزان بول رہا ہوں جناب۔ وہ گروپ ایئر پورٹ پر موجود تھا۔ ان کے کاغذات میں کوئی مسئلہ تھا جس کی وجہ سے انہیں فوری طور پر سینئیں مل نہ سکی تھیں۔ بہر حال ہم نے ان کا سامان جو انہوں سے پہلے ہی جمع کر رکھا تھا حاصل کر لیا اور عمران کے سامان کی تلاش لی گئی۔ ایک بیگ میں بہت سے فلم رول موجود تھے۔ ہم نے وہ تمام فلم رول نکال لئے ہیں اور ان کا سامان واپس رکھوا دیا گیا ہے۔ میں وہ فلم رول لے کر آ رہا ہوں۔“ دوسری طرف سے نائزان نے کہا۔

”ہمیں آنے کی بجائے اپنے بیٹے کو آرٹز جا کر انہیں جیک کرو اور جو اصل فلم رول ہو اسے فوری طور پر جیف کو اپنے مخصوص ذرائع سے بھجوا دو اس کے بعد مجھے کال کرنا۔“ عمران نے کہا۔

”میں سر۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ

دیا۔

”آپ نے اسے کہا کہ کیوں منع کر دیا ہے۔“ صفدر

ذہانت کو کھل کر خراجِ تحسین پیش کر سکوں۔ سیشل ڈکافون کی وجہ سے یہ اطلاع جہاز سے آدمیوں کو مل جائے گی۔ عمران نے کہا۔

لیکن عمران صاحب الیکٹریسیٹ فلائٹ پہنچنے میں تو کافی وقت گزر جائے گا۔ ناٹران نے کہا۔

کوئی بات نہیں۔ انتظار کا اپنا طعف ہوتا ہے۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

عمران صاحب ان کو ختم کر دینا چاہتے ور نہ انہیں جیسے ہی معلوم ہو گا کہ اصل رول فائب ہے تو یہ سمجھ جائیں گے کہ یہ رول پاکیشیا ہینچ چکا ہے اور پھر وہ اس کے حصول کے لئے پاکیشیا ہینچ جائیں گے۔ صفدر نے کہا۔

بڑے طویل عرصے کے بعد تو ایک ذہین آدمی سے واسطہ پڑا ہے اس لئے میں اسے ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ باقی اگر وہ پاکیشیا آئے گا تو وہاں اس سے بھی بڑے بڑے دانشمند موجود ہیں جن کا تعلق براہ راست دانش منزل سے ہے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب اس کے گہرے جواب پر بے اختیار ہنس پڑے۔

مطلب ہے کہ ہمارا مشن تو مکمل ہو گیا۔ جویا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہمارا نہیں۔ حقیق کا مشن مکمل ہو گیا۔ ہمارا مشن تو ظاہر ہے بغیر جہازوں کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

تم سبھی خواب دیکھتے دیکھتے خود بوڑھے ہو کر جمہوار بن جاؤ گے۔ کچھ۔ تنویر سے شاید رہا نہ گیا تو وہ جواب دینے سے باز نہ رہ سکا تھا اور اس بار اس قدر زور دار قہقہے بلند ہوئے کہ کمرہ گونج اٹھا اور عمران بھی تنویر کے اس جواب پر ہنسے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

عمران صاحب۔ اس مشن کے دوران شاگل سے نگرہ انہیں ہو سکا حالانکہ ہم نے یہ مشن کافرستان میں ہی مکمل کیا ہے۔ صفدر نے کہا۔

اصل میں کافرستان کے پرانے منسز صاحب کو شاید یہ خوش فہمی ہو گئی ہے کہ وہ شاگل سے زیادہ عقل مند ہیں اس لئے انہوں نے شاگل کو شاید اس مشن کی ہوا ہی نہیں لگنے دی۔ عمران نے جواب دیا۔

دیکھ جب انہیں معلوم ہو گا کہ انہوں نے جس فارمولے کو بچانے کے لئے اپنے سائنسدان ہلاک کر دیئے اور اپنی ہی لیبارٹری خود تباہ کر دی وہ انیمک سنور سے غائب ہو گیا ہے تو ان کی کیا حالت ہو گی۔ جویا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دیہی جو تنویر کی اس وقت ہو گی جب اسے جمہوارے کھانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور کمرہ زور دار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

اور جمہاری اس وقت دیہی حالت ہو گی جب ہمیں میرا ویر

کھانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔ اس بار تنویر نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 "وہ تو میں ضرور کھاؤں گا بشرطیکہ اس جو لیا اپنے بھائی کے ویسے کا انتظام کرے۔۔۔۔۔ عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر زوردار تھپتھپوں سے گونج اٹھا۔

گر اہم اور یسینی ناشتہ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ بیرے نے ان کے آڈر کے مطابق ناشتے کے بعد ان کی طلب کردہ خصوصی شراب کی بوتل اور دو گلاس لاکر میز پر رکھ دیئے اور پھر ناشتے کے برجن سمیٹ کر وہ واپس چلا گیا۔

"اب تک تو فلاسٹ ایکریٹیا پہنچ چکی ہوگی لیکن ابھی تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔۔۔۔۔ یسینی نے بوتل کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا۔
 "ابھی پہنچنے ہی والی ہوگی۔ میں نے ایئرپورٹ سے معلوم کیا تھا۔
 "سیاحوں کا گروپ آخری فلاسٹ پر گیا ہے۔" گر اہم نے کہا۔
 "کیا تمہیں ان کے نام وغیرہ کا علم تھا جو تم نے ایئرپورٹ سے معلوم کیا۔" یسینی نے چونک کر پوچھا۔

ہاں۔ وہ اسی ہوٹل میں ٹھہرے تھے اور پھر ہمیں سے ہی سیوے ایئرپورٹ روانہ ہوتے تھے اسی لئے تو میں نے ہینڈ کوآرڈر کو نہ صرف

ان کے طے بتائے تھے بلکہ ان کے ناموں کے بارے میں بھی اطلاع دے دی تھی تاکہ کوئی گورنر ہو سکے۔۔۔۔۔ گراہم نے جواب دیا اور جینی نے اثبات میں سر ہلادیا۔

تم نے یہ مشن تو اپنی ذہانت سے مکمل کیا ہے ورنہ عمران بازی لے گیا تھا۔۔۔۔۔ جینی نے شراب کا گلاس بھر کر گراہم کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

وہ ابھی بچہ ہے جینی۔ یہ ایشیائی لوگ اپنے متعلق ہمیشہ مبالغہ آمیز پروپیگنڈہ کرنے کے عادی ہیں۔۔۔۔۔ گراہم نے بڑے فخر سے لہجے میں کہا اور جینی بے اختیار مسکرا دی۔

اس نے کوشش تو بہت کی ہے لیکن اس کا مقابلہ دراصل تم جیسے ذہین آدمی سے پڑ گیا ہے۔۔۔۔۔ جینی نے کہا اور گراہم بے اختیار مسکرا دیا۔ پھر تھکے بٹھے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

لو مشن کی کامیابی کی حتمی خبر بھی آگئی۔۔۔۔۔ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھا لیا۔

یس۔ گراہم بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ گراہم نے کہا۔

جونہی بول رہا ہوں باس ولنکٹن سے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے سیشن انچارج جونی کی آواز سنائی دی اور گراہم اس کا بچہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

کیا بات ہے۔ جہازے لہجے میں مایوسی کیوں ہے۔۔۔۔۔ گراہم نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

باس۔ جن سیاحوں کے بارے میں آپ نے کوائف دیئے تھے ان کے سامان میں تو کوئی فلم رول موجود ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ جونی نے کہا تو گراہم کو یوں محسوس ہوا جیسے جونی نے بات کرنے کی بجائے اس کے سر پر ایم بی ماردیا ہو۔ جینی جو لاؤڈر کی وجہ سے جونی کی آواز سن رہی تھی، کی بھی ایسی ہی حالت نظر آرہی تھی۔

کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہیں تم سے غلطی تو نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ گراہم نے لگھت بھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔

نہیں باس۔ اس گروپ کا پورا سامان اڑایا گیا لیکن کسی میں کوئی فلم رول نہیں ہے۔ اس کے بعد میں نے کافرستان سے آنے والے تمام لوگوں کے سامان کو بھی چیک کر لیا ہے لیکن مائیکرو فلم رول کسی سامان میں بھی نہیں مل سکا۔ اس کے بعد ہم نے سامان واپس رکھوا دیا۔ پھر ہم نے اس گروپ کی نگرانی کرائی۔ یہ گروپ قریبی قصبے شانزوفاک چلے گئے اور پھر باس انہوں نے وہاں جا کر جب اپنا سامان چیک کیا تو وہ بھی پریشان ہو گئے کیونکہ ان کے مطابق ان کے ایک بیگ میں اٹھارہ فلم رول تھے جن میں سے چار مائیکرو فلم رول تھے لیکن ایک بھی موجود نہیں تھا۔ یہ لوگ سامان لے کر فوراً ایئر پورٹ واپس آئے اور وہاں بھی انہوں نے شکایت کی لیکن ایئر پورٹ والوں نے صرف کلیم درج کر لیا ہے۔۔۔۔۔ جونی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یا تو راستے میں جہاں فلائٹ

”رام لعل کارپوریشن“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میرا نام گراہم ہے اور میں یہاں سیاحت کے لئے آیا ہوا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کی کارپوریشن سیاحوں کو گائیڈ مہیا کرتی ہے“..... گراہم نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کو درست اطلاع ملی ہے جناب۔ حکم کیجئے۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ کا عہدہ کیا ہے کارپوریشن میں“..... گراہم نے پوچھا۔

”میں اسسٹنٹ مینیجر ہوں جناب۔ میرا نام پریمہا کر ہے۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”آپ کی فرم کے جنرل مینیجر بھی ہوں گے۔ ان کا کیا نام ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”رام لعل صاحب مالک بھی ہیں اور جنرل مینیجر بھی۔“ پریمہا کر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو میری بات ان سے کر دیجئے تاکہ میں ذمہ دار انداز میں گائیڈ حاصل کر سکوں“..... گراہم نے کہا۔

”نہیں سر۔ ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میں رام لعل بول رہا ہوں جنرل مینیجر“..... چند لمحوں بعد

ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”میں گراہم بول رہا ہوں۔ کراؤن سیکشن کا گراہم۔ کراؤن

رکی ہے وہاں واردات کی گئی ہے یا پھر ہمیں کافرستان ایئرپورٹ پر یہ کام کیا گیا ہے۔ ٹھیک ہے میں معلوم کرتا ہوں“..... گراہم نے کہا اور رسیور کرپل پر ہیچ دیا۔ اس کا بھرہ نٹکا ہوا تھا۔

”یہ کیا ہو گیا۔ وہ فلم رول کون لے گیا۔ کیا ایسا عمران نے کیا ہو گا“..... جینی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کو کیا معلوم۔ یہ کوئی اور جکر چلا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت کو اس چوری کا علم ہو گیا ہو اور اس نے ایئرپورٹ پر خفیہ احتکامات دے دیتے ہوں کہ مسافروں کے تمام فلم رول خاموشی سے اڑالئے جائیں“..... گراہم نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تو میر“..... جینی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ دوبارہ نئے سرے سے مشن مکمل کرنا ہو گا“..... گراہم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ تو بہت برا ہوا۔ اب ٹیک کی ساری محنت بھی ضائع ہو گئی اور سرمایہ بھی۔ اب نہانے حکومت اس فلم رول کو کہاں رکھے گی۔“ جینی نے پریشان لہجے میں کہا۔

”بہر حال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے۔ جیسے بھی ہو“..... گراہم نے کہا۔ اس کی فرائض پیشانی پر سلونیں ابر آئی تھیں۔ وہ کچھ در خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس کم ان"..... گراہم نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر مقامی آدمی اندر داخل ہوا تو گراہم اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی جینی بھی کھڑی ہو گئی۔

"میرا نام رام لعل ہے"..... اس ادھیر عمر آدمی نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"میرا نام گراہم ہے اور یہ میری ساتھی ہے جینی"..... گراہم نے کہا اور پھر دونوں نے بڑے گرجو شائدانہ آواز میں مصافحہ کیا۔

"آپ کیا بیٹا پسند کریں گے"..... گراہم نے بیٹھے ہی پوچھا۔
 "اس کی ضرورت نہیں ہے مسٹر گراہم۔ آپ تو ہمارے سہمان ہیں۔ آپ کی خدمت کرنا تو ہمارا فرض ہے"..... رام لعل نے جواب دیا تو گراہم مسکرا دیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں بہر حال میں شراب منگوا لیتا ہوں"۔
 گراہم نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے روم سروس کا نمبر پر رسی کیا اور کمرے میں شراب منگوانے کا آرڈر دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویزر شراب کے تین جام دے کر چلا گیا تو گراہم نے اٹھ کر بیگ میں سے ایک مخصوص آلہ نکالا اور اسے آن کر کے اس نے دروازے کے اندرونی طرف لگا دیا تاکہ اندر کی بات بچیت باہر سے کسی طرف بھی نہ سنی جاسکے۔

"ہاں اب فرمائیے جتنا اب میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ مجھے چیف کی طرف سے حکم مل چکا ہے لیکن آپ نے رابطہ اب کیا ہے"۔ رام

ایکشن کے چیف نے آپ کی مپ دی تھی"..... گراہم نے کہا۔
 "اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے ہولڈ کریں میں نمبر محفوظ کر لوں۔"
 دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو مسٹر گراہم۔ کیا آپ لائن پر ہیں..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے رام لعل نے کہا۔
 "ہیں"..... گراہم نے کہا۔

"آپ کہاں سے بول رہے ہیں"..... رام لعل نے پوچھا اور گراہم نے اسے ہولڈ کا نام اور لپٹے کرے کا نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ پھر میں وہیں آجاتا ہوں۔ فون پر بات ٹھیک نہیں رہے گی"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ جلدی آجیلے میں منتظر ہوں"..... گراہم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ رام لعل کون ہے"..... جینی نے پوچھا۔
 "اس کی مپ چیف نے دی تھی۔ یہ یہاں الیکٹریسیٹیا کا انتہائی قابل اعتماد اور ذمہ دار انجینئر ہے۔ اس کے تعلقات حکومت کے اعلیٰ ترین آفیسرز سے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے ذریعے یہ بات معلوم کر اؤں کہ اگر یہ کام حکومت نے کرایا ہے تو پھر اب وہ فلم رول کہاں رکھا گیا ہے تاکہ اس کی برآمدگی کے لئے لائن آف ایکشن بنائی جاسکے"..... گراہم نے کہا اور جینی نے اشتباہ میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

لعل نے کہا۔

”مجھے اس کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔“ گراہم نے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر اس فارمولے کو انیمک سنور سے حاصل کرنے سے لے کر سیاحوں کے ایک گروپ کے ذریعے ایک ریما بھجوانے اور پھر جونی کی کال آنے اور فلم رول وہاں نہ پہنچنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

”پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔“ دام لعل نے کہا۔

”آپ یہ معلوم کریں کہ کیا یہ کام حکومت کا ہے۔ اگر حکومت کا ہے تو پھر اس نے اب یہ فلم رول کہاں بھجوا دیا ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے جناب کہ یہاں کی حکومت اتنی خوش اخلاق نہیں ہے کہ اسے معلوم ہو جاتا کہ حکومت کا اس قدر اہم فارمولا سیاحوں کا کوئی گروپ اڑا کر لے جا رہا ہے اور وہ خاموشی سے فلم رول حاصل کرتے اور سیاحوں کو جانے دیتے یہاں کی حکومت اگر کارروائی کرتی تو یہ سب سیاح اب تک قبروں میں اتر چکے ہوتے اس لئے یہ تو طے ہے کہ یہ کام حکومت یا اس کی کسی ایجنسی کا نہیں ہو سکتا۔ آپ بتائیں کہ کیا اس فلم رول کے حصول کے لئے کسی اور ملک کے بجٹ بھی کام کر رہے تھے یا نہیں۔“ دام لعل نے کہا۔

”ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی تھی لیکن وہ فلم رول

حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ بات بھی یقینی ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ آپ کا مطلب عمران سے ہے یا۔“ دام لعل نے چوتھے ہوئے پوچھا۔

”آپ عمران کو جانتے ہیں۔“ گراہم نے کہا۔

”اے کون نہیں جانتا جناب۔ اگر عمران بھی اس فلم رول کے پیچھے تھا تو پھر یہ کارروائی اسی کی ہوگی۔ وہ ایسی کارروائیاں کرنے کا ماہر ہے۔“ دام لعل نے جواب دیا۔

”نہیں۔ حالات و واقعات ایسے ہیں کہ یہ بات طے ہے کہ یہ کارروائی اس کی نہیں ہو سکتی۔“ گراہم نے استہائی با اعتماد لہجے میں کہا۔

”نھیک ہے۔ آپ کہتے ہیں تو میں یقین کر لیتا ہوں۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں میں واپس جا کر اس بارے میں پڑتال کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر میں اصل بات معلوم کر لوں گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔“ دام لعل نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”یقینی معلومات حاصل کریں کیونکہ میں نے بہر حال مشن مکمل کرنا ہے۔“ گراہم نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ چیف میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں۔ میری جو رپورٹ ہوگی وہ سو فیصد درست ہوگی۔“ دام لعل نے کہا اور گراہم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے دروازے

اب کیا کر دے جینی نے کہا۔

مجھے سوچتے دو جینی۔ ایسی جویشن پہلے کبھی سنے نہیں آتی۔
گراہم نے کہا اور اٹھ کر کمرے میں ٹپٹنے لگا۔

پر لگا ہوا آلہ آف کر کے اسے جیب میں ڈالا اور دروازہ کھول دیا تو رام
لعل باہر چلا گیا اور گراہم دروازہ بند کر کے واپس کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔
"عمران تو یہاں شیطان کی طرح مشہور ہے جینی نے کہا تو
گراہم نے اثبات میں سر ہلادیا لیکن زبان سے اس نے کوئی جواب نہ
دیا۔ پھر واقعی ایک گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج
اٹھی تو گراہم نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہیں۔ گراہم بول رہا ہوں۔ گراہم نے تیر لہجے میں کہا۔

"رام لعل بول رہا ہوں جناب۔ میں نے مکمل ہسپتال کر لی ہے
اس رول کی چوری کے بارے میں ابھی اعلیٰ حکام کو علم نہیں ہے۔
پرائم منسٹر صاحب کو بھی معلوم نہیں ہے۔ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"وری بیڈ۔ تو پیر۔ سب کیا ہوا ہے۔ گراہم نے انتہائی
الٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں جناب کہ آپ اس سلسلے میں اس
عمران کی ہسپتال کرائیں۔ آگے آپ کی مرضی جناب۔ رام لعل
نے کہا

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ گڈ بائی۔ گراہم نے کہا اور ایک
طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ان لوگوں نے عمران کو خواہ مخواہ ہوا بنا رکھا ہے تا نفع۔
گراہم نے انتہائی فصیلے لہجے میں کہا۔

میرے لئے ایک بھاری بھر کم چیک لکھ چکے ہوں گے۔ عہدہ عمران کی زبان ایکسٹو کا لفظ سنتے ہی رواں ہو گئی۔

”قلم رول مجھے مل چکا ہے اور میں نے اسے متعلقہ حکام تک پہنچا دیا ہے لیکن تم فیم سمیت وہاں کیا کر رہے ہو۔ جہاڑی واپسی ابھی تک کیوں نہیں ہوئی۔“ ایکسٹو نے اس کی ساری باتیں یکسر نظر انداز کرتے ہوئے انتہائی سرد اور غیر جذباتی لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ جناب۔ ہم نائران کی میزبانی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ یقین کیجئے اس قدر بھاری خاطر مدارت ہو رہی ہے۔ ایسے ایسے لذیذ کھانے اور ڈانٹ وار مشروبات پینے کو مل رہے ہیں کہ میں تو سوچ رہا ہوں کہ یہاں مستقل پڑاؤ ڈال دوں۔ سلیمان کی پکائی ہوئی بد مزہ مونگ کی دال کھا کھا کر تو میری حس ڈانٹ بھی خراب ہو چکی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”گراہم کا کیا ہوا ہے۔“ ایکسٹو نے ایک بار پھر عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”جو کو کے مقابلے میں گراہم کا ہوتا ہے۔“ عمران نے جواب دیا تو ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رنگ گئی۔

”اس کا خاتمہ کیوں نہیں کیا گیا ورنہ وہ پھر اس فارمولے کے پیچھے پاکیشیا آنے لگا۔“ ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

”جناب۔ وہ فہین ایجنٹ ہے۔ میں تو آپ کو سفارش کرنے والا تھا کہ آپ اس کی ذہانت کے بل بوتے پر اسے اپنی سیکرٹ سروس

عمران اپنے ساتھیوں سمیت نائران کے سپیشل پوائنٹ پر موجود تھا۔ وہ سب آج واپس جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ایکسٹو۔“ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے کیونکہ لاڈل کا بہن مستقل طور پر ریٹائر تھا۔

”جی۔ جی۔ جناب۔ آپ کا قادم حقیر فقیر پر تقصیر۔“ بندہ نادان بیچا مدان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) جذبان خود بلکہ بدہان خود عرض گزار ہوں۔ امید ہے آپ مع بال بچوں کے۔ اوہ سوری میرا مطلب ہے مع دانش منزل کے۔ بغیر یہ ہوں گے اور

میں شامل کر لیں۔ چلو قسم اٹھانے کے لئے تو ایک ذہین ایجنٹ بھی سیکرٹ سروس میں موجود ہو گا۔..... عمران نے جواب دیا تو تنویر اور جو لیا دونوں کے چہرے غصے سے جگڑ گئے جبکہ باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیے تھے۔

”جہاد! مطلب ہے کہ اس کی اس ناکامی کی وجہ سے اسے کراؤن سیکشن سے نکال دیا جائے گا۔..... ایکسٹو نے کہا تو سارے ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار تحسین کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ انہیں ایکسٹو کی فہانت پر واقعی رشک آگیا تھا جس نے عمران کی اس بکواس سے گہرا نتیجہ نکال لیا تھا اور اب انہیں واقعی احساس ہو رہا تھا کہ عمران کا اصل مقصد بھی یہی تھا۔

”کوئی سیکشن یا ادارہ دو قسم کے ایجنٹوں کو کبھی نہیں نکالتا۔ ایک ذہین اور دوسرا بیوقوف۔ آپ نے آج تک تنویر کو نہیں نکالا وہ لوگ گراہم کو کیوں نکالیں گے۔..... عمران نے تنویر کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح جگڑ گیا تھا۔

”تنویر کا مقابلہ گراہم سے مت کرو۔ گراہم کی جگہ اگر تنویر کراؤن سیکشن کا ایجنٹ ہوتا اور جہاد سے مقابلے پر آتا تو تم اب تک بولنے کے قابل بھی نہ رہ جاتے۔ بہر حال تم ٹیم سمیت فوراً واپس آ جاؤ۔ انٹرنیشنل آرڈر..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تنویر کا چہرہ ایکسٹو کے اس رویہ کس پر

گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

”مبارک ہو تنویر۔..... عمران نے دسیور دکھ کر اس طرح تنویر کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا جیسے ایکسٹو نے تنویر کی بجائے اس کی تعریف کی ہو۔

”تم نے میرے متعلق بکواس کیوں کی تھی۔..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں ایکسٹو کے مزے سے جہاد کی تعریف کرنا چاہتا تھا اور میں جہاد سے اس نقاب پوش کی نفیات جانتا ہوں۔ اگر میں جہاد کی تعریف کر دیتا تو وہ جواب میں ابھی تمہیں سیکرٹ سروس سے باہر نکال دیتا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اب باتیں نہ بناؤ۔ بہر حال چیف نے جس طرح تنویر کا دفاع کیا ہے ہم سب کو اس پر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ چیف واقعی قدر شناس ہے۔..... جو لیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ اور زیادہ کھل اٹھا۔

”عمران صاحب۔ کیا آپ واقعی اس لئے گراہم کو قف نہیں کر رہے کہ اس ناکامی کے بعد اسے کراؤن سیکشن سے نکال دیا جائے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”نہ بھی نکالیں تب بھی کراؤن سیکشن بہر حال ایک سرکاری تنظیم ہے اس لئے گراہم کو اگر ختم بھی کر دیا جائے تب بھی کراؤن سیکشن تو ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ گراہم کی کارکردگی کے بارے میں

بعد رپورٹ دینے کا کہا تو میں نے اس کی رپورٹ ملنے کا انتظار کیا اور ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ رام لعل نے رپورٹ دی ہے کہ حکومت کا فرستان کو تو سرے سے ابھی تک اس فارمولے کی چوری کا علم بھی نہیں ہو سکا بلکہ اس رام لعل نے الٹا آپ پر شک ظاہر کیا ہے۔۔۔۔۔ نائزان نے کہا۔

”اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ آج کل کا فرستان میں عقلمندوں کا اجتماع ہو گیا ہے۔ ٹھیک ہے اب اس گراہم سے ملا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔“

عمران نے کہا اور رسیور دکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ جو گیا۔ ذرا اس گراہم سے کا فرستان میں الوداعی ملاقات ہو جائے۔۔۔۔۔“ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور جو یا بھی سر ملاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”آپ سب لوگ ایئر پورٹ پہنچ جائیں۔ ہم گراہم سے مل کر سیدے ایئر پورٹ پہنچیں گے۔۔۔۔۔“ عمران نے باقی ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تو ہمیں علم ہو چکا ہے لیکن اس کے خاتمے کے بعد جو نیا ایجنٹ بھیجا جائے گا وہ نجانے کون ہو اس لئے کیا ضرورت ہے نیا کتاں کھودنے کی۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اجابت میں سر ہلا دیئے اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ جڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”نائزان بول رہا ہوں عمران صاحب۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے نائزان کی آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ کیا رپورٹ ہے گراہم کے بارے میں۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مجھے جیل رپورٹ مل چکی تھی کہ انگریزیا سے اس کے نائب جونی نے اسے فون پر اطلاع دی ہے کہ انگریزیا میں ان سیاہوں کے سامان سے کوئی فلم رول نہیں ملا اور ان سیاہوں نے وہاں اس کا کلیم بھی داخل کیا ہے لیکن پھر مجھے اطلاع ملی کہ گراہم نے رام لعل کارپوریشن کے جنرل منیجر رام لعل کو فون کیا تھا اور رام لعل اس کے پاس ہونٹل میں آ رہا ہے تو میں نے مزید انتظار مناسب سمجھا کیونکہ رام لعل بھی انگریزین ایجنٹ ہے۔ پھر اطلاع ملی کہ رام لعل ان کے پاس آیا اور گراہم نے اسے یہ پڑتال کرنے کا کہہ دیا کہ حکومت نے اس فلم رول کو کہاں رکھا ہے۔ رام لعل نے ایک ٹھنٹے

گراہم اور جینی دونوں آنے والوں کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جو پہلے آکر نقلی فلم دول دے گئے تھے اور مرد نے اپنا تعارف عمران کے طور پر کر لیا تھا۔

”مداخلت بے جا کی صفائی چاہتا ہوں مسز گراہم۔ دراصل میں وہ فلم دول لینے آیا ہوں جو اس روز بھاں چھوڑ گیا تھا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا کرو گے اس کا؟“ گراہم نے ہنست بجاتے ہوئے کہا۔
 ”اس سوال کا جواب چونکہ تفصیل طلب ہے اس لئے اگر تم اجازت دو تو ہم دونوں بیٹھ جائیں۔ بہر حال ہم مہمان ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گراہم نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کا بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔

”بھئی۔“ انی ایم سوری دراصل جہادی آدمی اس قدر اچانک تھی کہ میں جہیں بیٹھنے کا بھی نہ کہہ سکا تھا۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے واقعی حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

”شکر۔“ تو جہارے سوال کا جواب یہ ہے کہ میں اس فلم دول کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا ہے۔“ عمران نے کہا تو گراہم بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ ایک بار پھر بگڑ گیا تھا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی۔ ویری بیٹ۔“ تو اصل فلم دول تم نے اس طرح حاصل کر لیا ہے۔“ گراہم

”کچھ مجھ نہیں آ رہا کہ اب کیا کیا جائے۔“ کافی در تک کمرے میں ٹیلنے کے بعد آخر کار گراہم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اس عمران کو چیک کرنا چاہئے۔“ جینی نے کہا۔

”ہاں۔“ آخری چارہ کار تو یہی رہ جاتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اسے اصل فلم دول کا علم نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے کسی سے بات معلوم ہو سکتی ہے کہ ہم نے اصل فلم دول کسی سیاح کے بیگ میں ڈالا تھا۔“ گراہم نے کہا اور جینی نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو گراہم اور جینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”میں کم ان۔“ گراہم نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور

نے جگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”المہینن سے بیچہ جاؤ گراہم۔ تجھے اعتراف ہے کہ تم مجھ سے کہیں زیادہ ذہین ہو سیکین اس بات کا بھی تجھے علم ہے کہ بے پناہ عقلمندی اور حماقت کی سرحدیں بھی آپس میں ملتی ہیں اس لئے ضرورت سے زیادہ عقلمند آدمی بعض اوقات بڑی سادہ سی چیزوں کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ یہ بات تمہیں پہلے سوچ لینی چاہئے تھی کہ جب میں نے تمہیں آکر کہا کہ یہ نقلی ہے تو ظاہر ہے میں نے اسے چیک کیا ہو گا اور جب میں نے اسے چیک کیا تو ظاہر ہے اس میں جو کچھ ہو گا وہ بھی میں نے دیکھ لیا ہو گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ تم نے اسے نہ دیکھا ہو گا کیونکہ تم تو جانتے تھے کہ یہ نقلی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ واقعی تجھے اعتراف ہے کہ مجھ سے حماقت ہو گئی۔ تجھے اسے چیک کرنا چاہئے تھا تاکہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس میں ان سیاحوں کی تصویریں بہر حال موجود ہوں گی اور اس طرح تم آسانی سے ان تک پہنچ سکتے تھے۔“ گراہم نے کہا۔

”اس کے باوجود بھی ایک پوائنٹ ایسا تھا جس سے معاملات ملتے آسکتے تھے۔ تم نے فارمولے کا جو فلم رول فریج فائرنگ کے ذریعے حاصل کیا تھا وہ مائیکرو فلم تھی اور جبکہ بہت کم سیاحوں کے پاس مائیکرو فلم بنانے والا انتہائی جدید ترین اور ہنگامہ گیر ہوتا ہے اور تم نے بھی یقیناً اس سیاح کے کاندھے سے ٹکا ہوا مائیکرو فلم

بنانے والا کیمرو دیکھ کر ہی اس کے بیگ سے یہ فلم حاصل کی ہو۔ فارمولے والا مائیکرو فلم رول اس میں ڈال دیتا۔ وہ عام کیمرو کا فلم رول بہر حال مائیکرو فلم رول نہیں ہوتا۔ اس طرح ان سیاحوں کو فوراً معلوم ہو جاتا کہ ان کے بیگ میں کوئی غلط مائیکرو فلم رول آ گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو گراہم نے ایک بار پھر طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات تھے۔

”میں واقعی اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھتا تھا لیکن اب تجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرا اندازہ غلط تھا اور جہاڑی جو تعریفیں ہوتی ہیں ان میں سبائد نہیں ہے لیکن یہ بتا دوں کہ میں قیامت تک اس فارمولے کا بیچا نہیں چھوڑوں گا۔“ گراہم نے کہا تو عمران بے اختیار سنبھلا۔

”کیا تم واقعی طور پر کام کر دو گے۔“ عمران نے کہا تو گراہم اور جینی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

”واقعی طور پر۔ کیا مطلب۔“ گراہم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ تجھے کراؤن سیکشن کے اصولوں کا علم ہے اور کراؤن سیکشن کے جہاز فلم بجٹ ڈرام ملل نے آگر تمہیں رپورٹ دی ہے تو اس نے اب تک جہازے میڈ کو آرڈر کو بھی جہاڑی ناکامی کی رپورٹ دے دی ہو گی اور اس رپورٹ کے بعد آگر تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی جہازے لئے فہمیت ہے۔“ عمران نے

کہا۔

”اوہ۔ اوہ تو یہ بات ہے۔ مجھے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔“ گراہم نے ہونٹ بچھپتے ہوئے کہا۔

”اگر مجھے کراؤن سیکشن کے ان اصولوں کا علم نہ ہوتا گراہم تو تم اب تک میرے ہاتھوں قبر میں اتر چکے ہوتے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم جیسے لعنت کو زندہ چھوڑ دینا حماقت کے ۱۲ اور کچھ نہیں اور میرے آدمیوں کے لئے تم دونوں کا خاتمہ بے حد آسان تھا۔ تم خود سوچو جہاں اس جدید ترین گائیکہ میں آوازیں جذب کر لینے والے آلے کے باوجود نہ صرف تم دونوں کے درمیان ہونے والی تمام گھٹگو بلکہ تم نے جو فون کالیں کی ہیں اور جو رسیو کیں ان سب کا ایک ایک لفظ مجھ تک پہنچتا رہا ہے۔ جب یہ کام ہو سکتا تھا تو اس کرے کو بھی میزائلوں سے اڑایا جاسکتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے جہادی ذہانت نے بے حد متاثر کیا ہے اور میں ذاتی طور پر ذہین لوگوں کی قدر کرتا ہوں اور اس بات کا بھی مجھے اعتراف ہے کہ تم اپنی ذہانت کی وجہ سے ہی مشن میں مجھ سے ایک قدم آگے رہے ہو اور اصل مشن تم نے ہی مکمل کیا تھا۔ یہ تو بس آخری لمحات میں میرا واؤلگ گیا اور اصل فارمولا واپس پاکیشیا پہنچ گیا۔ بہر حال جہادی ذہانت کی وجہ سے میں نے جہادی موت کے امکانات نہ دیئے تھے اور پھر تم دونوں خود میرے فلیٹ پر چل کر آئے تھے اس لئے بھی میں نے درگزر سے کام لیا اور دوسری بات یہ بھی بتا دوں کہ میں نے

پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے جہادی سفارش کر دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ کراؤن سیکشن کے اعلیٰ حکام کو جب جہادی ذہانت کی تعریف کرے گا تو کراؤن سیکشن زیادہ سے زیادہ تمہیں صرف اپنے سیکشن سے علیحدگی کا ہی حکم دے گا جہادی موت کا حکم نہ دے گا۔“ عمران نے کہا۔

”تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف کراؤن سیکشن کے چیف کو جانتا ہے۔“ گراہم نے اچھائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ تو بہر حال چیف ہے۔ جہاں سے چیف سے تو میری بھی دعا سلام ہے اگر تم کو بتو میں جہادی سفارش کر دوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور گراہم نے چونک کر رسیور اٹھایا۔

”بس۔ گراہم بول رہا ہوں۔“ گراہم نے کہا۔

”چیف بول رہا ہوں۔ مجھے جہادی ناکامی کی رپورٹ مل چکی ہے۔ میں۔“ جس میں کہا تھا کہ تم نے عمران کو عام لعنت نہیں سمجھنا لیکن دوسری طرف سے کراؤن سیکشن کے چیف کی اچھائی سخت اور سرد آواز سنائی دی اور گراہم کا رنگ سلجھت زرد پڑ گیا۔ عمران چونکہ قریب ہی بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف سے چیف بھی فیسے کی وجہ سے اونچی آواز میں بول رہا تھا اس لئے عمران کے کانوں تک بھی اس کی آواز پہنچ گئی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گراہم کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

”اہلے جناب چیف آف کراؤن سیکشن۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (اگسٹن) بول رہا ہوں۔“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ گراہم کا چہرہ مزید زرد پڑ گیا تھا جبکہ جینی کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات موجود تھے۔

”تم۔ تم۔ تم گراہم کے پاس موجود ہو۔“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”جناب میں گراہم کی بے پناہ ذہانت کو خراج تحسین پیش کرنے آیا تھا۔ گراہم واقعی انتہائی ذہین ہے۔ پورے مشن میں یہ بہر حال مجھ سے آگے آگے رہا اور اس نے انتہائی ذہانت سے مشن بھی مکمل کر لیا تھا لیکن اب کیا کہوں۔ آپ بہر حال چیف ہیں اور چیف ٹائپ کی مخلوق ہر بات پہلے سے جانتی ہے اس لئے آپ بھی یقیناً جانتے ہوں گے کہ بعض اوقات اندھے سے میرے نیچے بھی شکار آ جاتا ہے اور وہ بھی اپنے آپ کو شکاری کہلوانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات تو آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ فارمولا پاکیشیا کی ملکیت تھا اس لئے حق یہ حقدار رسید۔ البتہ میری درخواست ہے کہ آپ گراہم کو اس مشن کی ناکامی پر کوئی سزا دیں۔ یا رزندہ صحبت باقی۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف مجھ جیسے الحق کو برداشت کرتا رہتا ہے تو آپ بھی گراہم جیسے ذہین لبنت کو برداشت کریں۔ بزرگ کہتے ہیں کہ امید پر دنیا قائم ہے اس لئے آپ بے فکر رہیں کبھی نہ کبھی میری طرح گراہم کے ہر کے نیچے بھی شکار آ جائے گا۔“ عمران کی

زبان رواں ہو گئی تھی۔ گراہم اور جینی دونوں کے چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرتے تھے۔ وہ شاید سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ کراؤن سیکشن کے چیف جیسے سخت مزاج آدمی سے کوئی اس انداز میں بات کر سکتا ہے۔

”جہیں گراہم کی سفارش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گراہم میرے سیکشن کا ٹائپ لبنت ہے اور اس سے پہلے یہ کبھی ناکام نہیں رہا اس لئے ایک مشن میں ناکامی کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایسے لبنت پر اسول لاگو کر دیتے جائیں۔ اس سے اصل حماقت یہ ہوتی ہے کہ اس نے جہیں عام لبنت کے طور پر ڈیل کیا ہے لیکن اب مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ ایسی حماقت نہیں کرے گا۔“ چیف نے جواب دیا تو گراہم اور جینی دونوں کے سنے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے کیونکہ چیف کی بات کا مطلب تھا کہ نہ صرف ان کی جان بخش دی گئی ہے بلکہ اسے کراؤن سیکشن سے بھی علیحدہ نہیں کیا جا رہا۔

”شکریہ۔ شکریہ۔ آپ میری درخواست قبول کر کے مجھ پر تو کیا سری آئندہ انے والی سات بلکہ سترہ نسلوں اگر ہوں تو، پر احسان عظیم کیا ہے۔“ عمران نے بڑے خلوص سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور گراہم کی طرف بڑھا دیا۔

”اہلے گراہم بول رہا ہوں چیف۔“..... گراہم نے کہا۔

”گراہم۔ تم نے عمران کی آخری بات سن لی ہے۔ اس کا مطلب

”دے عمران خطرناک کے ساتھ عظیم آدمی بھی ہے ورنہ کون آج اپنے آپ کو احمق اور دوسرے کی اس حد تک تعریف کرتا ہے۔“ جمینی نے شرمندگی بھرے لہجے میں کہا۔

”عظیم آدمی ہی محبت کے معاملات میں بے ضرر ہوتے ہیں اس لئے جہاری اس تعریف کے باوجود عمران کو معاف کیا جا سکتا ہے۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا تو جمینی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی

ختم شد

”کیا واقعی چیف کو فارمولے کے بنیادی نکات مل گئے ہیں۔“ جمینی نے کہا۔

”کچھ پوچھو تو مجھے چیف کی اس بات پر یقین نہیں آیا۔ سہرا خیال ہے کہ چیف اس عمران کی باتوں میں آگیا ہے اور اس نے یہ بات بتائی ہے۔“ گراہم نے کہا۔

”اگر ایسا ہے بھی تو اس نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ جس طرح عمران نے اس سے باتیں کی ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عمران کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور وہ واقعی جہیں ضائع نہیں کرانا چاہتا ورنہ شاید یہ لوگ ہمیں کافرستان سے بھی باہر زندہ نہ جانے دیتے۔“ جمینی نے کہا۔

”تم چیف کی بات کر رہی ہو۔ مجھے تو لگتا ہے کہ تم بھی اس کی باتوں میں آگئی ہو۔“ گراہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ حقیقت ہے گراہم میں واقعی اس عمران سے لاشعوری طور پر خوفزدہ ہو گئی ہوں۔ یہ شخص واقعی دنیا کا خطرناک ترین آدمی ہے۔ انتہائی خطرناک۔“ جمینی نے کہا تو گراہم بے اختیار ہنس پڑا۔

”شکر ہے تم نے خطرناک کہا ہے۔ خطرناک آدمی سے انسان دور بھاگتا ہے قریب نہیں ہوتا ورنہ مشن کی بجائے مجھے رقابت میں اسے ہلاک کرنا پڑ جاتا۔“ گراہم نے کہا تو جمینی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

عمران میرزہ میں ایک دلچسپ منفرد اور یادگار ایڈیو پنچر

جے ایس پی

مصنف — مظہر عظیم ایم اے

• پوری دنیا کے اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں یکے بعد دیگرے
خلائی تابکاری طوفانوں سے تباہ ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

• پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری بھی خلا سے آنے والے ہولناک تابکاری
طوفان کی زد میں اگر ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو گئی۔

• خلائی تابکاری طوفان جو دنیا کی تاریخ میں پہلی بار کرہ ارض پر
اچانک فائر ہونا شروع ہو گئے لیکن ان خلائی طوفانوں کا نشانہ

صرف اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں ہی تھیں کیوں — ؟

• خلائی تابکاری طوفان کے کرہ ارض پر فائر ہونے کو پوری دنیا کے
سائنسدانوں نے قدرتی آفت قرار دے دیا لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس کا نظریہ اس کے خلاف تھا — کیوں — ؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بے پناہ جدوجہد
کے بعد یہ سراغ لگایا کہ یہ کام خلا میں موجود خفیہ یہودی پیس پروٹوٹر

شیشن سے کیا جا رہا ہے۔

• وہ لمحہ — جب عمران نے اس بات کا سراغ لگایا کہ اس یہودی

سپیس پروٹوٹر سے خلائی تابکاری طوفان فائر کرنے والا خفیہ
پراجیکٹ کرہ ارض پر ہی واقع ہے لیکن پوری دنیا اس جوش
سپیس پراجیکٹ یا ہے۔ ایس۔ پی سے لاعلم تھی کیوں اور کیسے۔ ؟
• ہے۔ ایس۔ پی — ایک ایسا سائنسی پراجیکٹ جس کے تحت
پوری دنیا کے یہودی کرہ ارض پر یہودی سلطنت قائم کرنے کا
خواب دیکھ رہے تھے۔

• ہے۔ ایس۔ پی — جو سمندر کی تہ میں تھا اور جسے نہ ٹریس کیا
جاسکتا تھا اور نہ ہی تسخیر کیا جاسکتا تھا۔

• پاکیشیا کی سلامتی اور مستقبل کے تحفظ کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ

سروس ہے۔ ایس۔ پی کو ٹریس کرنے اور تباہ کرنے کا مشن
نے کر میدان عمل میں دیوانہ وار کود پڑے۔

• کیا ہے۔ ایس۔ پی ٹریس ہو کر تباہ ہو سکا — یا — ؟

لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے حیرت انگیز واقعات
امید اور مایوسی کے درمیان پنڈولم کی طرح حرکت کرتا ہوؤشن
جان لیوا اور دیوانہ وار جدوجہد سے پُر
انتہائی دلچسپ، منفرد اور یادگار ایڈیو پنچر

یوسف براؤن — پاک گیٹ ملتان